اردو زبان کی
پانچویں کتاب
مؤلفہ:۔ خانصاحب مولوی محمد اسمٰعیل
ملنے کا پتہ
شریف خاں نعیم خاں لوہیا بازار مسجد قاضیان مظفرنگر

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اُردو زبان کی

پانچویں کتاب

از مولوی عبدالحکیم

خُدا رزّاق ہے

اے خدا تو خالق و رزاق ہے
تیری خلاقی تحیّر خیز ہے
آب صافی بن کے شکلِ ابرِ تر
خاک کو بخشی رطوبت آب نے
پھر ہوا بھی ہو گئی ان میں شریک
رفتہ رفتہ مختلف اطوار سے
کیا وہ نوزادۂ خاکی تبار
گرمی و سردی و خشکی و تری!
راس آئی بادِ ایّامِ بہار
وہ طراوت وہ نزاکت رنگ و روپ
جمع مالک نے کیا پھر کاٹ کر
یہ بھی اک صورت ہے اوّل سے جُدا
یا تو وہ صورت تھی یا یہ حال ہے

اے خدا تو رزاق و خلاق ہے
تری رزاقی عجب انگیز ہے
ہے برستا قطرہ قطرہ خاک پر
اور حرارت مہرِ عالم تاب نے
ہو گئی آمیزش ان چاروں کی ٹھیک
شکل نو پیدا ہوئی ان چار سے
دیکھ لو سطحِ زمیں پر سبزہ زار
ہے اسی ترکیب سے کھیتی ہری
ہو گئی پُر خوشہ و پُر برگ و بار
لے گئی سب فصلِ تابستاں کی دھوپ
صورتِ خرمن ہوئی اب جلوہ گر
آج کے حالات ہیں کل سے جُدا
زیرِ سُمِ گاؤ خر پامال ہے

تا کہ ادنیٰ کو کریں اعلیٰ سے دور
غلّہ ہے وہ جنس عالی و عزیز
دانہ دانہ زیر سنگِ آسیا
نقش صورتہائے سابق مٹ گیا
ہے بقائے تازہ بعدِ ہر فنا
اب پکا آٹے سے نانِ خوش گوار
قُرصِ نان ہے اور ہے صورت نئی
اب وہ روٹی لقمۂ انساں ہوئی
بعد ازاں آبِ دہن سے ہو کے نم
پھر غذا نے کی نئی صورت قبول
پھر ہوئی سودا و صفرا کی نمود
تھی غرض تبدیل حالت سے یہی

ہے یہی منشائے احکام شعور
کیونکہ ہے وہ رزق اصحابِ تمیز
بے تامّل پیس کر آٹا کیا
جم گیا اک اور ہی نقشہ نیا
یاں بگڑنے ہی میں کام اچھا بنا
کھانے والوں کو ہے اس کا انتظار
بدلے اتنی دیر میں قالب کئی
اور شہیدِ تیزیٔ دنداں ہوئی
ہو گئی وہ داخلِ دیگِ شکم
ہو گئے چھن کر الگ جزوِ فضول
خون و بلغم نے کیا پیدا وجود
خاک سے پیدا ہو رزقِ آدمی

تیری خلاقی تحیّر خیز ہے
تیری رزاقی عجب انگیز ہے

یاد کرو تلفّظ اور معنی

رَزّاق	تحیُّر	مِہر	نَوزَاد	بَرگ
خَلّاق	رَطُوبَت	اَطوَار	تَبَار (خاندان)	بَار
سَطح	خِرمَن	آسیا	فَنَا	سَودَا
اَیَّام	جَلوَہ گر	اَصحَاب	قُرص	صَفرا
تَابِستان	اُحکَام	بَقَا	فُضُول	

(۲) وقت سرمایہ ہے

۱۔ یہ وہ سرمایہ ہے جو ہر شخص کو قدرت کی طرف سے عطا ہوا ہے۔ جو لوگ اس سرمایہ کو معقول طور سے کام میں لاتے ہیں وہی عیش جسمانی اور مسرت روحانی حاصل کرتے ہیں۔ اسی کی بدولت ایک وحشی آدمی مہذب انسان اور مہذب انسان فرشتہ سیرت بن سکتا ہے۔ اسی کی برکت سے جاہل، عالم، مفلس، تونگر اور نادان تجربہ کار ہو سکتا ہے۔ اطمینان، خوشی اور آرام انسان کو ہرگز میسر نہیں ہوتا جب تک وہ مناسب طریقے سے صرفِ اوقات نہیں کرتا۔

۲۔ وقت بے شک ایک دولت ہے جو کوئی اس دولت کو بے اندازہ اور بے حساب خرچ کرتا ہے وہ روز بروز بینوا اور تہی دست اور مفلوک ہو جاتا ہے۔ وہ جب تک زندہ رہتا ہے ہمیشہ رنجیدہ و پریشان اور زمانے کا شاکی رہتا ہے۔ موت بھی اس کو اس پشیمانی اور اندوہ سے نہیں چھڑا سکتی۔ بلکہ اس کے حق میں موت کا آنا گویا مجرم کے لئے گرفتاری کا پروانہ ہے۔ وہ جس طرح جیتے جی قسمت و تقدیر کو جھینکتا رہا۔ اسی طرح مرنے کے بعد وقت گذشتہ اور عمر رفتہ کے حسرت و اندوہ میں مبتلا رہے گا۔

۳۔ سچ یہ ہے کہ وقت ضائع کرنا بھی ایک طرح کی خودکشی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ خودکشی ہمیشہ کے لئے زندگی سے محروم کر دیتی ہے۔ اور تضیعِ اوقات ایک محدود زمانے تک زندہ کو مردہ بنا تی ہے۔ یہ ہی منٹ گھنٹے اور دن جو غفلت اور بیکاری میں گذر جاتے ہیں۔ اگر آدمی

حساب کرے تو ان کی مقدار مہینوں بلکہ برسوں تک پہنچتی ہے۔ اگر اس سے کہا جاتا کہ تیری عمر سے دس پانچ برس کم کر دیئے گئے تو یقیناً اس کو سخت صدمہ ہوتا۔ لیکن وہ خود معطل بیٹھا ہوا اپنی عمر عزیز کو برباد کر رہا ہے۔ اس کے زوال و فنا پر کچھ افسوس نہیں کرتا۔

۴۔ اگرچہ وقت کا بیکار کھونا عمر کا کم کرنا ہے۔ مگر ایک یہی نقصان ہوتا تو چنداں غم نہ تھا۔ کیونکہ دنیا میں سب کو عمر طویل نصیب نہیں ہوتی۔ لیکن بہت بڑا زیاں و خسارہ جو بیکاری اور وقت ضائع کرنے سے ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ بیکار آدمی کے خیالات ناپاک اور زبوں ہو جاتے ہیں۔ طمع، حرص، ظلم، حق تلفی، نافرمانی اکثر وہی اشخاص کرتے ہیں جو معطل اور بیکار رہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کچھ نہ کچھ کرنے کے واسطے بنایا گیا ہے۔ جب اس کی طبیعت اور اس کا دل و دماغ نیک اور مفید کام میں مشغول نہیں ہوتا تو بالضرور اس کا میلان بدی اور معصیت کی طرف ہو جاتا ہے۔ پس اگر آدمی، آدمی بننا چاہتا ہے تو سب کاموں سے مقدم کام اس کے واسطے یہ ہے کہ اپنے وقت کا نگراں رہے۔ ایک لمحہ فضول نہ کھوئے۔ ہر کام کے لئے ایک وقت اور ہر وقت کے لئے ایک کام مقرر کرے۔

۵۔ جو لوگ وقت کے پابند ہوتے ہیں۔ وہ اپنے کام کو تندہی اور چستی سے کرتے ہیں۔ ان کو کام کے انجام دینے کا خیال لگا رہتا ہے کسی دوسرے کے تقاضے اور تاکید کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ خود ان کی طبیعت ان کو مجبور کرتی ہے۔ کہ عین وقت پر اور مقررہ مہلت کے اندر کام سے فراغت حاصل کرو۔ یہ چستی ان کی خصلت

وعادت بن جاتی ہے اور بغیر اس طریقۂ کارگزاری کے ان کو چین ہی نہیں آتا۔ جب عین وقت پر کام کر لینے کی عادت پڑ جاتی ہے تو وقت میں بڑی وسعت و برکت معلوم ہوتی رہے ہے۔ اور ایک کام کے انصرام کے بعد دوسرے کام کے کرنے کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ ایسا شخص بہت سے کام انجام دے چکتا ہے۔ پھر بھی اس کو سیر و تفریح کے لئے خواب و آرام کے لئے دوستوں کی ملاقات کے لئے فرصت مل جاتی ہے۔ برخلاف اس کے جو آدمی وقت کے پابند نہیں ہوتے وہ کام کے کرنے میں سستی اور کاہلی کرتے ہیں۔ اور اس خراب عادت کی وجہ سے وقت گزر جاتا اور کام بدستور رہتا ہے۔ اور جب کام کرتے ہیں تو ان کو اپنا وقت کم اور کام زیادہ معلوم ہوتا ہے اس لئے وہ اکثر تنگی وقت سے نالاں رہتے اور عدیم الفرصتی کا گلہ کرتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے اپنے وقت کو قطع و برید کر کے تنگ بنا لیتے ہیں۔

۶۔ مشغلہ اور محنت میں خدا نے ایک یہ بھی برکت رکھی ہے کہ شاغل اور محنتی آدمی کے خیالات میں ہمیشہ نکوئی اور صلاحیت بڑھتی جاتی ہے۔ وہ قانع، سخی، منصف، دیانت دار، شکرگزار اور با ادب ہوتا ہے۔ وہ اپنے اوقات کو بھی عزیز رکھتا ہے۔ اور دوسروں کے اوقات میں خلل انداز نہیں ہوتا ہے۔ اگر وہ کسی سے وقت معین کا وعدہ کر لیتا ہے تو اس وعدے کو بھی وفا کرتا ہے۔ وہ دوسروں کو انتظار کی تکلیف میں تا بمقدور نہیں ڈالتا۔ اب بیکاروں اور کاہلوں کے حالات پر غور کرو۔ تو معاملہ بالعکس نظر آتا ہے نہ وہ اپنے وقت

کی قدر کرتے ہیں نہ دوسروں کے وقت کی، ان کے نزدیک وقت پر کام کرنا، یا وعدہ وفا کرنا کوئی چیز نہیں۔ وہ ریل پر سفر کرتے ہیں تو ایسے وقت اسٹیشن پر پہنچتے ہیں، جب کہ روانگی کی سیٹی ہو چکتی ہے۔ اگر ریلوے کے قواعد میں ان لوگوں کی رعایت بھی کی جاتی جو وقت کے پابند نہیں ہیں۔ تو یہی ریل گاڑی جو گھنٹے میں تیس چالیس میل طے کرتی ہے۔ چھکڑے سے بدتر ہو جاتی۔ میں نے معتبر ذریعے سے سنا ہے کہ ایک ہمارے ہندوستانی امیرزادہ کو ریل کی سواری محض اس وجہ سے ناپسند تھی کہ اس میں وقت کی پابندی بہت ہے۔

—— یاد کرو تلفظ اور معنی ——

مُہذّب	شاکی	خِسارہ	مَعصِیت	وُسعَت
سِیرَت	تَصنُّع	زَبُوں	نِگراں	بَرکَت
بِینَوا	زَوال	مُعطّل	تَنَدہی	اِنصِرام
مَفلُوک	زِیاں	مَیلان	تَقاضا	تَفرِیح
عَدیمُ الفُرصَتی	مَشغَلہ	صَلاحِیّت	بِالعَکس	مُعتَبَر

(۳) قوسِ قزح اور ہالہ

۱۔ ہم روشنی کو ایک سادہ یا غیر مرکب خیال کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سفید شعاع جو آفتاب درخشاں یا کسی اور جسمِ منوّر سے نکلتی ہے۔ وہ سات مختلف رنگوں سے مرکب ہوتی ہے۔ شعاع کا یہ خاصہ ہے کہ جب وہ کسی کثیف شے میں ہو کر گزرتی ہے تو بقدرِ کثافت اس کی رفتار میں کمی پڑ جاتی ہے۔ چنانچہ ہوا کی بہ نسبت

پانی میں اور پانی کی بہ نسبت بلور یا کسی اور جرم شفاف سے گزرتے وقت اس کی سمت رفتار ترچھی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ بلور وغیرہ کے ذرّے ہوا یا پانی کی نسبت نہایت پیوستہ اور باہم متصل ہیں۔ لیکن ساتوں رنگتوں کا انحراف یکساں طور پر نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر ایک جُدا جدا رستہ اختیار کرتی ہے۔

۲۔ اگر تم بلوّر یا کانچ کا ایک مثلثی ٹکڑا آنکھ پر رکھ کر دھوپ کا معائنہ کرو تو ایک ہفت رنگ پٹکا سا نظر آئے گا۔ جس میں سُرخ نارنجی، زرد، سبز، آسمانی، نیلا، بنفشی، یہ سات رنگ باترتیب نمایاں ہوں گے۔ اسی قدرتی قاعدے کے بموجب آسمان میں قوسِ قزح جلوہ گر ہوتی ہے۔ یہ دلچسپ نظارہ صرف اس وقت ہوتا ہے کہ جب آفتاب پس پشت چمکتا ہو اور دیکھنے والے کے پیش نظر ترشح ہو رہا ہو۔ اس وقت شعاعیں قطرات باراں میں منحرف ہو کر دیکھنے والے کی آنکھ پر اس ترتیب سے پڑتی ہیں کہ ایک باقاعدہ رنگین قوس نظر آنے لگتی ہے۔ اگر زمین بیچ میں حائل نہ ہوتی تو پورا دائرہ بنتا جس کا مرکز ٹھیک مرکزِ آفتاب کے محاذی ہوتا یہ تماشا آبشاروں پر بھی جہاں پانی چادر ہو کر گرتا ہے۔ دیکھنے میں آتا ہے اور فوارہ یا پچکاری کے ذریعے سے بھی دکھا سکتے ہیں۔ کبھی کبھی دو اور شاذونادر تین چار قوسیں بھی نظر آجاتی ہیں۔

۳۔ جس طرح شعاعوں کی کج رفتاری قوس قزح کا تماشا دکھاتی ہے۔ اسی طرح شبِ ماہ میں ایک سفید یا رنگین روشن دائرہ قُرصِ ماہ کے گرداگرد نمودار ہوتا ہے۔ بشرطیکہ ہوا ابرِ تُنک یا بخارات سے پُر ہو۔

بڑا اور سفید ہالہ بالخصوص ایامِ سرما میں نظر آتا ہے۔ ہالہ کو دیکھ کر جو بارش کی پیشین گوئی کی جاتی ہے وہ درست ہے۔ کیونکہ بغیر ابر یا بخارات کے وہ نہیں بنتا۔ اور ابر و بخارات کی موجودگی البتہ دلیلِ باراں ہے۔

یاد کرو تلفّظ اور معنی

قوسِ قُزَح	کَثِیف	اِنحِرَاف	تَرَشُّح	مُحَاذِی
دَرَخشَاں	جِرم	مُعَایَنَہ	مُنحَرِف	شَاذ
مُنَوَّر	شَفّاف	نَظّارہ	حَائِل	مُتَنَکّ

(۴) اُمّید

از مولٰنا خواجہ حاؔلی

اے مری اُمید! میری جاں نواز　　اے مری دلسوز! میری کارساز
میری سِپر اور مرے دل کی پناہ　　درد و مصیبت میں مری تکیہ گاہ
عیش میں اور رنج میں میری شفیق　　کوہ میں اور دشت میں میری رفیق
کاٹنے والی غمِ ایّام کی　　تھامنے والی دلِ ناکام کی
نیکیوں کی تجھ سے ہے قائم اساس　　تو نہ ہو تو جائیں نہ نیکی کے پاس
وعدہ ترا راست ہو یا ہو دروغ　　تو نے دیئے ہیں اُسے کیا کیا فروغ
وعدہ وفا کرتی ہے گوچند تو　　رکھتی ہے ہر ایک کو خرسند تو
آنے نہیں دیتی دلوں پر ہراس　　ٹوٹنے دیتی نہیں طالب کی آس
جن کو میسر نہیں کملی پھٹی　　خوش ہیں توقع پہ وہ زربفت کی
تو نے نہ چھوڑا کبھی غربت میں ساتھ　　تو نے اُٹھایا نہ کبھی سر سے ہاتھ

نشۂ اُمید میں ہیں چور سب
ایک پیالے میں ہیں مخمور سب

یاد کرو تلفّظ اور معنی

جَان نَواز	تَکیَہ گاہ	نَاکام	فَرُوغ	تَوَقّع
دِل سُوز	شَفِیق	اَسَاس	خُرسَند	غُربَت
سِپَر	دَشت	دَروغ	زَربفت	مَخمُور

(۵) حکیم ایسپ کا بیان

۱۔ ایسپ اس طرزِ تعلیم کا موجد گنا جاتا ہے۔ جس کو وہ قصّے کہانیوں کے ذریعے سے عمل میں لاتا تھا۔ اس نے ایسی دلچسپ اور نصیحت آمیز کہانیاں بنائیں۔ جو ہر طبیعت کے موافق اور ہر دل کے مناسب ہیں۔ اس نے حیوانات مطلق کو ناطق اور نباتات اور جمادات کو ذی روح فرض کر کے ان کی زبان سے مطلب ادا کیا ہے۔ اگرچہ اس کی کہانیوں میں رنگینی نہیں ہے۔ مگر وہ اخلاقی مضامین کی پوٹ ہیں۔ علی الخصوص بچوں کی طبیعت پر بغایت موثر ہوتی ہیں۔ اس طرز کو بڑے بڑے حکیموں اور منتظموں نے پسند کیا ہے۔ افلاطون کہتا ہے کہ حکیم سقراط نے ایسپ کی حکایتوں کو نظم کیا تھا۔ اور تاکید کرتا ہے کہ بچوں کو یہ کہانیاں ضرور سنانی چاہئیں۔ تاکہ ابتدائے عمر ہی سے حسنِ اخلاق اور اطوارِ نیک ان کے دل نشین ہو جائیں۔ فی الحقیقت اگر ایسپ کی حکایتیں مفید و پُر اثر نہ ہوتیں تو وہ تمام قوموں میں نہ اس قدر رواج پاتیں نہ مقبولِ خاص و عام بنتیں۔

۲۔ اس کی تعلیم کا مقصد یہ تھا کہ خدائے تعالےٰ نے یہ رنگارنگ کی مخلوق اس واسطے پیدا کی ہے کہ انسان اس کو نظرِ غور سے دیکھے۔

اور ہر ادنیٰ اعلیٰ چیز سے حکمت سیکھے۔ اور عبرت حاصل کرے۔ جنس حیوان میں جو مختلف خواہشیں اور گوناگوں عادتیں نظر آتی ہیں۔ وہ انسان کو نیکی و بدی میں تمیز کرنے کی ہدایت کرتی ہیں۔ مثلاً " کتے کی وفاداری، شیر کی شجاعت، لومڑی کی مکاری، چیتے کا غیض وغضب، اونٹ کا حلم۔ یہ سارے خصائل جو انواع حیوانات میں موجود ہیں۔ اگر انسان ان سے نصیحت نہ حاصل کرے تو وہ حیوانوں سے بدتر ہے۔ چونکہ حقیقی دانائی اور انسانیت نہایت موثر طریقے سے اس دانشمند نے سکھائی ہے۔ اسی لئے وہ زمرہ حکمار میں شمار کیا گیا۔

۳۔ یہ حکیم فرجیہ کا باشندہ فنون حکمت سے واقف نہایت ذکی وذہین لطیف وظریف، علامۂ دوراں اور یکتائے عصر تھا۔ مگر جس قدر اس کا باطن کمال وہنر سے آراستہ تھا۔ اسی قدر اس کا ظاہر عیب ونقصان کی وجہ سے بدنما تھا۔ کریہہ المنظر بدقوارہ کوتاہ قامت کوزہ پشت بلکہ اس کی ہیئت انسانوں سے کچھ یوں ہی مشابہ تھی۔ علاوہ بریں مدت دراز تک بول چال سے بھی آشنا نہ تھا۔ ان سب خرابیوں پر طرہ یہ کہ وہ بیچارہ غلام بھی تھا جس سوداگر نے اس کو خریدا تھا وہ اس کی صورت سے بیزار اور صحبت سے نفور تھا۔ مگر اس گودڑ کے لعل کا کوئی گاہک نہ ملتا تھا۔ آخر ایک حکیم نے اپنی خدمت کے لئے خرید لیا۔

۴۔ ایک روز اس حکیم نے اپنے احباب کی ضیافت کی اور ایسپ کو نفیس ولذیذ کھانوں کی تیاری کا حکم دیا۔ جب کھانا دسترخوان پر چنا گیا تو آقا کو معلوم ہوا کہ تمام رکابیوں میں زبانیں رکھی ہیں۔ اس نے نہایت برہم ہو کر کہا۔ ارے کمبخت میں نے تو نفیس کھانوں کی فرمایش کی تھی۔ تو

یہ کیا پکا لایا۔؟ ایسپ نے نہایت ادب کے ساتھ عرض کیا میں نے حضور ہی کے حکم کی تعمیل کی ہے۔ دنیا میں زبان سے بہتر کوئی شے نہیں یہی بکہ بھر کی زبان رونق بزم کا سامان ہے۔ یہی رموزِ علم کی کلید ہے۔ یہی اظہارِ دلائل کی کل ہے۔ اسی سے بستیوں کی آبادی عمل میں آتی ہے۔ اسی سے حکومتیں قائم ہوتی ہیں۔ اسی کی بدولت درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہے۔ اسی کے وسیلہ سے وعظ و پند کا دروازہ کھلا ہے۔ اسی کے ذریعے سے خدا کی شکر گزاری اور حمد و ثنا ہوتی ہے۔ حکیم نے کہا "بہت بہتر" اور اپنے جی میں ٹھان لی کہ کل اس کو ٹھیک بناؤں گا، اور اس کی حکمت کا مزہ چکھاؤں گا۔

۵۔ اگلے دن پھر انھیں دوستوں کی دعوت کی اور حکم دیا کہ "آج بُرے سے بُرا کھانا پکاؤ" ایسپ نے کھانے کے وقت پھر وہی زبانیں لا رکھیں۔ اور عرض کیا کہ "جناب عالی! دنیا میں کوئی چیز زبان سے بدتر نہیں۔ یہی دو انگشت کی زبان جنگ و جدل کا سامان، نزع و تفرقہ کا نشان، عناد و فساد کی بنیاد، کذب و افترا کا آلہ، فحش بکنے کا ذریعہ، فضول گوئی کا وسیلہ، اور اظہار حماقت کا سبب ہے۔ یہ ہی بس کی گانٹھ اکثر خرابیوں کی جڑ اور بہت سے گناہوں کی اصل ہے۔" یہ معقول تقریر اور جواب باصواب سن کر حکیم خاموش ہو رہا۔ اور سمجھ گیا کہ نکتہ سنجی اور زیرکی اسی شخص کا حصّہ ہے۔

۶۔ رفتہ رفتہ ایسپ کی فہم و فراست کی شہرت بادشاہِ وقت کے کانوں تک پہنچی۔ اس نے نہایت اشتیاق سے طلب کیا۔ مگر جب لقائے شریف (ذات شریف) کو ملاحظہ کیا۔ تو اس کی طبیعت از حد منغص ہوئی۔ اور ساری خوبیاں اور اوصاف جو سُنے تھے۔ اس کے دل سے

محو ہو گئے۔ مگر حسنِ باطن کب چھپا رہتا ہے۔ آخر جلوہ گر ہوا۔ اس وقت بادشاہ نے ایسپ کا یہ مقولہ یاد کیا ؎

ساغرِ زرّیں ہو یا مٹی کا ہو اک ٹھیکرا
تو نظر کر اس پہ جو کچھ اس کے اندر ہو بھرا

یاد کرو تلفّظ اور معنی

مُوجِد	عِبرَت	علّامہ	کِلید	اِفتِرا
حیوانِ مُطلَق	گُوناگُوں	عَصر	دَلائِل	نُکتہ سَنجِی
حیوانِ نَاطِق	غَیظ	گہوارۂ المَنظَر	دَرس	زِیرَک
ذِی رُوح	خَصائِل	بَدقوارہ	تَدرِیس	فِراسَت
عَلَی الخُصُوص	ذَکی	کُوزہ پُشت	نِزاع	لِقا
مُؤثِّر	لَطِیف	نُفُور	تَفرِقہ	مُنغَّص
تَعالیٰ	ظَرِیف	رُمُوز	عِناد	مَحو

(۶) عِلم کی ضرورت

از مولانا خواجہ حالیؔ

گیا دورہ حکومت کا بس اب حکمت کی ہے باری
جہاں میں چار سو علم و عمل کی ہے عملداری
جنھیں دنیا میں رہنا ہے لہے معلوم یہ ان کو
کہ ہیں اب جہل و نادانی کے معنی ذلت و خواری
ضرورت علم و دانش کی ہے ہر فن و صناعت میں
نہ چل سکتی ہے اب بے علم نجاری نہ معماری

جہاں علم تجارت میں نہ ماہر ہوں گے سوداگر
تجارت کی نہ ہوگی تا قیامت گرم بازاری
نہ آئے گی پسند ان نوکروں کی خدمت و طاعت
جنھیں پائیں گے آقا زیورِ تعلیم سے عاری!
اگر چاہیں گے کرنی آدمی گھوڑوں کی سائیسی
تو دینا ہوگا ان کو امتحانِ علمِ بیطاری!
نہ مستغنی بکا دل علم سے اب ہیں نہ باورچی
ہوا ہے مدرسوں سے مطبخوں تک فلسفہ جاری
یقین جانو کہ آئندہ ملے گی درس گاہوں میں
گر آٹا پیسنے کو چاہیئے ہوگی پسنہاری
کوئی پیشہ نہیں اب معتبر بے تربیت ہرگز
نہ فصّادی، نہ جرّاحی، نہ کحّالی نہ عطّاری

جہاں تک دیکھئے تعلیم کی فرمارو ائی ہے
جو سچ پوچھو تو نیچے علم ہے اوپر خدائی ہے

گئے وہ دن کہ تھا علم و ہنر انساں کا اک زیور
ہوئی ہے زندگی خود منحصر اب علم و دانش پر
کوئی بے علم روٹی سیر ہو کر کھا نہیں سکتا
نہ زرگر اور نہ آہنگر نہ بازی گر نہ سوداگر
مہندس چاہیئے مزدور اب اور راج اقلیدس
بس اب دنیا میں بے علموں کا ہے اللہ ہی یاور
نہ پہنے گا کوئی جاہل کی شاید سی ہوئی جوتی

بس اب موچی فلاطوں سے یونہیں کچھ ہوں تو ہوں کمتر
جہاں داری میں آج ایک ایک عامل ہے جم و کسریٰ
جہانگیری میں ہے اک اک سپاہی طغرل و سنجر
گئے وہ دن کہ تھے محدود کام انسان کے سارے
برابر تھا بئے کا گھونسلا اور آدمی کا گھر
یہ دورہ ہے بنی آدم کی روز افزوں ترقی کا
جو آج اک کام ہے اعلیٰ تو کل ہے اس سے اعلیٰ تر
کوئی دن میں خسارہ سب سے بڑھکر اس کو سمجھیں گے
کہ دو دن آدمی ٹھہرا رہے یاں ایک حالت پر
نہ تھا غیر از ترقی فرق کچھ انسان و حیواں میں
دیا ہے امتیاز انسان کو یہ تعلیم نے آکر

زمانہ نام ہے میرا تو میں سب کو دکھا دونگا
کہ جو تعلیم سے بھاگیں گے نام ان کا مٹا دونگا

یادکرو تلفظ اور معنی

صِناعَت	مُستَغنی	جَراح	یاوَر	کِسرٰی
نَجّار	بَکاوَل	کُھجّال	تَربِیّت	طُغرُل
گَرم بازاری	مَطبَخ	مُنحَصِر	اِمتیاز	سَنجَر
عارِی	فَلسَفہ	سِپر	مَحدُود	فَلاطُون
بِیطار	فَصّاد	مُہندِس	جَم	رُوزافزوں

(۷) کلکتّہ

۱۔ شہر کلکتہ زمانہ سابق میں ایک قریہ تھا۔ وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ کالی نام کا یہاں ایک بُت ہے۔ اور کتّا بنگلہ زبان میں صاحب کو کہتے ہیں۔ اس لئے گاؤں کالی کتّا مشہور ہوا۔ رفتہ رفتہ بکثرت استعمال نے کلکتہ بنا دیا۔

۲۔ عہد عالمگیری میں بڑا شہر بندر ہگلی تھا۔ اسی بندر میں تجارتی جہاز لنگر انداز ہوتے تھے اور اکثر تجارت پیشہ لوگوں کی یہاں سکونت تھی۔ چنانچہ انگریزی کمپنی کی کوٹھی بھی وہیں تھی اتفاقاً زمین کے دھنس جانے سے انگریزی کوٹھی منہدم ہوگئی۔ بہت سا مال و اسباب تلف ہوا۔ تب مسٹر چانک نے دوسرے مقام پر کوٹھی کی بنا ڈالی اور دو منزلہ سہ منزلہ عمارتیں بنانے کا ارادہ کیا مغل تاجروں کو یہ امر شاق ہوا۔ انھوں نے فوجدار سے شکایت کی۔ اس نے صوبہ دار بنگالہ کو اطلاع دی۔ وہاں سے ممانعت کا حکم صادر ہوگیا۔ ناچار مسٹر چانک اپنا جہاز لے کر دکن کو چل دیا۔

۳۔ ان دنوں اورنگ زیب مہمّات دکن میں مصروف تھا۔ اور قحط عظیم کی وجہ سے بادشاہی لشکر کو سخت تکلیف ہو رہی تھی۔ کرناٹک کی کوٹھی کے انگریزی افسر نے بہت سا غلّہ اور سامان رسد لشکر شاہی کو پہنچایا اس خدمت شائستہ کے صلہ میں بادشاہ نے انگریزوں کو معافی محصول کی سند عطا فرمائی اور کوٹھی کے بنانے کی اجازت دے دی۔ تب مسٹر چانک شاہی فرمان لے کر بنگالہ کو واپس آیا۔ اور موضع

کلکتہ میں کوٹھی تعمیر کی۔ تجارت کی بدولت آبادی روز بروز بڑھتی گئی۔ پھر جو گورنر آیا۔ آبادی کی ترقی اور تعمیر کی افزائیش پر متوجہ رہا۔ چنانچہ کرنل کلایو نے پلاسی کی فتح کے بعد شہر سے کچھ فاصلے پر قلعہ کورٹ ولیم تعمیر کرایا اس کی ساخت اور طرز عمارت اس بلاد کے قلعوں سے نہیں ملتی نئے انداز کا اور نہایت مضبوط و مستحکم ہے۔

۴۔ خاص کر لارڈ ولزلی کے عہد گورنری میں اس شہر کا اسلوب نہایت خوب ہو گیا۔ ایک عمارت عالی شان منجانب کمپنی تعمیر ہوئی۔ غرض تجارت کی گرم بازاری اور انگریزی حکومت کا صدر مقام ہونے کے باعث ہر قسم کے اہل پیشہ صناع ساہوکار وہاں بکثرت آباد ہوتے گئے اور اپنے اپنے مقدور کے موافق حویلیاں اور کوٹھیاں تعمیر کرائیں فی الحال یہ ہی شہر صوبہ بنگال کا دار الصدر اور کل ہندوستان کا دار السلطنت ہے۔ دریائے ہگلی کے دونوں کناروں پر اس کی آبادی ہے۔

۵۔ خاص شہر چھ میل طویل اور ڈیڑھ میل عریض ہے جس میں اہل فرنگ رہتے ہیں۔ وہاں مکان نہایت عالیشان اور سڑکیں بہت خوش قطع اور فراخ ہیں ایوان گورنری کے سامنے ایک بڑا وسیع میدان ہے اس میں کئی سڑکیں نکلی ہیں۔ جن پر صبح و شام اکثر صاحبان انگریز سیر و تفریح کے لئے سوار ہو کر نکلتے ہیں۔ دریائے ہگلی اس شہر کے متصل نصف میل کی چوڑائی میں بہتا ہے۔ اس کے کنارے کنارے پختہ سڑک اور مضبوط دیوار تعمیر کی گئی ہے۔ جہازوں اور کشتیوں سے مال تجارت اتارنے کے لئے چند گھاٹ بنے ہوئے ہیں۔ کل تعداد اس شہر کے باشندوں کی قریب آٹھ لاکھ کے ہے ؎

یاد کرو تلفظ اور معنی

قَرِیَہ	مُنہدم	مُہِمّات	بِلاد	صَدُر
تسمیہ	شاق	شائستہ	مُستحکم	صَنّاع
لنگر	صَادِر	صِلہ	اُسلوب	اَیوان

(۸) حیا از مؤلف

او حیا او پاسبان آبرو
پاک دامانی پہ تجھ کو ناز ہے

جب سمائی آنکھ میں تو مثل نور
دامنِ عصمت کو تو رکھتی ہے پاک

گر نہ ہوتا درمیاں تیرا حجاب
خواہشوں کو جو نہ تو دیتی لگام

جب خطا کرتی ہے دل میں شور و شر
ذلت و خواری تجھے بھاتی نہیں

تو مذمت کو سمجھتی زہر ہے
مفلسوں کی ہے تو ہی پست و پناہ

گو تہی دستی کے ہو جائیں شکار
ہے تیرے نزدیک مرجانا پسند

اس قدر تجھ کو نہیں پروائے نان
آبرو کھوتی نہیں از بہرِ قوت

نیکیوں کی قوت بازو ہے تو
کیا ہی تیرا دل پذیر انداز ہے

بد نگاہی سے رہی وہ آنکھ دور
ہے سدا جرم و گنہ سے تجھ کو باک

فعل بد سے کون کرتا اجتناب
آدمی حیوان بن جاتے تمام

تو ہی بن جاتی ہے واں سینہ سپر
تاب رسوائی کی تو لاتی نہیں

اور ملامت تیرے حق میں قہر ہے
سوجھاتی ہے عرق ریزی کی راہ

ہے مگر تجھ کو گدائی ننگ و عار
پر نہیں ہے ہاتھ پھیلانا پسند

جس قدر تو آن پر دیتی ہے جان
لب پہ بن جاتی ہے تو مہر سکوت

اغنیا کے دل کو گرماتی ہے تو | بخل اور خست سے شرماتی ہے تو
تو ہی سکھلاتی ہے ان کو بذل مال | زخم خنجر ہے تجھے ردِ سوال

یاد کرو تلفظ اور معنی

دِلپذیر، حجاب، مذمّت، قوّت، خِسّت
عصمت، اِجتناب، عرق ریزی، سُکوت، بَذل
بَاک، سینہ سپر، عار، اَغنیا، خنجر

(۹) صَرفِ دَولت

۱۔ ظاہرا مال و دولت کا حاصل کرنا مقصود سمجھا جاتا ہے لیکن حقیقت پر غور کرو۔ تو کسب دولت میں کوئی نفع نہیں بلکہ نفع جو کچھ ہے وہ اس کے باموقع صرف اور صحیح استعمال میں ہے۔

۲۔ دولت پیدا کرنے کے طریقے بہت ہیں۔ مگر ان میں سے تین اصول ہیں اور باقی ان کی شاخیں یا ان کے ماتحت ہیں پہلا طریق کاشتکاری، دوسرا صنعت، تیسرا تجارت ہے ان کے علاوہ جتنے پیشے اور کام ہیں وہ سب انہیں تین اصول کے لوازم ہیں۔

۳۔ ہر ایک طریقہ کے اختیار کرنے سے پیشتر اس کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ علم کے بعد اس کے عمل کی مشق واجب ہے۔ ہر ایک شخص انھیں طریقوں میں سے کسی نہ کسی کا علم و عمل سیکھتا اور دولت کماتا ہے مگر بہت کم ایسے ہیں۔ جو مصارف کے اصول و قواعد بھی جانتے ہوں۔ اسی لئے اکثر آدمی باوجود دولت پیدا کرنے اور کمانے کے سخت مصیبتیں اٹھاتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے کہ پانی کی آمد کا راستہ تو بنا لیا، مگر نکلنے کا

بندوبست کچھ نہ کیا۔ یا تو اتنے سوراخ پیدا ہو گئے کہ اِدھر پانی آیا اُدھر نکل گیا۔ یا ایسا رکا کہ اس میں عفونت اور بدبو پیدا ہوگئی۔ پس ہر انسان پر واجب ہے کہ بقدرِ ضرورت مصارف کے طریقوں کا بھی علم حاصل کرے۔

۴۔ پہلا ضروری مصرف یہ ہے کہ اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے خوراک۔ لباس اور مسکن مناسب حال بہم پہنچائے۔ اگر کوئی شخص اپنی ذات خاص کے لئے مقدارِ قلیل پر قناعت کرے تو مضائقہ نہیں۔ اِلّا متعلقین کو اپنی پیروی پر مجبور نہ کرے۔ ان کے ضروری مصارف مناسب حال بفراغت دے۔ اسی کا نام سیر چشمی ہے۔

۵۔ دوسرا ضروری مصرف یہ ہے کہ عزیزوں قریبوں اور دوستوں کو ہدیہ وتحفہ دے۔ اور ان کے ساتھ سلوک کرے اگرچہ وہ دولت مند ہوں۔ کیونکہ اس طریقے سے محبت واتحاد کو ترقی ہوتی ہے۔ اسی کو مروّت کہتے ہیں۔

۶۔ تیسرا ضروری مصرف یہ ہے کہ جس قدر ہو سکے محتاجوں اور بے کسوں کی امداد اور دستگیری کرے۔ اسی کا نام سخاوت ہے۔

۷۔ چوتھا مصرف یہ ہے کہ ان لوگوں کا واجبی حق ادا کرے جو اس کی خدمت کرتے اور کاروبار میں مدد دیتے ہوں کیونکہ آدمی اپنے تمام کام اپنے ہی ہاتھ سے نہیں کر سکتا۔ پس جو خادم اس کا وقت بچاتے ہیں سو وہ مستحق عوض ہیں۔

۸۔ پانچواں مصرف یہ ہے کہ بلا تعین رفاہ عام میں دے۔ مثلاً پُل مدرسہ، کنواں، شفاخانہ، مہمان خانہ وغیرہ بنائے جس سے عامۂ خلائق کو نفع پہنچے۔ غرض مال کا استعمال مناسب واعتدال کے ساتھ ہو تو

حسن اعمال اور حصول کمال کا وسیلہ ہے اسی کو کفایت شعاری کہتے ہیں ورنہ کمی وبیشی صورت میں مال آفت وبال جی کا جنجال اور باعثِ زوال ہے۔

۹۔ مصارف ضروری میں کمی کرنا بخل کہلاتا ہے اور زیادتی کرنا اسراف یہ دونوں صورتیں اگرچہ ظاہر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اِلّا مآل دونوں کا ایک ہے اس لئے کہ مال خود مقصود اصلی نہیں ہے۔ بلکہ اصل مقصود وہ حاجات ہیں جو مال کے ذریعے سے پوری ہوتی ہیں۔ اور ان کا پورا ہونا بخل اور اسراف دونوں میں معلوم پس یہ بھی بُرا اور وہ بھی مذموم ہ

بخیل اور مسرف ہیں محروم دونو
کہ دولت کو کرتے ہیں معدوم دونو

یاد کرو تلفّظ اور معنی

کسب	مَصارِف	متعلقین	مُستحِق	مَعدُوم
اُصُول	عُفُونَت	سیرچشمی	رِفاہ	حُسنِ اَعمال
ماتحت	مَصرَف	اِتحاد	مَآل	اِسراف
لَوازِم	قَلیل	دستگیری	مَذمُوم	مُسرِف

(۱۰)	بخیلی اور فضولی	از مؤلّف

اری بخیلی! اور اے فضولی! تمہارا دونوں کا منہ ہو کالا!
گناہگاری کے تم ہو چشمے، تمہیں سے نکلیں خراب رسمیں
تمہیں نے دم بھر میں سب گنوایا تمہیں نے سب خاک میں ملایا

کمانے والوں نے جو کمایا بصد مشقت کئی برس میں
نہ مال و دولت کے فائدوں ہی سے کر کے محروم تم نے چھوڑا
بنایا بد عہد اور بے دیں، کھلائیں جھوٹی ہزار قسمیں
لگا کے حرص و طمع کا پھندا، سکھایا خود مطلبی کا دھندا
بنایا حق تلفیوں کا بندا، پھنسا کے تم نے ہوا ہوس میں
ہوئی بخیلوں کی کیا بری گت نہ پاس عزت نہ کچھ حمیت
نہ حوصلہ ہی رہا نہ ہمت، نہیں ہے فرق ان میں اور مگس میں
لٹا کے دولت کو اپنی مسرف ہوئے ہیں کیا کیا ذلیل احمق
کہ جیسے بے بال و پر کی چڑیا اسیر ہو گوشۂ قفس میں

یاد کرو تلفظ اور معنی

صَدَا ہَوَا حَمِیّت مَالُ مَگَسُ
خُودِ مَطلِبی یَاسُ اَسِیرُ قَفَسُ حَق تَلفِی

(۱۱) ہمّت

۱۔ ایک جوان تھا صاحب ثروت۔ مفت خوار اور بد رویہ دستوں اور نالائق ہمنشینوں کی صحبت نے اس کو ایسا خراب خستہ کر دیا کہ تھوڑے عرصے کے اندر بہت سی جائداد عیاشی فضول خرچی اور سیر تماشے میں اڑا دی۔ نہ رہنے کو مکان رہا نہ چڑھنے کو سواری۔ قدیم الخدمت ملازموں نے چندے رفاقت کی۔ مگر جب دیکھا کہ ولی نعمت آپ ہی نان شبینہ کو محتاج ہیں تو وہ بھی ایک ایک کر کے چل دیئے۔ دغا باز یاروں اور کمینہ خصلت مصاحبوں نے تو پہلے ہی سے جب

صاحبی بگڑتی دیکھی۔ آمد و شد میں کمی کر دی۔ یہاں تک کہ اس کی صورت سے نفرت کرنے لگے۔

۲۔ جب انقلاب زمانہ کا یہ رنگ دیکھا تو اس جوان سے اپنی ذلیل حالت اور درماندگی و مصیبت کا تحمل نہ ہو سکا مارے غیرت کے دل میں ٹھان لی کہ ایک گوشے میں جا کر مر رہے جہاں کسی کو پتہ نشاں نہ ملے۔ غرض خودکشی کا عزم بالجزم کر کے وہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ وہاں سے اس کو وہ تمام دیہات باغات اور عمارات نظر آئیں جو ایک روز اس کی ملکیت اور بلا شرکت غیرے اس کے قبض و تصرف میں تھیں۔ ان کو ملاحظہ کر کے وہ دفعتاً عالم حیرت میں کھڑا ہو گیا طرح طرح کے خیالات اس کے دل میں جوش مارنے لگے۔ سوچتے سوچتے اس کی ہمت اور استقلال نے یہ فیصلہ کیا کہ جو ہو سو ہو کل جائداد میں دوبارہ حاصل کر دوں گا۔

۳۔ یہ فیصلہ کر کے پہاڑ سے نیچے اترا اور مزدوروں کی ایک جماعت میں شریک ہوا جو کوئلہ ڈھونے میں مصروف تھے۔ شام کو جو اُجرت ملی اس میں سے کچھ صرف میں لایا اور کچھ پس انداز کیا۔ چندے اسی طور سے حمالی کرتا رہا۔ آخر اتنی حیثیت ہو گئی کہ اس نے تجارت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ایک مدت تک نہایت محنت اور کفایت شعاری سے اس کام کو انجام دیا۔ یہاں تک کہ وہ مدت قلیل میں ایک متموّل سوداگر بن گیا اس نے اپنی کل جائداد پھر خریدی اور مرتے وقت چھ لاکھ روپے نقد اپنے ترکہ میں چھوڑے۔

۴۔ اس میں شک نہیں کہ جو کچھ اس نے ارادہ کیا تھا اپنی قوتِ بازو اور جد و جہد سے اس کو پورا کر دکھایا۔ ہمت کا دھنی اور استقلال

کا پورا تھا لیکن وہ بخل نہ کرتا اور اپنی دولت کو کسی کارِ خیر میں صرف کر جاتا تو نہایت فخر کے لائق ہوتا۔

یاد کرو تلفظ و معنی

ثروت	رِفاقت	اِنقلاب	حمّالی	جدّ
عیّاشی	وَلیِ نعمت	درماندگی	مُتموّل	جہد
قدیمُ الخِدمت	نانِ شبینہ	جزم	تموّل	فخر

(۱۲) سچّائی

۱۔ سچّائی سے صرف یہ ہی مراد نہیں ہے کہ آدمی کوئی بات خلاف واقع نہ کہے۔ بلکہ سچّائی کئی طرح کی ہوتی ہے جو شخص جملہ اقسام میں کمال رکھتا ہو وہی کامل سچا ہے۔

۲۔ بات کی سچائی یہ ہے کہ کسی قسم کی دروغ گوئی نہ کرے نہ تو خبر کے بیان میں جو ماضی و حال سے متعلق ہو۔ اور نہ وعدے میں جو مستقبل سے منسوب ہو بلکہ یہاں تک تاکید کی گئی ہے کہ چھوٹے بچوں کو بہلانے یا کسی کام پر رضامند کرنے یا مکتب بھیجنے کی غرض سے جو وعدے ان کے والدین یا مربّی کریں۔ ان کو ضرور وفا کرنا چاہیئے ورنہ دو باتوں کا اندیشہ ہے۔ ایک تو وعدہ کرنے والے کے دل میں کجی اور ناراستی پیدا ہوتی ہے دوسرے بچے کو جھوٹ کی تعلیم۔ یعنی وہ بھی اس نظیر کی تقلید و پیروی کریگا اور دروغ گوئی اور وعدہ خلافی کو ایک معمولی بات سمجھے گا غرض بات کی سچائی کا کمال یہ ہے کہ ایسے کلام سے بھی پرہیز کرے جو ذو معنی ہو اور سننے والے کو دھوکے میں ڈالے یعنی متکلم کے نزدیک اس کے معنی

کچھ اور ہوں اور سامع کچھ اور سمجھ جائے۔

۳۔ اگر ایسا موقع آئے جہاں سچ بولنا مصلحت کے خلاف ہو۔ مثلاً معرکۂ جنگ میں بمقابلہ غنیم تو مناسب یہ ہے رمز و کنایہ سے بات کہے یا جواب دینے سے صاف انکار کردے۔ صریح جھوٹ ہرگز نہ بولے۔ کیونکہ جب زبان سے ناراست بات نکلتی ہے تو دل کی راستی اور صفائی میں خلل واقع ہوتا ہے۔

۴۔ نیت کی سچائی یہ ہے کہ انسان جس کام کا قصد کرے خلوص کے ساتھ کرے۔ اس میں خود غرضی فریب یا ریا کا لگاؤ نہ ہو۔ مثلاً کوئی شخص خیرات کرنے کا ارادہ کرے اور اس کے دل میں یہ بھی خیال ہو کہ ایسا کرنے سے میری ناموری ہوگی تو وہ نیت کا سچا نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ارادہ اس نے دوسروں کی فائدہ رسانی کے واسطے نہیں کیا۔ بلکہ اپنی ناموری کی غرض سے کیا ہے۔

۵۔ ایک ارادہ کی سچائی ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ انسان جب کسی نیک کام کا ارادہ کرے تو پختگی کے ساتھ کرے اس میں ضعف، تذبذب، دودل نہ ہو۔ مثلاً ایک شخص نے ارادہ کیا کہ اس کو اپنی سالانہ آمدنی سے ہزار روپے پس انداز ہوں گے تو فائدہ عام کے لئے ایک عمارت تعمیر کرائے گا۔ اگر یہ ارادہ اس کے دل میں پختہ ہے تو اس کا عزم صادق کہلائے گا۔ ورنہ کاذب۔

۶۔ عہد کی سچائی یہ ہے کہ انسان نے جس کام کے پورا کرنے کا عہد کیا ہو حتی المقدور اس میں کوشش کرے اور جب تک اپنے عہد کو وفا نہ کرے سعی و کوشش سے باز نہ رہے۔

۷۔ عمل کی سچائی یہ ہے کہ انسان اپنے کاموں میں تکلف اور بناوٹ نہ کرے۔ اپنی حالت کو اوروں کی نظر میں ایسی نہ دکھائے جیسی کہ حقیقت میں نہیں ہے مثلاً کوئی شخص عالم نہ ہو اور عالموں کی سی طرز و روش اس غرض سے اختیار کرے کہ وہ لوگوں کے نزدیک عالم سمجھا جائے تو ایسا شخص گو زبان سے جھوٹ نہیں بولتا مگر عملاً کاذب ہے۔

یاد کرو تلفّظ اور معنی

مَاضِی	نَظِیر	مَعْرِکَہ	خُلُوص	صَادِق
مُسْتَقْبِل	تَقْلِید	کِنَایَہ	رِیَا	کَاذِب
وَالِدَین	ذُومَعْنی	حَتَّی الْمَقْدُور	پَس اَنْدَاز	عَمَلاً
مُرَبِّی	مُتَکَلِّم	صَرِیح	تَذَبْذُب	رَوِش

(۱۳) ایک گدھا شیر بنا تھا　از مؤلّف

پایا تھا اک گدھے نے کہیں پوستین شیر
سوچا کہ اس کی آڑ میں کچھ کھیلتے شکار
نادان اس کو پہن کے کھیتوں میں جا گھسا
دیکھا جو شیر سہم گئے اس سے کاشتکار
لیکن وہ اپنی بولی جو بولا تو کھل گیا
ہے شیر کے لباس میں پوشیدہ اک حمار
جب کھل گیا فریب تو پھر مارے طیش کے
لے لے کے اپنی لاٹھیاں سب ہل پڑے گنوار
چاروں طرف سے گھیر کے لی خوب ہی خبر

لوگوں نے مار پیٹ میں رکھا نہ کچھ ادھار
مرنے میں کیا رہا تھا مگر خیر ہو گئی
بھاگا دَبا کے دُم تو بچی اس کی جان زار
چھپتی نہیں ہے بات بنائی ہوئی کبھی
آخر کو ہو کے رہتی ہے اصلیت آشکار
بچیو سدا تکلّف و ناراستی سے تم
کرتا ہے آدمی کو یہ شیوہ ذلیل و خوار
رستے کو راستی کے نہ زنہار چھوڑنا
ہوتا ہے راستی ہی سے انسان رستگار
جو بات تھی صلاح کی سو ہم نے دی بتا
آیندہ اپنے فعل کا ہے تم کو اختیار

یاد کرو تلفظ اور معنی

سَہم طَیش شِیوَہ حِمارُ زار رُستگار

(۱۴)	حکایت	از مؤلّف

راوی نے ہے اس طرح خبر دی
اِک شب لگی بندروں کو سردی
سردی نے دیا جو سخت آزار
جویا ہوئے آگ کے وہ ناچار
ہر چار طرف دوا دوش کی
پائی نہ کہیں دَوا خلش کی
ناگہ چمکا جو کرمِ شب تاب
اخگر اسے جان کر لیا داب
ناچے کودے خوشی سے باہم
تنکے پتے کئے فراہم

رکھ کر اسے خار وخس کے اندر
لیکن ہوا فائدہ نہ کچھ بھی
کرتے رہے پھر بھی کام اپنا
صحرا میں جو اور جانور تھے
سمجھانے لگے ز روئے شفقت
اس کام سے کیجئے کنارہ
سمجھانے سے وہ مگر نہ سمجھے
یاروں نے کہی تھی بات ڈھب کی
ناداں رہے رات بھر اکڑتے
جب صبح ہوئی تو شک ہوا دور

پھونکیں لگے مارنے وہ بندر
اٹھا نہ دھواں نہ آگ سلگی
چھوڑا نہ خیال خام اپنا
وہ تجربہ کار اور باخبر تھے
یوں وقت کو رائیگاں کرومت
جگنو کو نہ جانئے شرارہ
جب تک نہ ہوئی سحر نہ سمجھے
غرّا کے انھیں دکھائی بھپکی
سر مارے ایڑیاں رگڑتے
شرمندہ ہوئے بہت وہ مغرور

سن لو نہ سنے گا جو نصیحت
ہوگا وہ اِسی طرح فضیحت

یاد کرو تلفظ اور معنی

رَاوی	دِوَادَوش	کِرمِ شَب تَاب	خَار	شَرَارَہ
جُویَا	خَلِش	اَخگَر	خَس	فَضِیحَت

(۱۵) ثَمرۂ اَعمال

۱۔ انسان کا کوئی کام اور کوئی خیال ایسا نہیں ہے جو بے انتہا نتیجے پیدا نہ کرتا ہو۔ اعمال بد اور نیک دونوں ہمیشہ قائم رہتے اور اپنے ثمرے پیدا کرتے ہیں۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ وہ ہم کو نظر نہ آئیں۔

۲۔ ذلیل سے ذلیل اور ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی بھی یہ دعویٰ نہیں

کر سکتا کہ میرے قول و فعل کا کسی پر کچھ اثر نہیں۔ اس تمام کائنات میں کوئی کسی سے جدا نہیں سب ایک سلسلہ میں وابستہ ہیں۔ سب ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ پس ہر فرد و بشر اپنی بداعمالیوں اور نیک اعمالیوں سے دنیا کی بدیوں اور نیکیوں کی تعداد بڑھا رہا ہے جس طرح اگلوں کے اقوال و افعال کا اثر ہم پر ہے۔ اسی طرح ہمارے اعمال کا اثر آئندہ زمانے میں آنے والی قوم پر ہوگا۔

۳۔ انسان ایک ثمرہ ہے جو سیکڑوں صدیوں کی سعی و کوشش سے تربیت پا کر اس حالت کو پہنچا ہے۔ گویا تمام گزشتہ نسلیں ایک دوسرے کے دوش بدوش کھڑی ہیں اسی طرح موجودہ نسلیں بھی قول و فعل کے سلسلہ کو آئندہ نسلوں میں جاری رکھیں گی پس کسی انسان کا کام فنا نہیں ہوتا۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ اس کا جسم خاک ہو کر ہوا میں اڑ جائے۔ اس کا ذرہ ذرہ ایسا منتشر ہو کہ کہیں پتا نہ ملے۔ تاہم اس کے عمل نیک ہوں خواہ بد ہمیشہ اپنا اثر پیدا کرتے رہیں گے۔ اگر انسان اس مضمون کو خوب سوچے تو معلوم ہو کہ اس کے ذمے کتنی بڑی جوابدہی ہے ایسے ہی غور و فکر کے بعد انسان اپنے نیک کاموں سے خوش اور بُرے کاموں سے خوف زدہ ہو سکتا ہے۔

۴۔ اس جہاں کے ایک ایک ذرّہ میں انسان کی بھلائی برائی کا اثر موجود رہتا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ ہوا ایک کتب خانہ ہے جس میں ہر انسان کے الفاظ لکھے رکھے ہیں وہ کل وعدے جو وفا نہ ہوئے۔ وہ جملہ سخت الفاظ جو منہ سے نکالے گئے۔ وہ تمام گالیاں جو دی گئیں سب کا نقش ہوا میں موجود ہے۔ صرف ہوا ہی نہیں بلکہ زمین سمندر اور تمام اشیاء انسان کے افعال اور خیالات کی شاہد ہیں۔

۵۔ غرض جو کام ہم کرتے ہیں۔ جو لفظ ہم بولتے ہیں جو حرکت ہم کرتے ہیں جو بات ہم سنتے ہیں۔ سب میں اثر ہے اور وہ اثر برابر پھیلتا جاتا ہے صرف ہماری ہی ذات پر محدود نہیں رہتا۔ بلکہ ساری قوم کو اپنے رنگ میں رنگتا ہے۔

یاد کرو تلفّظ اور معنی

ثَمَرہ	وَابَستہ	اَقوال	مُنتشَر	شَاہِد
کَائِنَات	بَشَر	دُوش	اَلفَاظ	مَحدُود

(۱۶) حکایت
از مؤلّف

ایک بچہ کہ ابھی کچھ اسے تمیز نہ تھی
لہو و بازی سے پسندیدہ کوئی چیز نہ تھی

کھیلنا، کودنا، کھانا، یہی معمول تھا بس
انہیں طفلانہ تمنّاؤں میں مشغول تھا بس

ایک تالاب تھا دو چار قدم گھر سے پرے
دل میں لہر آئی لبِ آب ذرا سیر کرے

صاف پانی سے جو تالاب کو پایا لبریز
کھیل کا شوق طبیعت میں ہوا اور بھی تیز

آس پاس اپنے جو پایا کوئی کنکر پتھر
پھینک مارا اسے پانی میں بہت خوش ہو کر

کھیل تھا پہلے تو اب طرفہ تماشہ دیکھا
دل ہی دل میں متحیر تھا کہ یہ کیا دیکھا؟

دائرہ ایک بنا ایسا کہ بڑھتا ہی ہے محیط
گھیر لی جس نے کہ تالاب کی کل سطح محیط

پھر تو کھیل اس کا اسی شغل پہ موقوف رہا
اسی نظارہ میں تا دیر وہ مصروف رہا

اسی اثنا میں ہوا بچّہ کی ماں کا بھی گزر
بولا۔ اماں! مجھے آئی ہے عجب چیز نظر

جو نہ دیکھی نہ سنی تھی کبھی اب سے پہلے
شاید آئی ہے نظر مجھ کو ہی سب سے پہلے

اک ذرا سی حرکت اور یہ تاثیر عجیب
دائرہ بڑھ کے پہنچتا ہے کنارے کے قریب

بسکہ جی جان سے اس شعبدہ پر تھا شیدا
وسعت دائرہ کی اپنے عمل سے پیدا

تھی وہ ماں اہلِ دل اور نیک منش نیک نہاد
ہنس کے فرمایا مری جان یہ نصیحت رکھ یاد
یونہی ہر کام کا ہو جاتا ہے انجام بڑا
گو کہ آغاز میں ہوتا نہیں وہ کام بڑا
کبھی ادنیٰ حرکت زلزلہ بن جاتی ہے
کبھی ناچیز سی ایک بات غضب ڈھاتی ہے

یہ ہی اندازِ نکو کاری و بد کاری ہے
اوّلاً خاص تھی اب عام میں وہ جاری ہے

یاد کرو تلفظ اور معنی

تمیز	لب آب	متحیّر	آشنا	منش
لہو	لبریز	محیط	شعبدہ	نہاد
طفلانہ	طرفہ	بسیط	شیدا	زلزلہ

(۱۷) ایک قانع مفلِس — از مؤلف

سو ہزار ایکڑ ہے کلن کی زمین
مِلک میری ایک بھی ایکڑ نہیں
ہے محل اس کا نہایت شاندار
اور میرا جھونپڑا ہے تنگ و تار
اَن گنت ہے اس کی نقدی اور مال
ایک پائی کے لئے ہیں پائمال
اس کا رتبہ ہے بڑا عزت بڑی
میرے سر پر خاک ذِلّت کی پڑی
پر جہاں تک میری جاتی ہے نظر
مِلک سب اپنی ہی آتی ہے نظر
لطف جو اس حال میں ہے بالیقیں
دَولت دنیا میں آدھا بھی نہیں
سُست ہے کلن بایں ناز و نعم
میں ہوں چاق و چست ہر دم تازہ دم
واں امیرانہ ہے مخمل کا لباس
میں ہوں مفلس میری پوشش ہے پلاس
وہ ہے قیدی پائے بندِ ملک و مال
اور میں آزاد ہوں مثلِ خیال
ڈاکٹر ہیں بیس واں بہرِ علاج
یاں نہیں ہے ایک کی بھی احتیاج

ہے مصیبت مال و دولت میں بڑی
میں اجل کو آپ کرتا یاد ہوں
یہ بیاباں یہ سمندر یہ ہوا
کان سے کلن کے لیکن دور ہے

موت کا کھٹکا ہے اس کو ہر گھڑی
بے غمی سے خُرّم و دِلشاد ہوں
گو نجتی ہے ان میں قدرت کی نوا
اس سے یہ اور اس سے وہ مہجور ہے

زمزمہ قدرت کا ہر دم ہے بلند
مست ہوں میں مجھ کو ہے یہ لَے پسند

یاد کرو تلفّظ اور معنی

تارُ چاق بَہر خُرّم مَہجُور
نِعم پلاسں اَجل نَوا زَمزَمہ

(۱۸) غلامی کا انسداد

۱۔ اٹھارھویں صدی کے اواخر تک ملک انگلستان میں بھی رسم غلامی اسیطرح جاری تھی جس طرح دنیا کے تمام اطراف و اکناف میں اس کا عام رواج تھا۔ اکثر آدمیوں کو جبراً گرفتار کر کے دُور دست جزائر میں جہاں مزدوروں کی ضرورت تھی روانہ کر دیتے تھے۔ جس طور سے آجکل اسباب اور مویشی کی فروخت کے اشتہارات اخباروں میں چھپتے ہیں۔ اسی انداز سے لندن اور لیورپول کے اخبارات میں حبشی غلاموں کو بیع کا اشتہار مشتہر کیا جاتا تھا جو حبشی غلام مالک کے جور و جفا سے تنگ آکر فراری ہو جاتا تھا اس کی گرفتاری کے لئے انعامی اشتہار اسی طریقے سے جاری ہوتے تھے جیسے فی زمانہ روپوش مجرم کی نسبت ہوتے ہیں۔

۲۔ اس تاریک زمانے میں ایک شخص **شارپ** نام کھڑا ہوا۔

رحمدلی اور خداترسی کی راہ سے اس نے اس ظالمانہ رسم کے انسداد پر کمر ہمت باندھی اور غلاموں کی آزادی کا بیڑا اٹھایا۔ **شارپ** کوئی بڑا دولت مند یا صاحبِ اقتدار آدمی نہ تھا۔ وہ عہد طفلی میں ایک پارچہ باف کے ہاں کام کرتا تھا پھر ایک دفتر میں محرر ہو گیا۔ مگر ابتدا ہی سے اس کو رفاہِ خلائق کے کاموں میں سعی و کوشش کرنے کا شوق تھا اور اس شوق کے ساتھ دلیرانہ ہمّت اور استقلال بھی رکھتا تھا

۳۔ غلاموں کی حمایت پر متوجہ ہونے کا باعث یہ ہوا کہ ایک روز **شارپ** صاحب نے ایک مصیبت زدہ اور بیمار و ناچار حبشی کو دربدر گدائی کرتے ہوئے دیکھا۔ اس کا ماجرا پوچھا تو معلوم ہوا کہ بے رحم مالک نے غضبناک ہو کر اس کو ایسی سخت سزا دی تھی کہ پاؤں سے لنگڑا اور آنکھوں سے قریب قریب اندھا ہو گیا۔ جب کسی کام کا نہ پایا تو اپنے گھر سے نکالدیا۔ **شارپ** کو اس کے حال زار پر بہت رحم آیا اور اپنے بھائی ولیم کے پاس جو غربا اور مساکین کا علاج کیا کرتا تھا بھیج دیا۔ چند روز میں ولیم کے حسنِ تدبیر اور معالجہ سے وہ صحیح اور تندرست ہو گیا تب **شارپ** صاحب نے اس کو ایک جگہ نوکر رکھا دیا۔

۴۔ اتفاقاً ایک عرصہ کے بعد اس کے مالک نے پہچان لیا صحیح، سالم اور توانا دیکھ کر طمع دامنگیر ہوئی۔ یہاں تک کہ اس بے چارہ کو گرفتار کرا کے حوالات میں بھجوا دیا۔ جب یہ بلا نازل ہوئی تو اس نے اپنے محسن **شارپ** کے نام خط بھیجا۔ اس نے نہایت کوشش کر کے اس کو عدالت سے رہا کرایا۔ اسی طرح وہ اکثر مظلوموں کو ظالموں کے پنجے سے چھڑاتا اور جور و تعدّی سے بچاتا رہا۔ لیکن مقدمات کی پیروی میں اوّل اوّل کوئی وکیل اس کا ممدّ و

معاون نہ بنا اس لئے شادپ کو خود قانون کا مطالعہ کرنا پڑا۔ مگر جب اسکی صدق نیت اور اس کار خیر کی خوبی عیاں ہو گئی تو چند ذی لیاقت قانون داں بھی اس کے معین و مددگار بن گئے۔

۵۔ انجام یہ ہوا کہ شادپ کی مردانہ ہمت واستقلال نے رسم غلامی کو انگلستان سے نیست و نابود کرا کے چھوڑا۔ اور یہ قطعی فیصلہ ہو گیا کہ کوئی غلام ہوا انگلستان کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی آزاد ہے۔ پھر اس جواں مرد عالی حوصلہ نے لوگوں کا زبردستی جلاوطن کیا جانا اور جزائر کو بھیجنا بھی موقوف کرایا۔ غلاموں کی آزادی کے لئے ایک بڑی سوسائٹی (مجلس) قائم کی۔ جس میں بہت سے جلیل القدر عائد شریک ہوئے اور رفتہ رفتہ وہ خواہش جو اکیلے شادپ کے دل میں پیدا ہوئی تھی اہل انگلستان کا ایک مسلمہ مسئلہ بن گئی اور سنہ ۱۸۳۴ء میں قلمرو برطانیہ سے سارے غلام یک قلم آزاد کر دیئے گئے۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

آوارہ	جَور	اِقتدار	نازِل	مُعین
اَکناف	جَفا	رِفاہ	تَعدّی	جَلاوطن
دُور دست	فِی زمانا	غُربا	مُحسِن	جَلیل القدر
فرار	رُو پوش	مَساکین	مُمِد	عَمائد
مُشتہر	اِنسِداد	سَالِم	مُعاوِن	مُسلّمہ

(۱۹)	عِلم زندگی ہے	از مولوی عبدالحکیم

دی کسی نے شاہِ کسریٰ کو خبر	ہند میں ہے طرفہ بار آور شجر

ہے ثمر میں اس کے تاثیر حیات — جس نے کھایا مرگ سے پائی نجات
موت آتی ہے و لے مرتا نہیں — انقلاب دہر سے ڈرتا نہیں
وہ ثمر ہے ثمرِ عمرِ ابد — کی بیاں تعریف یوں با شدّ و مد
سُن کے طبعِ شاہ بھی شیدا ہوئی — اس ثمر کی آرزو پیدا ہوئی
اور کیا ایک معتمد اپنا رواں — بہرِ سیرِ کشورِ ہندوستاں
کی سیاحت اس نے تا اقصائے ہند — سمت کشمیر و دکن بنگال و سِند
تھا وہ سرگرم تفحّص جا بجا — کرتا تھا ہر آدمی سے التجا
اِس شجر کا مجھ کو بتلا دو نشاں — ہے ثمر جس کا حیات جاوداں
لوگ ہنس دیتے تھے سن کر گفتگو — کچھ نہ کام آتی تھی اس کی جستجو
چھان مارا گرچہ کل ہندوستاں — دیکھ ڈالے باغ و راغ و بوستاں
روز و شب کرتا پھرا سیرِ بلاد — پر نہ دیکھی کچھ کہیں شکلِ مراد
آخرش طے کر چکا سب کوہ و دشت — کی بہ مایوسی وطن کو بازگشت
جب چلا واپس براہ مستقیم — مل گیا رستہ میں اک پیرِ علیم
حسبِ استفسار پیرِ راز داں — کی مفصل وجہِ غربت کی بیاں
سن کے سب احوال اور قطعِ اُمید — اس طرح گویا ہوا پیرِ رشید
وہ شجر یاں علم ہے اے نامور! — زندگانی بخش ہے جس کا ثمر
اے رسولِ بادشاہ خوش لقا — عِلم سے مِلتی ہے انساں کو بقا

یاد کرو تلفّظ اور معنی

کسریٰ	اَبَد	کِشوَر	جَاوِدَاں	اِستِفسَار
اِنقِلَاب	شدّ و مد	اَقصَا	رَاغ	رَشِید
مُثمِر	مُعتَمَد	تفحّص	بَازگَشت	لِقَا

(۲۰) راستی نجات ہے

(از مولوی عبدالحکیم)

نقل ہے حجّاج خلق آزار تھا
جور پیشہ تند خو، جبّار تھا

اک جماعت کو کیا اس نے اسیر
اور سنایا حکم قتلِ ناگزیر

ایک نے ان میں سے کی فریاد و آہ
"تجھ پہ میرا حق ہے دے مجھ کو پناہ"

"بولا وہ حق کیا ہے کر ہم سے بیاں
راستی نا راستی ہو نا عیاں؟

عرض کی اس نے "فلاں تیرا عدو
کر رہا تھا نا ملائم گفتگو

تیری غیبت میں تجھے بے خوف و بیم
کہہ رہا تھا سخت الفاظِ سقیم

میں نے روکا تھا اسے اس کام سے
غیبت و بدگوئی و دشنام سے

پس مرا حق تیرے ذمہ ہو گیا
تو بھی کر اب قتل سے میرے حیا"

بولا حاکم "لا کوئی اپنا گواہ
صدق دعوے میں ہے ورنہ اشتباہ"

ایک قیدی نے شہادت دی "کہ ہاں
سب درست و راست ہے اس کا بیاں"

قصہ یہ گزرا ہے میرے سامنے
جو کہا اس مردِ نیک انجام نے

سن کے اس سے صدقِ دعوے کا پتا
پوچھا "تو نے کیوں نہ روکا تو بتا؟"

مِثل اس کے تو نہ کیوں مانع ہوا
کیوں سماعِ ہجو پر قانع ہوا

اپنے کانوں سے سنی ہجوِ امیر
پھر ہوا تو کیوں نہ اس پر حرف گیر؟"

تب دیا قیدی نے یوں سچا جواب
اور کیا حجّاج کی جانب خطاب

"اے ستمگر! اے جفا جو، زشت خو!
تو مرا دشمن ہے میں تیرا عدو

میں نہ تیرا دوست ہوں نے خیر خواہ
میں نہیں ہوں تجھ سے جویائے پناہ

میں نہیں تیرا ثنا گر مدح خواں
کس لئے میں روکتا اس کی زباں

تجھ کو دشمن جانتا ہوں میں مدام
میں تو خود بدگو ہوں تیرا لاکلام

ہجو تیری کیوں نہ سنتا میں بھلا
دل میں جو تھا کہہ دیا سب صاف صاف
راستی سے دے دیا سچا جواب
صدق تو ہے تیغ سے برندہ تر

میں تو خود ہاجی ہوں تیرا برملا"
بے تکلف بے تصنع، بے گزاف
نے دروغ و کذب سے کچا جواب
کر گیا حجّاج کے دل میں اثر

بولا دونوں کو کیا میں نے رہا
اس کا حق ہے اور اس نے سچ کہا

یاد کرو تلفّظ اور معنی

حُجّاج	نَاگُزِیر	سَمَاع	حَرفُ گِیر	تَصَنُّع
جَبّار	سَقِیم	مَانِع	ہَاجِی	گزاف

سفر

(۲۱)

۱۔ اغراض سفر۔ سفر پانچ اغراض کے لئے ہوتا ہے:۔

اوّل۔ طلب علم کے لئے۔ پس جو علوم انسان کے لئے ضروری ہیں۔ ان کی تحصیل و تکمیل کے واسطے سفر اختیار کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر سفر سے ایک نکتہ بھی ایسا ہاتھ لگ جائے جو تمہارے علم میں افزائش پیدا کرے۔ تو سمجھ لو کہ مشقت سفر رائیگاں نہیں گئی۔ البتہ سفر سے اگر ایسا علم حاصل ہو جو انسان کے حق میں نافع نہ ہو تو وہ سفر لغو و بے سود ہے۔

۲۔ دوم۔ سفر اس منشا سے ہوتا ہے کہ آدمی اپنے عادات و اخلاق کو پہچانے۔ کیونکہ جب آدمی دوسرے شہروں اور ملکوں کے باشندوں سے علی الخصوص جب غیر قوم کے لوگوں سے ملتا ہے تو ان کی طرز و روش کو دیکھ کر اپنے اور اپنے اہل وطن کے عیب و صواب سے اطلاع پاتا ہے۔ مگر جب

تک انسان گھر میں بند رہتا اور اپنے اہل وطن کے سوا دوسروں کو نہیں دیکھتا اس وقت تک اپنی قوم اور اپنے وطن کے ہر ایک طور وطریق کو سب سے بہتر و برتر خیال کیا کرتا ہے۔ پس جو غفلت کا پردہ اس کے دل پر پڑا ہوا ہے وہ سفر کی برکت سے اٹھ جاتا ہے اور دوسروں کے مقابلے سے اپنے عیب و نقص عیاں ہو جاتے ہیں۔ انسان نے جب اپنے عیب کو سمجھ لیا۔ تو گویا مرض کو پالیا اور جب مرض کو پالیا تو پھر علاج کرنا چنداں دشوار نہیں۔ اس ارادہ اور اس نیت سے جو لوگ سفر کرتے ہیں وہ نیکی اور اخلاق کی دولت دوسرے ملکوں سے کما لاتے ہیں اور اس دولت سے اپنی ہی ذات کو بہرہ مند نہیں کرتے بلکہ اپنی قوم کو بھی مالا مال کرتے ہیں۔ پس نہایت مبارک ہے ایسا سفر اور نہایت متبرک ہیں ایسے مسافر۔

۳۔ **سوم**۔ سفر اس مقصد سے ہوتا ہے کہ انسان برّ و بحر میں دشت و جبل میں اور مختلف اقالیم میں عجائب صنع الٰہی کا مشاہدہ کرے اور گوناگوں جمادات اور رنگا رنگ نباتات اور نوع بنوع حیوانات کو نظرِ غور سے ملاحظہ فرمائے اور ان کی خلقت میں جو حکمتیں قدرتِ کاملہ نے رکھی ہیں ان کو پہچانے اس نیت سے سفر کرنا حقیقت میں اس خدائی تحریر کا مطالعہ کرنا ہے جو ہر ایک مخلوق کے چہرے پر مرقوم ہے۔ اور وہ تحریر کسی قوم کی زبان اور کسی ملک کی رسم الخط کی پابندی نہیں ہے۔ اسی لئے ہر قوم اور ہر ملک کا باشندہ جو دلِ دانا اور چشم بینا رکھتا ہو۔ اس کو بے تکلف پڑھ سکتا ہے۔

۴۔ **چہارم**۔ تجارت اور حصولِ دولت کی غرض سے سفر کیا جاتا ہے دولت کی خواہش اگر اہل و عیال کی پرورش اور اہل خاندان کی خبر گیری اور اہل وطن کی امداد اور قوم کی فائدہ رسانی کے لئے ہے۔ تو یہ سفر طاعت و عبادت ہے اور اگر کسبِ دولت محض شان و شوکت دکھانے۔ شیخی

جتلانے یا عیش اڑانے کی نیت سے ہے۔ تو ایسا سفر ایک بلا ہے کیونکہ جس قدر دولت بڑھے گی۔ اسی قدر حرص پاؤں پھیلائے گی نتیجہ یہ ہوگا کہ کبھی طلب سے دل کو سیری نہ ہوگی۔ تمام عمر اسی رنج و کلفت میں کٹے گی۔ اور جو مقصد ہے کبھی پورا نہ ہوگا۔ ایسا شخص اپنی عمر عزیز کو اس شے کی تحصیل میں کھوتا ہے جس سے نہ خود منتفع ہوتا ہے نہ دوسروں کو فائدہ پہونچاتا ہے۔

۵۔ **پنجم**۔ سفر سیر و تفریح کی غرض سے ہوتا ہے۔ تاکہ آدمی کے دل سے وہ کدورت و کلفت مٹ جائے جو گوشہ نشینی سے پیدا ہوئی ہو اور وہ کسل و ماندگی رفع ہو جائے جو کثرتِ کاروبار سے لاحق ہوئی ہو البتہ یہ سفر بھی سودمند ہے بشرطیکہ کبھی کبھی اور مناسب وقت ہو۔ ورنہ جن لوگوں کو خواہی نخواہی شہر بشہر اور ملک بملک پڑے پھرنے کی لت پڑ جاتی ہے وہ سفر سے کچھ فیض و فائدہ حاصل نہیں کرتے بلکہ ان کی آوارہ گردی کا باعث صرف کاہلی ہوتی ہے۔ وہ ایک جگہ جم کر بیٹھنا اور کسی مفید کام کے کرنے میں مشقت اٹھانا نہیں چاہتے۔ وہ وحشی جانوروں کے مانند روز نیا دانہ نیا پانی پسند کرتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے آپ کو بھی مفت اذیت دیتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی ناحق تکلیف پہنچاتے ہیں۔ جہاں جاتے ہیں کسی سخی کریم مسافر نواز کی تلاش کرتے ہیں اور جب کچھ ہاتھ نہیں لگتا تو فاقہ کشی کی نوبت پہنچتی ہے پس ایسے مسافر حقیقت میں مسافر نہیں بلکہ آوارہ گرد خانہ بدوش ہیں۔

— یاد کرو تلفظ اور معنی —

تکمیل	مشترک	صنعت	رسم الخط	کسل
نکتہ	جبل	گوناگوں	عیال	منتفع
بہرہ مند	اقالیم	خلقت	تفریح	ناحق

آدابِ سفر

۱۔ اوّل۔ آدمی جس وقت عزمِ سفر کرے تو واجب ہے کہ اوّل جو معاملات داد وستد وغیرہ کے لوگوں کے ساتھ ہوں تو ان کا فیصلہ کر دے۔ اس طرح ہرگز نہ چلا جائے کہ اس کے جانے سے کسی کا حرج ہو یا کسی کے کام میں خلل پڑے اگر کسی کی امانت اس کے پاس ہو تو پہنچا دے یا اس کا مناسب انتظام کر دے اگر صاحبِ عیال ہے تو اہل وعیال کے اخراجات کا معقول بندوبست کر جائے اور نیز اپنے واسطے اتنا سرمایہ بہم پہنچا لے جو معمولی اور اتفاقی خرچ کے لئے کافی ووافی ہو کیونکہ سفر میں ایسا بھی موقع آپڑتا ہے کہ ہم سفروں کے ساتھ سلوک کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

۲۔ دوم۔ مسافر کو چاہیئے کہ ایک لائق رفیق پیدا کرے تاکہ اثنارِ سفر میں کوئی مصیبت وآفت پیش آئے تو اس رفیق سے اعانت ملے۔ اگر کئی شخص ہم سفر ہوں تو چاہیئے کہ ایک کو اپنا سالار وسردار بنا لیں۔ اور سب اس کی رائے وحکم کی متابعت کریں تاکہ آپس میں تفرقہ اور مخالفت پیدا نہ ہو۔ سفر میں اکثر مختلف صورتیں پیش، آجاتی ہیں۔ جن میں مسافر متردد ہوتا ہے کہ کس کو ترک اور کس کو اختیار کرے۔ پس بہتر یہ ہے کہ ہر ایک مسافر جو کچھ اپنے نزدیک مصلحت سمجھے ظاہر کر دے۔ اِلّا فیصلہ ایک شخص کی رائے پر موقوف رکھّیں۔ کیونکہ جس کام کا ذمہ دار ایک شخص خاص نہیں ہوتا وہ اکثر خراب وتباہ ہو جاتا ہے۔ سردار قافلہ ہمیشہ ایسا آدمی ہونا چاہیئے جو اس جماعت میں سب سے زیادہ خلیق سفر آزمودہ اور تجربہ کار ہو۔

۳۔ سوم۔ جب آدمی آمادۂ سفر ہو تو مقتضائے آدمیت یہ ہے کہ اپنے احباب واعزہ اور بزرگوں سے مِل جل کر سلام ودعا کے بعد رخصت ہو۔

اگر ایسے لوگوں سے رخصت ہوتا ہو جن سے پھر ملنے کی توقع نہ ہو تو اپنی تقصیرات کی معافی چاہے۔ نہ ان کو اپنی جانب سے ناخوش چھوڑے نہ خود ان کی طرف سے آزردگی دل میں لے کر چلے۔

۴۔ چہارم۔ اگر جاندار سواری پر اتفاق سفر ہو تو مسافر کو چاہیئے کہ جانور کی بھوک پیاس اور رنج و راحت کا ایسا ہی پاس و لحاظ رکھے جیسا کہ خود اپنا اس کی طاقت اور سکت سے زیادہ کام نہ لے۔ جتنا بوجھ بار بخوشی اٹھا سکتا ہو اس سے زیادہ نہ لادے جتنا تیز وہ چل سکتا ہو اس سے زیادہ تیز قدم چلانے کے لئے اس قدر ضرب و شلاق کرنا کہ جانور کو درد و اذیت پہنچے۔ نہایت ظلم اور بے رحمی کی بات ہے۔ جانور جو ہمارے کاروبار میں معاون ہیں۔ وہ حقیقت میں نعمتِ الٰہی ہیں۔ اگر ہم ان کے ساتھ اچھا سلوک نہ کریں تو ہم خدا کی ناشکری اور اس کی نعمت کی ناقدری کرتے ہیں اور یہ بڑا گناہ ہے اگر مسافر کو کشتی یا ریل پر سفر کرنے کا اتفاق ہو تو دوسرے مسافروں کے حقوق کا لحاظ رکھنا واجب ہے۔ چڑھنے اترنے اور جگہ لینے میں ایسا طریقہ نہ برتے جس سے اوروں کو تکلیف پہونچے۔ بلکہ شریف آدمی ہم سفروں کی آسایش کا خیال اپنی آسائش سے زیادہ رکھتا ہے، غرض یہ ہے کہ اپنے حق سے دوسرے کو فائدہ اٹھانے دے تو مضائقہ نہیں۔ اِلّا دوسرے کے حق میں بلا رضامندی مداخلت نہ کرے۔

۵۔ **پنجم**۔ خادموں اور ملازموں کو بے دستوری آقا اور لڑکوں کو بے اجازت والدین یا مربیوں کے سفر کرنا جائز نہیں، اوّل ان سے اجازت حاصل کرلیں تب عزم سفر کریں۔ لیکن آقا والدین یا مُربی اگر کسی مصلحت سے اجازتِ سفر نہ دیں تو ملول و بیدل ہونا یا ان کی ممانعت کے مقابلے میں

اپنے ارادہ پر اصرار کرنا ہرگز نہ چاہیئے۔ کیونکہ یہ بات خلاف ادب ہے بلکہ جو کچھ وہ حکم دیں بخوشی خاطر اس کو تسلیم کرنا واجب ہے ۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

دَادُ سِتَد شَلَّاق مُتَرَدِّد اَحْبَاب دَانی
آوارہ گرد مُتَابِعَت مُقتضا اَعِزّا خانہ بدوش

(۲۲) جاڑا اور گرمی

از مؤلف

ایک دن جاڑے نے گرمی سے کہا
ہے بجا گر کیجئے میری صفت
میں جہاں میں ہوں زبس ہر دلعزیز
میرے آنے سے نہ ہو کیوں کر خوشی
چاندنی ہے بے کدورت بے غبار
رات گرمی کی تو کچھ ہوتی نہ تھی
میری آمد نے کیا شب کو دراز
لُو مسافر کا جھلس دیتی تھی منہ
اَب ہوا بھی اور زمیں بھی سرد ہے
دھوپ کا ڈر ہے نہ لُو کا خوف ہے
سورج اب کترا کے جاتا ہے نکل
ہے حضر میں آج کل عیش و نشاط
میرے دم سے تندرستی بڑھ گئی

میں بھی ہوں کیا خوب موسم واہ وا
ہے روا گر کیجئے میری ثنا
مانگتے ہیں میرے آنے کی دعا
کیا خنک پانی ہے! کیا ٹھنڈی ہوا
آسماں ہے صاف نیلا خوشنما
دن کی محنت سب کو دیتی تھی تھکا
میرے آنے نے دیا دن کو گھٹا
اور زمیں تلوؤں کو دیتی تھی جلا
کھو دیا میں نے حرارت کا پتا
اِن دنوں کی دھوپ ہے گویا غذا
فصلِ تابستاں میں تھا سر پر چڑھا
ہے سفر بھی ان دنوں راحت فزا
پائی مدت کے مریضوں نے شفا

ضعفِ معدہ کی شکایت مٹ گئی
گرم پوشاکوں نے پایا اب رواج
پستہ و بادام و انگور و مویز
تخم ریزی جنس اعلےٰ کی ہوئی
عید کی سی دھوم ہے دیہات میں
انس ہے محنت مشقت سے مجھے
محنتی ہیں مجھ سے خوش میں ان سے خوش
سن کے یہ باتیں ہوئی گرمی بھی تیز
آپ اپنے منہ میاں مٹھو نہ بن
اس کو ہوتا ہی نہیں حاصل کمال
باہنر تو سرکشی کرتے نہیں
تیری خود بینی ہوئی تجھ کو حجاب
تجھ سے عالم میں خزاں کا ہے ظہور
تو نے شاخوں کے لئے پتے کھسوٹ
میرے آنے سے پھلے پھولے شجر
میں نے شاخوں میں لگائے برگ و بار
کھیت جاڑے بھر تو کچے ہی رہے
تو نے رکھے تھے بخیلوں کی طرح
میں نے پگھلا کر کیا تقسیم انہیں
خشک چشمے بھر گئے دریا چڑھے
تجھ سے تھی مخلوق میں افسردگی

بے دوا خود بڑھ گئی ہے اشتہا
میں نے بخشا آن کر خلعت نیا
میوہ ہر اک قسم کا بکنے لگا
کھیت میں بویا گیا گیہوں چنا
پک گئی ایکھ اور کولھو چل پڑا
کاہلی کو میں نہیں رکھتا روا
کاہلوں کا میں نہیں ہوں آشنا
اور جل کر یوں جواب اس کو دیا
خودستائی عیب ہے اور خودستا
جو کہ اپنے آپ کو سمجھے بڑا
بلکہ سر کو اور دیتے ہیں جھکا
خوبیوں کو میری سمجھا بدنما
مجھ سے ہے فصلِ بہاری کی بنا
تو نے پیڑوں کو برہنہ کر دیا
سبز پوشاک ان کو میں نے کی عطا
ورنہ تھا کیا ان میں لکڑی کے سوا
ہاں! مگر میں نے دیا ان کو پکا
برف کے تودے پہاڑوں میں چھپا
تاکہ پہنچے سب کو فیض و فائدا
دیکھ لے میرا کرم میری سخا
کون خوش تھا؟ جز گروہِ اغنیا

میری آمد نے مساوی کر دیئے — راحت و آرام میں شاہ و گدا
کر دیا میں نے رگوں میں خوں رواں — ٹھنڈ سے شل ہو گئے تھے دست و پا
پھینک دی اب دلق کہنہ خلق نے — غلغلہ جو میری آمد کا سنا
رات کو رہتی تھی خلقت گھر میں بند — کر دیا اس بند سے میں نے رہا
ماری پھرتی تھیں بطیں پردیس میں — میں ہوئی ان کو وطن کی رہنما
میں نے حکمت سے چلائیں آندھیاں — تا بدل جائے مکانوں کی ہوا
میں سمندر سے اٹھاتی ہوں بخار — جس سے چھا جاتی ہے ملکوں پر گھٹا
چہرۂ گردوں کا یہ گرد و غبار! — ابر آنے کا دیتا ہے پتا
رات پر دن کو نہ کیوں ترجیح دوں — رات ہے تاریک دن ہے پُر ضیا
ہے ہمیشہ ابتدا میری بہار — ہے سدا برسات میری انتہا
تھیں غرض دونوں کی تقریریں دراز — اور طولانی بیانِ ماجرا
سن کے دونوں کا قضیہ اور نزاع — ایک دانا نے کیا یوں فیصلہ
کچھ نہیں ہے اس میں جاڑے کا قصور — کچھ نہیں ہے اس میں گرمی کی خطا
جب حقیقت پر نہیں ہوتی نظر — یوں ہی رہتا ہے بہم شکوہ گلا

ہے حرارت کی کمی بیشی فقط
ورنہ جاڑا کون؟ اور گرمی ہے کیا

یاد کرو تلفظ اور معنی

خُنُک	مَوِیز	شَل	ضِیا	نِزاع
حَضَر	خُودستا	دَلق	طُولانی	بَرَہنہ
اِنتِہا	اَغنِیا	تَرجیح	قَضیہ	شِکوہ

(۲۳) ارسطو

۱۔ ارسطو ملک یونان کے نامی گرامی حکماء میں سے تھا اس کو دنیا سے اٹھے ہوئے ۲۳ سو برس ہو گئے۔ مگر اس کا نام ہنوز زندہ ہے۔ اس کے بچپن کے حالات سے نہ خود اس کو نہ اور لوگوں کو یہ توقع تھی کہ وہ دنیا کی تاریخ میں ایسا بڑا شخص ہو گا کیونکہ اوائل عمر میں والدین کے ظلِ عاطفت سے محروم ہو چکا تھا۔ کوئی ایسا مربی موجود نہ تھا جو اس کی تربیت کا کفیل ہوتا۔ اس لئے بچپن کا زمانہ لہو لعب میں گزرا۔ لیکن آٹھ برس کی عمر سے علمائے صرف ونحو کی شاگردی اختیار کی اور سترہ برس کی عمر تک شعرا و فصحا کی خدمت میں رہا اس کے بعد علوم حکمت کا شوق پیدا ہوا۔

۲۔ ان ایام میں افلاطون کا شہرہ تھا۔ مگر اس غریب کو اتنی دستگاہ کہاں تھی؟ کہ ایسے عالی رتبہ حکیم کے شاگردوں میں داخل ہو سکے۔ حسنِ اتفاق سے افلاطون کو ایک شہزادہ کی تعلیم کا کام سپرد ہوا۔ ارسطو نے اس شہزادہ کی خدمتگاری صرف اس غرض سے اختیار کی کہ افلاطون کی تعلیم سے فیض پانے کا موقع ملے۔ اگرچہ شہزادے کے اوقات درس میں خدام کے حاضر رہنے کی اجازت نہ تھی۔ کیونکہ اس عہد میں عام لوگوں سے علمی مسائل کے مخفی رہنے کا دستور تھا۔ مگر یہ علم کا شیدا کسی گوشہ میں لگا رہتا۔ اور افلاطون کا درس حرف بحرف سنتا اور یاد رکھتا۔ لیکن اس کا مخدوم ایسا کندہ ناتراش تھا کہ استاد کی تمام سعی اس پر رائیگاں جاتی تھی۔

۳۔ بالآخر شہزادہ کے امتحان کا وقت آیا۔ اور لباس فاخرہ پہنا کر مجمع علماء میں لایا گیا۔ دستور کے موافق استاد نے اجازت دی کہ بلند منبر کے اوپر

چڑھ کر علمی مسائل بیان کرے لیکن نالیاقتی کے خوف اور مجمع فضلا کے رعب نے اس کا بدن تھرادیا۔ یہاں تک کہ زبان سے ایک حرف بھی نہ نکلا اس وقت افلاطون نے اپنی خفت مٹانے کے لئے جلسہ کے روبرو شہزادہ کی پریشانی خاطر کا عذر کر کے اپنے شاگردوں کی طرف اشارہ کیا کہ تم میں کوئی ایسا ہے؟ جو شہزادے کی طرف سے تقریر کرے۔ لیکن سب خاموش !۔

۴۔ جب ارسطو نے مجلس کا یہ رنگ دیکھا تو وہ اپنے آقا کی جانب سے تقریر کرنے کو آمادہ ہوا اور افلاطون سے اجازت چاہی مگر اس کی درخواست پر کچھ التفات نہ ہوا۔ جب تک کہ اس نے مکرر عرض نہ کیا۔ عرض کئی بار التماس کرنے کے بعد اس کو اجازت ملی۔ تو وہ نہایت دلیری سے منبر پر چڑھا۔ اور ایسی عمدہ تقریر کی کہ سامعین دنگ ہو گئے اور سب نے تحسین وآفریں کی صدا بلند کی۔ یہ کیفیت دیکھ کر افلاطون نے بادشاہ کے حضور میں عرض کیا کہ " میری تعلیم میں کچھ قصور نہ تھا۔ اِلّا قابلیت کے فرق نے خادم کو مخدوم بنا دیا۔

۵۔ القصّہ ارسطو کی ذہانت ذکاوت دیکھ کر افلاطون نے اس کے حال پر نہایت توجہ کی۔ اور اس کو علم اخلاق اور علم طبیعی اور علم الٰہی کی تعلیم دی یہاں تک کہ افلاطون کے تمام شاگردوں میں معزز و ممتاز ہو گیا۔ چنانچہ افلاطون کی رحلت کے بعد کوئی حکیم ارسطو کا ہمسر و ہم رتبہ نہ تھا۔

۶۔ جب مقدونیہ کے بادشاہ فیلقوس کو اپنے بیٹے سکندر کی تعلیم و تربیت کے لئے اتالیق کی ضرورت ہوئی تو اس نے ارسطو کو اس بڑے کام کے انجام دینے کے لئے منتخب کیا۔ اور سکندر نے اس سے تعلیم پائی۔ جب سکندر نے تخت نشیں ہو کر ایشیا پر لشکر کشی کی ہے۔ تو ارسطو نے اس کے ساتھ جانے سے عذر کیا۔ اور اپنے ایک عزیز کو اس کا مشیر بنا کر بھیج دیا۔

خود درس و تدریس میں مشغول رہا اور ۶۲ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

۷۔ ارسطو اگرچہ نیکی اور اخلاق میں اپنے استاد افلاطون کا ہم پلّہ نہ تھا۔ مگر علم و فضل میں استاد پر فوق لے گیا تھا اسی واسطے حکماء نے اس کو معلم اوّل کا لقب دیا ہے۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

گِرامی	ظِلّ	کَفِیل	شُعَرا	دَسْتگاہ
اَوائِل	عاطِفَت	لَعَب	فُصَحا	خُدّام
مَسائِل	فاخِرہ	خِفَّت	سامِعِین	مُخفی
عِلم طَبعی	مِنبَر	اِلتفات	تحسِین	عِلم الٰہی
کُندہ نا تراش	فُضَلا	مُکَرَّر	ذکاوت	مُشِیر

(۲۴) شیر

از مؤلّف

اے شیر! تیرے تن پہ ہے طاقت کا پوستیں
شاہی کے حق میں کوئی بھی ساجھی ترا نہیں
پیدا ہے تیرے رخ سے تری شوکت و جلال
ظاہر ہے تیری شکل سے باطن کا نیرے حال!
دل تیرا بُزدلی و غلامی سے ہے بری
بھٹکے نہ تیرے پاس کبھی خوف اے جری
تیرا حریف کون ہے؟ جو تو ہٹے بچے!
جھپکے نہ تیری آنکھ نہ گردن تری لچے
حق نے عطا کیا ہے تجھے زورِ بے خلل

فولاد کی رگیں ہیں تو دل ہے ترا اٹل
گر سورما سمجھے کوئی میدان کا دھنی
جوشن، کہ چار آئنہ یا خود آہنی
حملے سے تیرے بچنے کو کافی نہیں مگر
اللہ رے تیرا حوصلہ! بل تیرا بے جگر
غرّا کے شیر کرتا ہے جب جوش اور خروش
جنگل تمام ہوتا ہے سنسان اور خموش
پہچانتے ہیں جانور آواز شیر کی
اِس ہَول کی صدا سے دہلتا ہے سب کا جی
جاتی ہے ان کے پاؤں تلے سے زمیں نکل
ہیں بھاگتے کہ گویا تعاقب میں ہے اجل
اے شیر! گرم خطہ ہے تیرے لئے وطن
بیہڑ ہو، نیستاں ہو، جھاڑی ہو یا ہو بن
اے شیر! تو ہے شاہ، ترا تخت ہے کچھار
ہے کس کو تیرے ملک میں دعوائے گیر دار

یاد کرو تلفّظ اور معنی

پُوسْتِین حَرِیف تَعاقُب جَلَالُ نَیِسْتَاں
بُزدِلی چَارآئِینہ گِیرُدار جَرِی کُچھَار

(۲۵) تیمور

۱۔ تیمور اگرچہ ترک تاتاری تھا۔ مگر اس نے اپنا سلسلہ چنگیز خاں

مغل سے ملایا تھا۔ اس میں یہ مصلحت تھی کہ اس کے ممالک مفتوحہ کا وارث بن جائے۔ چنگیز خاں سے ستو برس بعد اس نے خروج کیا۔ اوّل بلادِ ترکستان کو قبضہ میں لایا۔ پھر خراسان و فارس و عراق پر فتحیاب ہوا۔ پھر مغربی جانب کردستان و آرمینیہ کے صوبوں کو تسخیر کیا۔ اسی اثنا میں خبر لگی کہ ایران میں سرکشی و بغاوت پھیل گئی ہے یہ سُن کر مراجعت کی اور شہر اصفہان پر جو ایران کا، دارالحکومت تھا حملہ آور ہوا۔ وہاں اس قدر کشت و خون کیا کہ ستر ہزار سر مقتولین کے شمار کئے گئے۔

۲۔ بعد اس کے شمالی جانب متوجہ ہوا اور ملک روس پر یورش شروع کی۔ پورے نو برس تک اِن ملکوں کی فتوحات میں سرگرم رہا۔ آخرکار ایک محاربۂ عظیم میں دشمن کے تمام لشکر کو پامال کر کے کامل فتح حاصل کی وہاں سے فارغ ہو کر اپنے وطن میں آیا اور شہر سمرقند کو اپنا پائے تخت بنایا اور ملک ایران کا کامل انتظام کر کے پھر مغرب کی طرف کو باگ اٹھائی اور بغداد کو فتح کیا وہاں سے شمالی جانب کو رُخ کیا۔ اور گرجستان و کوہ قاف کے سرداروں کو اپنا مطیع اور فرماں پذیر بنایا۔ بلکہ اس کوہستانی سلسلہ کو طے کر کے تمام جنوبی روس کو مغلوب کیا اور پھر سمرقند میں واپس آیا مگر اس کی جنگ جُو طبیعت کو شاہی محلوں میں کب چین آتا تھا۔ اس کو تو نئے ملکوں کی فتوحات اور لشکرکشی کا شوق تھا۔ قیام کے زمانے میں اپنے سرداروں اور سپہ سالاروں سے یہ ہی مشورہ کرتا رہا کہ اوّل ملکِ چین کو زیر کروں کہ ہندوستان کو ؟

۳۔ بالآخر ہندوستان کا عزم قرار پایا۔ ہندوکش پہاڑ کو طے کر کے کابل میں آپہنچا اور بہت جلد پنجاب کے دریاؤں کو عبور کرتا اور بعض شہروں

کو جلاتا پھونکتا دلّی میں داخل ہوا یہاں اس کی فوج نے اس قدر خوں ریزی اور لوٹ مار کی جس کو اس شہر کے باشندے مدت ہائے دراز تک نہ بھولے چونکہ ملک ایران کی طرف سے فتنہ و فساد کے برپا ہونے کی خبر لگی تھی۔اس لئے وہ بہت عجلت کے ساتھ یہاں سے کوچ کر گیا اور ہندوستان کا باقی ملک پامالی سے بچ گیا۔

۴۔ اب امیر تیمور ایران کے فتنہ کو دبا کر آگے بڑھا اور ترکان عثمانی کے ملکوں پر جو اپنی فتوحات کو یورپ کی طرف ترقی دینے میں مصروف تھے یکایک ٹوٹ پڑا اور ملک شام کے بڑے بڑے شہروں کو فتح کرتا ایشائے کوچک کی جانب متوجہ ہوا۔ یہ خبر سن کر سلطان بایزید یلدرم جو اس وقت قسطنطنیہ پر رومیوں سے لڑ رہا تھا۔تیمور کے مقابلہ کو لوٹا۔شہر انگورا میں دونوں لشکروں کی مڈبھیڑ ہوئی۔اور ایسا خونخوار معرکہ پڑا جس میں طرفین سے ساڑھے تین لاکھ سپاہی کام آئے۔آخر تیمور مظفر و منصور ہوا اور بایزید گرفتار ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ وہ تیمور کی قید ہی میں مر گیا یا مار ڈالا گیا۔

۵۔ اس فتح کے بعد ایران کے سرکشوں کو تباہ کرتا ہوا پھر سمرقند آیا اور وہاں چندے قیام کر کے چین کے فتح کرنے کو روانہ ہوا۔لیکن یہ مہم پوری نہ ہونے پائی تھی کہ اس کو موت کا پیغام آگیا اور سب ساز و سامان چھوڑ کر اس جہان سے کوچ کر گیا۔

۶۔ اس میں شک نہیں کہ تیمور بڑا دلیر اور اولوالعزم سپاہی تھا اس کی طبیعت میں جس قدر چالاکی اور ہوشیاری تھی۔اسی قدر دغا بازی اور مکاری بھی تھی وہ رعایا پروری اور انتظام ملکی کے قاعدوں کو خوب

سمجھے ہوئے تھا۔ مگر کبھی ان کو عمل میں نہ لایا۔ آخر عمر تک فوج کشی اور معرکہ آرائی میں مشغول رہا۔ کسی ملک پر باقاعدہ سلطنت نہ کی بلکہ ہمیشہ مخلوق خدا کو ستاتا اور خون کے دریا بہاتا رہا۔ اگرچہ وہ مسلمان تھا مگر اس کا آئین جنگ بالکل چنگیز خاں مغل کی طرح وحشیانہ تھا۔

— یاد کرو تلفظ اور معنی —

مُمالک	تسخیر	عُجلت	فرماں پذیر	مفتوحہ
مقتولین	مُظفّر	منصور	مُراجعت	خروج
یُورش	مُعرکہ آرائی	بلاد	مُحاربہ	اُولوالعزم

(۲۶) اپنی ترقی کرو

مولانا خواجہ حالی

حکومت نے آزادیاں تم کو دی ہیں ترقی کی راہیں سراسر کھلی ہیں
صدائیں یہ ہر سمت سے آرہی ہیں کہ راجا سے پرجا تلک سب سکھی ہیں
تسلط ہے ملکوں میں امن و اماں کا
نہیں بند رستہ کسی کارواں کا

کھلی ہیں سفر اور تجارت کی راہیں نہیں بند صنعت کی حرفت کی راہیں
جو روشن ہیں تحصیل حکمت کی راہیں تو ہموار ہیں کسب و دولت کی راہیں
نہ گھر میں غنیم اور دشمن کا کھٹکا
نہ رستوں میں قزاق و رہزن کا کھٹکا

مہینوں کے کٹتے ہیں رستے پلوں میں گھروں سے سوا چین ہے منزلوں میں
ہر اک گوشہ گلزار ہے جنگلوں میں شب و روز ہے ایمنی قافلوں میں
سفر جو کبھی تھا نمونہ سقر کا
وسیلہ ہے اب وہ سراسر ظفر کا

پہنچتی ہیں ملکوں سے دم دم کی خبریں چلی آتی ہیں شادی و غم کی خبریں
عیاں ہیں ہر اک بر اعظم کی خبریں کھلی ہیں زمانے پہ عالم کی خبریں
نہیں واقعہ کوئی پنہاں کہیں کا
ہے آئینہ احوال روئے زمیں کا

کرو قدر اس امن و آزادگی کی کہ ہے صاف ہر سمت راہِ ترقی
ہر اک راہ رو کا زمانہ ہے ساتھی یہ ہر سو سے آواز پیہم ہے آتی
کہ دشمن کا کھٹکا نہ رہزن کا ڈر ہے
نکل جاؤ رستہ ابھی بے خطر ہے

یاد کرو تلفظ اور معنی

تَسَلُّطُ	حِرفَتُ	اَمنُ	پِنہاں	رَہزَن
کارواں	سَفَر	ہَموار	راہ رو	پَیہَم

(۲۷) مُرغِ اَسیر — از مثنوی گلزار نسیم

اک مرغ ہوا اسیر صیاد
دانا تھا وہ طائر چمن زاد
بولا جب اس نے باندھے بازو
کھلتا نہیں کس طمع پہ ہے تو
بیچا تو ٹکے کا جانور ہوں
گر ذبح کیا تو مشتِ پر ہوں
پالا تو مفارقت ہے انجام
دانا ہے تو مجھ سے لے مرے دام
بازو ہیں نہ تو مرے گرہ باندھ
سمجھاؤں جو پند اسے گرہ باندھ
سن کوئی ہزار کچھ سنائے
کیجے وہی جو سمجھ میں آئے
قابو ہو تو کیجیے نہ غفلت
عاجز ہو تو ہاریئے نہ ہمت

آتا ہو تو ہاتھ سے نہ دیجئے
جاتا ہو تو اس کا غم نہ کیجئے

طائر کے یہ سُن کلام صیاد
بن داموں ہوا غلام صیاد

بازو کے جو بند کھول ڈالے
طائر نے تڑپ کے پَر نکالے

اک شاخ پہ جا، چہک کے بولا
کیوں! پَر مرا کیا سمجھ کے کھولا

ہمّت نے مری مجھے اُڑایا
غفلت نے تری مجھے چھڑایا

دولت نہ نصیب میں تھی تیرے
تھا لعل نہاں شکم میں میرے

دے کر صیّاد نے دلاسا
چاہا پھر کچھ لگائے لاسا

بولا وہ کہ دیکھ کر گیا جَعل
طائر بھی کہیں نِگلتے ہیں لعل

ارباب غرض کی بات سُن کر
کر لیجئے یک بیک نہ باور

یاد کرو تلفظ اور معنی

صَیّادْ	چَمَنْ زاد	مُفارِقَتْ	دِلَاسا	بَاوَرْ
طَائِرْ	ذَبح	نِہاں	اَرْبابْ	جَعْل

(۲۸) جُرأت

ا۔ سر جان لارنس نے جو ہندوستان کے ایک نامی گرامی گورنر جنرل تھے اپنے ایام طفولیت کی ایک سرگزشت اس طرح بیان کی ہے کہ جب میں چار پانچ برس کا تھا اور اپنے والدین کے ساتھ رہتا تھا۔ تو ایک روز میری دایہ اس دن کا سامان خوراک خریدنے کے لئے بازار کو بھیجی گئی۔ اس کو پانچ پونڈ کا نوٹ حوالہ کیا گیا۔ تاکہ اس کو بھنا کر جو سودا سلف درکار ہے خریدے اور باقی نقد واپس لائے میں یہ خبر سُن کر کہ میری دایہ

بازار جاتی ہے دوڑا ہوا ماں کے پاس گیا اور ان سے دایہ کے ہمراہ بازار جانے کی اجازت حاصل کی۔ مجھ کو اس کے ساتھ جانے کا شوق اس لئے رہتا تھا کہ وہ ہمیشہ عجیب و غریب افسانے جادوگروں کے سنایا کرتی تھی۔ غرض میں اس کے ساتھ ساتھ چلا۔ اور وہ رستہ بھر مجھ کو محظوظ کرتی گئی۔

۲۔ جب ہم بازار پہنچے تو اس نے بہت سی چیزیں خریدیں۔ ایک جگہ سے دو چڑیاں لیں۔ ایک جگہ سے ترکاری۔ ایک مقام سے روٹی اور دوسرے مقامات سے اور اشیائے ضروری مول لیں۔ اب سنئے اگرچہ دایہ ہر روز یہاں آیا کرتی تھی اور سب دکاندار اس کے شناسا تھے لیکن اتنا روپیہ لے کر وہ پیشتر کبھی نہیں آئی تھی۔ اس سے لوگوں کو شبہ پیدا ہوا اور نوٹ کا روپیہ نہ دیا۔ انھوں نے خیال کیا کہ ضرور "دال میں کچھ کالا ہے"۔ اس بات کا ایک ہنگامہ مچ گیا۔ اور دکانداروں نے اس کو متہم کرنا شروع کیا۔ اگرچہ وہ یہ ہی کہتی رہی کہ میں محض بے قصور ہوں۔ انجام کار ان لوگوں کی یہ رائے قرار پائی کہ اس کو مجسٹریٹ کے روبرو لے چلو۔ تاکہ وہاں اس کا اظہار کیا جائے۔

۳۔ جب دایہ کو اجلاس میں لے گئے تو مجسٹریٹ نے سوال کیا تم کون ہو؟ تمہارے آقا کا نام اور پیشہ کیا ہے؟ وہ بالکل حواس باختہ اور خائف ہو گئی۔ صرف اتنا کہا کہ "میں کرنل لارنس کی نوکر ہوں اور یہ چھوٹا صاحبزادہ میرے ساتھ ہے"۔ اس کے سوا کچھ نہ کہا گیا اور اس کی زبان نے یاری نہ دی۔

۴۔ جب میں نے اپنا نام سنا تو دل میں خیال کرنے لگا کہ مجھ سے کیوں نہیں کچھ پوچھا جاتا۔ حالانکہ اوّل مجھ سے ہی سوال کرنا لازم تھا۔ پھر سوچا کہ اب تک جو میں دایہ کے پیچھے کھڑا رہا اس بات کا موقع نہ تھا اب مجھ کو آگے بڑھ کر مجسٹریٹ سے گفتگو کرنا چاہیئے۔ چنانچہ میں

آگے بڑھا اور جس قدر میرے گلے میں سکت تھی۔ میں نے زور سے چلّا کر کہا "صاحب! یہ کیا بات ہے؟ یہ تو ہماری پرانی دایہ ہے۔ یہ نہایت نیک بخت عورت ہے اور جو کچھ وہ کہتی ہے۔ سب سچ کہتی ہے۔ میں اس کے ساتھ بازار میں کھانے کی چیزیں خرید نے آیا تھا اور یہ نوٹ اس کو ابّا جان نے دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اگر تم اس کو چھوڑ دو گے تو بہت واجبی بات کرو گے کیونکہ میرے ابّا خوب واقف ہیں کہ میں جو کچھ کہتا ہوں سب سچ کہتا ہوں۔

۵۔ اب مجسٹریٹ کو معاملہ صاف صاف معلوم ہو گیا اس نے زیادہ تعرض نہ کیا اور ہم کو گھر جانے کی اجازت دی چلتے وقت مجسٹریٹ مجھ سے مخاطب ہو کر بولا "شاباش! میاں صاحبزادے شاباش! تم نے اپنی دایہ کی خوب ہی وکالت کی" مجھ کو اس بات پر بہت ہی فخر و ناز ہوا اور دایہ کے ساتھ یہ سوچتا ہوا گھر کو واپس چلا کہ "میں بھی بڑا جلیل القدر شخص ہوں۔ دایہ میری خبر گیری کر چکی۔ اب میں اس کی خبر گیری کروں گا۔

یاد کر دیا تلفظ اور معنی

طُفُولِیَّت۔ مَحْفُوظ مُتَّہَم حَوَاسْ بَاخْتَہ تَعَرُّض

(۲۹)	عِبْرَت	از قدرت

گُل ہَوَس اِس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے

خوُب مُلکِ روس ہے اور سرزمینِ طوس ہے

گر میسّر ہو تو کیا عشرت سے کیجئے زندگی

اس طرف آواز طبل ادھر صدائے کوس ہے
سنتے ہی عبرت یہ بولی "اک تماشا میں تجھے
چل دکھاؤں تو جو قیدِ آز میں محبوس ہے
لے گئی اک بارگی گورِ غریباں کی طرف
جس جگہ جانِ تمنّا سو طرح مایوس ہے
مرقدیں دو تین بتلا کے لگی کہنے مجھے
"یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے"
پوچھ لو ان سے کہ جاہ و حشمت دنیا سے آج
کچھ بھی ان کے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے

یاد کرو تلفظ اور معنی

طُوس	کُوس	آز	گُورِ غَرِیباں	طَبل
	عِبرَت	مَحبُوس	مَرقَد	

(۳۰)	حرص	از سوز

شہد میں جیسے مگس! ہم حرص میں پابند ہیں!
وائے غفلت اس سیہ زنداں میں یوں خرسند ہیں
مقبروں میں دیکھتے ہیں اپنی ان آنکھوں سے روز
یہ برادر، یہ پدر، یہ خویش، یہ فرزند ہیں
تو بھی رعنائی سے ٹھوکر مار کر چلتے ہیں یار
سوجھتا اتنا نہیں سب خاک کے پیوند ہیں

جب تلک آنکھیں کھلی ہیں دُکھ یہ دُکھ دیکھیں گے روز
مُند گئیں جب انکھڑیاں تب سوز سب آنند ہیں

یاد کرو تلفّظ اور معنی

وَائے خُرسَند رَعنَائی زِندَاں خوِیش پَیوَند

(۳۱) اَمرِ اِتّفَاقی

۱۔ جب انسان عالم ہستی میں آیا اور آنکھ کھول کر صحیفۂ کائنات کا مطالعہ شروع کیا تو اس کی الف بے یہ تھی کہ آفتاب کو دیکھا۔ صبح دم مشرق سے طلوع کرتا اور شام کے وقت مغرب میں پہنچ کر نظروں سے غائب ہو جاتا ہے۔ قمر ہلال کی صورت میں نمودار ہوتا اور بڑھتے بڑھتے بدر کامل ہو جاتا ہے پھر کاہش شروع ہوتی ہے اور وہ بدر سے ہلال بن جاتا ہے۔ قطب ستارہ ہمیشہ ایک ہی مقام پر نظر آتا ہے کبھی غروب نہیں ہوتا سال بھر میں موسموں کا تغیّر و تبدل معین طور پر ہوتا ہے۔ پانی ہمیشہ نشیب کی جانب رواں رہتا ہے۔ آگ بعض اشیاء کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔ درخت سے تخم اور تخم سے درخت پیدا ہوتا ہے۔ چیزوں کو جب کوئی سہارا نہیں ملتا تو وہ زمین پر گر پڑتی ہیں۔

۲۔ الغرض ان واقعات کے ظہور میں ایک ترتیب و انتظام معین پایا گیا۔ اور بتدریج انسان کے دل میں یہ خیال پختہ ہو گیا کہ خاص اسباب سے خاص نتیجے پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان کی ترتیب میں کبھی فرق نہیں ہوتا۔ جن چیزوں میں قانون قدرت اسکو دریافت ہوا۔ اور سبب و نتیجے کا انکشاف ہو گیا۔ اس کو ایک امر معمولی اور

باقاعدہ سمجھا۔ مگر جن واقعات کے اسباب کا اس کو پتا نہ لگا۔ ان کی نسبت تصور کیا کہ یہ امور اتفاقی ہیں۔

۳۔ قدرت کے کارخانے میں انسان جس قدر زیادہ غور و خوض کرتا گیا۔ اسی قدر اس کو قدرت کے انتظام اور قانون کا علم زیادہ ہوتا گیا اور پوشیدہ اسرار کھلتے گئے۔ آخر کار یہ ثابت ہوا کہ جن امور کو وہ اتفاقی خیال کرتا تھا۔ ان کا پیچیدہ انتظام اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ یہاں تک کہ عقلا اور حکما کا یہ عقیدہ ہو گیا۔ کہ یہ عالم، عالمِ اسباب ہے۔ اور کوئی واقعہ کوئی حادثہ ایسا ظہور میں نہیں آتا۔ جس کا کچھ سبب نہ ہو۔ پس یہ کہنا کہ فلاں امر کے باعث اس کے یہ معنی ہیں کہ کہنے والے کو اس امر کے باعث یا سبب سے لاعلمی ہے۔

۴۔ ایک روز زور شور کی بارش ہو رہی تھی۔ تیز و تند ہوا چل رہی تھی۔ درختوں کی شاخیں زور زور سے ہل رہی تھیں۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے بارش سے بچنے کے لئے ایک درخت کے زیرِ سایہ پناہ لی۔ ایک جھونکا زور کا آیا۔ درخت کا گدّا تڑاق سے ٹوٹ کر گرا اور اس غریب کے شانے میں سخت ضرب آئی۔ اب جو شخص اس سے استفسار حال کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ اتفاقاً یا ناگہانی حادثہ پیش آیا۔ لیکن حقیقت میں کوئی بات بے وجہ اور بے وقت واقع نہیں ہوئی۔ بارش کا آنا اور بادِ صَرصَر کا چلنا ایک سلسلۂ اسباب کا نتیجہ تھا۔ پھر شاخ کا ٹوٹنا اس باعث سے ہوا کہ اس کی طاقت ہوا کی حرکت کے صدمہ کا مقابلہ نہ کر سکی۔ پھر اس کا

زمین پر گرنا قانونِ قدرت کے عین مطابق تھا۔ اسی طرح اس کا بارش سے بچنا اس خیال پر مبنی تھا کہ وہ بھیگنے کو ناگوار یا مُضر جانتا تھا۔ پھر اس درخت کے نیچے قیام کرنے کا موجب یہ تھا کہ بجز اس کے کوئی جائے پناہ معلوم نہ ہوئی۔ بہرکیف ان اسباب کے چند سلسلے ہیں۔ جن کا اخیر نتیجہ چوٹ کا لگنا تھا۔ پس اس کا یہ قول صحیح نہیں کہ یہ حادثہ اتفاقاً یا ناگہانی ظہور میں آیا۔ ہاں! یہ ممکن ہے کہ وہ اس پیچ در پیچ سلسلۂ اسباب سے واقف نہ ہو۔

۵۔ جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ اس عالم میں ہر امر انتظام معینہ کے موافق ظہور میں آتا ہے۔ اور جو صحیح طور اس کے ظہور میں آنے کا ہے، وہی قانونِ قدرت ہے تو نہایت ضروری ہے کہ انسان حتی المقدور قوانین قدرت سے واقفیت حاصل کرے تاکہ ان کی پیروی سے اپنے کاروبار کو بخوبی انجام دے سکے۔ اگر کوئی شخص کسی نئے ملک میں جاکر سکونت اختیار کرے۔ اور وہاں کے آئین انتظام وسیاست سے واقف نہ ہو۔ تو بالضرور وہ عرصۂ قلیل کے اندر کسی نہ کسی بلا میں مبتلا ہو جائے گا۔ اگر وہ مجرم قرار پاکر سزائے قید یا موت کا مستوجب ٹھیرے تو کچھ بعید نہیں۔ پس جو عقوبت وصعوبت اس کو بھگتنی پڑے گی۔ وہ اس کی جہالت کا ثمرہ ہے۔ اسی طرح جو شخص دنیا میں آکر قانونِ قدرت سے ناواقف رہتا اور اس کے خلاف کرتا ہے۔ تو فوراً اپنے کردار کی سزا پاتا ہے۔

۶۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر آدمی قانونِ قدرت کا پاس ولحاظ نہ رکھے تو ایک دن بھی زندہ نہ رہ سکے۔ انسان کی بقائے حیات اسی پر موقوف ومنحصر ہے کہ وہ قوانین قدرت کے مطابق عمل کرے۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

صَحِیفَہ	ہِلَال	کَاہِش	بَدْرُ	نَشِیب
اِنکِشَاف	شَانَہ	مَبْنِی	مُستَوجَب	صُعُوبَت
حَادِثَہ	صَرصَر	سِیَاسَت	عُقُوبَت	کِردَار

(۳۲) تحقیق

۱۔ عالمِ بیداری میں ہمارے حواسِ خمسہ برابر کچھ نہ کچھ کام کرتے رہتے ہیں۔ اگر تاریکی نہ ہو تو ہم آنکھ سے چیزوں کے رنگ اور شکلیں دیکھتے ہیں۔ کانوں سے آوازیں سنتے ہیں۔ ناک سے خوشبو۔ بدبو، زبان سے مزہ اور اکثر ہاتھ سے چھو کر چیزوں کی سردی، گرمی اور سختی، نرمی معلوم کرتے ہیں۔ اس طرح جو کیفیتیں معلوم و محسوس ہوتی ہیں۔ وہ بطور ذخیرہ ہمارے حافظہ میں جمع ہو جاتی ہیں۔

۲۔ بار بار کی دیکھ بھال سے ہم کو چیزوں کے اوصاف و خواص کا علم حاصل ہوتا ہے، اور اس علم سے چیزوں کی تمیز و شناخت کرتے ہیں۔ صرف بُو سونگھ کر ہم بتا سکتے ہیں کہ یہ کافور ہے، یہ ہینگ۔ مزہ چکھ کر سکتے ہیں کہ یہ بیر ہے یہ جامن۔ رنگت دیکھ کر تمیز کر سکتے ہیں کہ یہ کوئلہ ہے یہ شنجرف۔ صرف چھو کر شناخت کر سکتے ہیں کہ یہ کپڑا ہے یہ کاغذ۔ علیٰ ہذا ہم صرف آواز سے پہچان لیتے ہیں کہ یہ ریل گاڑی چل رہی ہے۔ یا سڑک پر بگھی جا رہی ہے۔ یا درخت پر کوا بول رہا ہے۔

۳۔ یہ طریقہ نتیجہ کو معلوم کر کے سبب کے دریافت کرنے کا ہے۔ مگر اس تحقیق پر جو صرف ایک حس کے ذریعے سے کی گئی ہو۔ پورا

پورا یقین نہ کرلینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ امر ممکن الوقوع ہے کہ ہم ایک شے کو سفید دیکھ کر دودھ سمجھ لیں اور وہ حقیقت میں چونے کا پانی ہو۔ پس یقین کامل کے لئے ہم کو دوسری حس کی شہادت حاصل کرنی چاہیئے۔ چنانچہ جب ہم اس کو چکھیں گے۔ تو مغالطہ نہ رہے گا۔ اس کے مزے سے صاف عیاں ہو جائے گا کہ دودھ ہے یا چونہ۔

۴۔ اسی طرح بعض اشیا کے اوصاف ایسے متشابہ ہوتے ہیں کہ ان کی تمیز و شناخت کئی کئی طور سے کرنی پڑتی ہے۔ اس وقت صحیح بات معلوم ہوتی ہے۔ غرض جس قدر تحقیق کے وسائل زیادہ اور دریافت سبب کے دلائل کامل ہوں گے اسی قدر ہمارا علم یقینی ہوگا۔

۵۔ یہ ہی حال دنیا کے ہر ایک معاملہ کا ہے۔ جب تک اس کی تحقیق و تفتیش کامل طور سے نہیں ہوتی، انسان کی واقفیت ناکامل اور اس کا علم ناقص رہتا ہے۔ کچھ یہ ضرور نہیں کہ امر حق کی معرفت اسی شخص کو حاصل ہو، جو لکھنا پڑھنا جانتا ہو۔ بلکہ حصولِ علم اور حصول یقین جن طریقوں سے ہوتا ہے۔ ان میں خواندہ اور ناخواندہ دونوں مساوی ہیں۔ دونوں کے طورِ واقفیت میں سرِ مو تفاوت نہیں۔ صحیح علم و آگاہی جس کسی کو حاصل ہو وہی عالم اور محقق ہے۔

۶۔ تجربہ اور مشاہدہ جس سے انسان کے علم کو ترقی حاصل ہوتی ہے اسکے عمل میں لانے کا کوئی عجیب و غریب طریقہ نہیں ہے۔ بلکہ بچے بڈھے، جوان، عوام خواص سب اسی ایک طریقہ کو کام میں لاتے ہیں۔ چھوٹے بچّے کو جب کھلونا یا کوئی شئے ہاتھ لگ جاتی ہے تو اس کے اوصاف و خواص کو بار بار کی آزمائش سے اسی طرح دریافت کرتا ہے جس طرح کوئی بڑا لائق منشی کر سکتا ہے۔

۷۔ البتہ اس میں کچھ شک نہیں کہ ایسے آدمی بہت کم ہیں جو روزمرّہ

کے واقعات اور واردات کا مشاہدہ کریں۔ اور اس کے اسباب و نتائج کے سلسلہ کو صحت و درستی کے ساتھ ترتیب دے سکیں۔ اور حقیقت واقعی کو بیان کر سکیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ان کو بخوبی غور و توجہ کرنے کی عادت نہیں ہے۔ یا تو اظہار واقعات کے سلسلہ میں سے وہ ایسی بات کو فروگذاشت کر دیتے ہیں۔ جو درحقیقت واقع ہوئی تھی یا کوئی امر غیر واقع جس کو انھوں نے اپنے توہم سے واقعی سمجھ لیا ہے۔ اس سلسلہ میں اضافہ کر دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے دنیا کے معاملات میں صدہا قسم کے مغالطے پڑ جاتے ہیں اور نادان آدمی اَن دیکھی باتوں کو دیکھی اور اَن ہوئی باتوں کو ہوئی سمجھ کر ان پر اپنے یقین کی بنیاد قائم کر لیتے ہیں۔

۸۔ اس بیان کی تصدیق کے لئے ہم ایک سرگذشت سنانا چاہتے ہیں۔ جس کے سننے سے تم کو معلوم ہوگا کہ کس طرح بکری اور راجا بھوت بن گئے تھے۔

یاد کرو تلفّظ اور معنی

حَوَاسُ	مَحْسُوسْ	عَلیٰ ہٰذَا	مُمکِنُ الْوُقُوْع	تَوَہُّم
حِسْ	اَوْصَافْ	شَہَادَتْ	مَعْرِفَتْ	عَوَامْ
خَمْسَہ	خَوَاصْ	مُتَشَابِہ	مُحَقِّق	نَتَائِجْ

(۳۳) بکری کا بھوت

۱۔ چند سال گزرے کلکتہ میں ایک نقب زنی کا وقوعہ ہوا جب چور احاطے کے اندر نقب لگا رہے تھے۔ تو ایک ان میں سے باہر کھڑا تھا کہ خطرہ کے پیش آنے پر اندر والوں کو خبردار کر دے۔ وہ بکری کی کھال پہنے ہوئے تھا اور اس حیوان کی نقل کرنے کے لئے چاروں ہاتھ

پیر سے چلتا تھا۔

۲۔ جس وقت چور مکان کے اندر نقب زنی میں مصروف تھے حلقہ کا کانسٹیبل ایک بڑے درخت کے سائے میں بیٹھا سو رہا تھا۔ یہانتک کہ چور اپنی کارروائی کر چکے۔ اور مالِ غنیمت لے کر چلنے کو آمادہ ہوئے۔ اس وقت وہی تھانگی جس نے بکری کا جامہ پہن رکھا تھا۔ ہوشیاری کے ساتھ کانسٹبل کے قریب پہنچا۔ تاکہ معلوم کر لے کہ وہ واقعی سوتا ہے یا مکر گانٹھے ان کی گھات میں بیٹھا ہے۔

۳۔ جب مصنوعی بکری نے دلجمعی کر لی کہ عامۂ خلائق کا محافظِ جان ومال خواب نوشیں کی آغوش میں محفوظ ہے تو اس نے تین بار بکری کی بولی بولی "میں"۔ "میں" یہ آواز اس کے رفقار کے واسطے اشارہ تھا کہ میدان صاف ہے نکلو! لیکن کانسٹبل بے خبر نہ سویا تھا۔ بلکہ غنودگی کی حالت میں تھا۔ وہ اس آواز کو سنکر جو ایک سیاہ چیز میں سے آئی تھی۔ چونک پڑا۔ اور ڈرتا ڈرتا اس کے قریب پہنچا۔

۴۔ یہ معلوم کر کے کہ وہ صرف ایک بکری ہے اس کے اوسان درست ہو گئے۔ فوراً بکری کے سینگ پکڑ لئے۔ اور گالی دے کر کہا "تو نے مجھ کو جگا دیا اور ڈرا کر ہوش اڑا دیئے اس تکلیف دہی کی سزا یہ ہے کہ تجھ کو کانجی ہوس لے چلتا ہوں۔ چنانچہ اپنی دھمکی پوری کرنے کے لئے وہ اس کو کشاں کشاں مویشی خانے کی طرف لے چلا۔ غریب بکری نے کان تک نہ ہلایا۔ چپ چاپ اس کے ساتھ ہولی۔

۵۔ جب ایک نالی کے قریب پہونچا جو پانی سے لبریز تھی تو کانسٹبل جوتے اُتارنے کو جھکا۔ بکری نے اس موقع کو نہایت غنیمت سمجھا اور پیچھے

سے ایسی ٹکر ماری جس کے صدمہ سے کانسٹبل اوندھے منہ پانی میں جا گرا۔ اب تو اس نے غضبناک ہو کر اپنا ڈنڈا سنبھالا اور چاہا کہ بکری سے اس گستاخی کا انتقام لے۔ مگر وہاں صرف ایک کھال پائی جس میں دو سینگ لگے ہوئے تھے۔

۶۔ یہ عجیب ماجرا دیکھ کر وہ سہم گیا۔ اور ڈنڈا اور جوتے اسی میدان میں چھوڑ سیدھا تھانے کی طرف بھاگا۔ جس وقت تھانے میں پہنچا ہے تو اس کی زبان بند تھی۔ بدن کانپ رہا تھا۔ مگر اس کی وحشت زدہ نگاہ سے ظاہر ہوتا تھا کہ کوئی واقعہ خلاف معمول پیش آیا ہے۔

۷۔ کئی گھنٹے کے بعد پریشان طور پر اس نے حال بیان کیا۔ کہ بھوت نے بہ شکل فیل مجھ پر حملہ کیا اور غائب ہو گیا۔ صبح کو نالی کے قریب اس کا ڈنڈا جوتا اور بکری کی کھال ملی۔ جس سے اس کے بیان کی تصدیق ہوئی۔ کانسٹبل کو مارے خوف کے ایسا شدید بخار چڑھا کہ وہ اسپتال بھیجا گیا۔ مگر وہ پھر پولیس کے کام پر واپس نہ آیا۔

یاد کرو تلفّظ اور معنی

نَقَبْ غَنِیْمَتْ عَامَّۂ خَلَائِق آغُوش شَدِیْد
نَقَبْ زَنِی مَصْنُوعِی خُوابِ نُوشِیْں غُنُودگِی وَحْشَت زَدَہ

(۳۴) باجے کا بھُوت

۱۔ ایک چور کسی مکان میں نقب لگا کر گھس گیا اور اندھیرے میں ٹٹولنا شروع کیا کہ کوئی قیمتی شے ہاتھ لگے تو اڑا لے جائے۔ یکایک ایک بکس پر ٹھوکر لگی۔ چور نے اٹھایا تو صندوقچہ تھا وزنی خیال کیا

کہ ضرور اس میں زیور ہوگا۔ اس خیالی غنیمت کو بغل میں دبا کر مکان سے باہر آیا۔ اور ایک باغ کے اندر جھاڑی کی اوٹ میں بیٹھ کر کیل سے قفل کھولنا شروع کیا۔ تاکہ اس کے اندر کا قیمتی مال نکالے۔ اس کام کے کرنے میں کوئی کمانی چھو گئی۔ اور باجے کی کلوں کو حرکت ہوئی۔ اس کا صندوقچہ زیور تیز سُر میں گت بجانے لگا۔ چور نے خوف زدہ ہو کر باجے کو پٹک دیا اور اپنی جان لے کر سراسیمہ بھاگا۔

۲۔ باغبان جو اس قطعۂ آراضی کا محافظ تھا۔ اپنی جھونپڑی کے پاس بھاگتے ہوئے چور کے پیروں کی دھمک سن کر جاگ اٹھا اور کھڑا ہو کر دیکھنے لگا۔ کہ کیا معاملہ ہے! جب اس کو معلوم ہوا کہ جھاڑی میں خود بخود گت بج رہی ہے تو اس کو چور سے کچھ کم دہشت نہیں ہوئی۔ پھر تو مالی بھی خوف کھا کر وہاں سے بھاگا۔ اور اپنے سپرنٹنڈنٹ کو اطلاع دی کہ کسی بھوت نے احاطہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور ایک جھاڑی میں بڑا جشن کر رہا ہے۔

۳۔ سپرنٹنڈنٹ متحیر تھا کہ یہ کیا بکتا ہے۔ لیکن یہ خیال کر کے کہ کوئی بیجا بات ہے۔ پولیس اسٹیشن میں انسپکٹر سے مدد لینے کو گیا۔ پھر انسپکٹر اور سپرنٹنڈنٹ دونوں مالی کو ہمراہ لے اس موقع پر پہونچے۔ جہاں سے دلکش نغموں کے سنائی دینے کی خبر ملی تھی۔ مگر اب وہ آواز بند ہو گئی تھی۔ اس لئے جھاڑیوں میں تجسس کیا گیا۔ تو باجے کا صندوقچہ اور کیل دستیاب ہوئی۔ ان چیزوں سے پولیس انسپکٹر اور سپرنٹنڈنٹ نے سمجھ لیا کہ اس بے وقت کے ترانے کا کیا سبب تھا۔ مگر مالی کے دل میں یہی اعتقاد جما رہا کہ بے شک بھوت تھا۔ ہر چند صاحب نے سمجھایا لیکن وہ اس باغ

کی جھونپڑی میں پھر واپس نہ گیا۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

قُفل آراضی دلکش ترانہ سراسیمہ
جشن تجسس نغمہ

(۳۵) یاروں کا گلہ — میر تقی

اے صبا! گر شہر کے لوگوں میں ہو تیرا گزار
کہیو ہم صحرا نوردوں کا تمامی حالِ زار
ربط کا دعوے تھا جن کو کہتے تھے مخلص ہیں ہم
جانتے ہیں ذات سامی ہی کو ہم سب خاکسار
سو نہ خط ان کا نہ کوئی پرچہ پہنچا مجھ تلک!
واہ وا ہے رابطہ! رحمت ہے یہ اخلاص و پیار
لکھتے کر دو حرفِ لطف آمیز بعد از چند روز
تو بھی ہوتا اس دلِ بے تاب و طاقت کو قرار
خط و کتابت سے (یہ کہتے تھے) نہ بھولیں گے تجھے
آئیں گے گھر بار کی تیرے خبر کو بار بار
جب گیا میں یاد سے تب کس کا گھر کا ہے کا پاس
آفریں صد آفریں! اے مردمانِ روزگار!
بس قلم رکھ ہاتھ سے جانے بھی دے یہ حرف میر
کاہ کے چاہے نہیں کہسار ہوتے بے وقار

یاد کرو تلفظ اور معنی

صَبَا صَحرانوَرد مُخلِص سَامِی لُطف آمیز

(۳۶) دوستی کی ضرورت

۱۔ انسان اپنی زندگانی کو بعافیت گزارنے اور کمال انسانیت حاصل کرنے کے لئے اس امر کا محتاج ہے کہ دوسرے بنی نوع سے اعانت حاصل کرے اور یہ بات رابطۂ الفت و محبت کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے دوستوں کا بہم پہونچانا امر ناگزیر ہے۔

۲۔ جس قدر سچے دوست زیادہ میسر آئیں گے۔ اسی قدر آدمی کو حصولِ کمال میں آسانی ہوگی۔ لیکن سچے دوست دنیا میں ہمیشہ کمیاب ہیں۔ اکثر آدمی جو دوستی کا دم بھرتے ہیں۔ وہ اپنے اغراض کے طالب اور اپنی خواہشوں کے بھوکے ہوتے ہیں ایسے لوگوں سے میل جول صرف بقدرِ ضرورت چاہیئے۔ جیسے :۔ کھانے میں مسالہ، لیکن دوست صادق کی جستجو ہمیشہ واجب ہے۔ ایک حکیم کا قول ہے "اگر مجھ کو سب نعمتیں میسر ہوں اور سچے دوست کی صحبت سے محروم رہوں تو وہ سب ہیچ ہیں۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

بَنِی نَوع رَابِطَہ نَاگُزِیر کَمیَاب ہِیچ

(۳۷) دوست کا انتخاب

۱۔ جو شخص سچے دوست کا جویا ہو۔ اُس کو دوست کے انتخاب

میں چند امور کا لحاظ رکھنا لازم ہے
اوّل :۔ معلوم کرے کہ بچپن میں والدین کے ساتھ اس کا سلوک کیسا تھا۔ اگر اس نے ان کے حقوق تلف کیئے ہوں تو ایسا شخص قابلِ اعتماد نہیں۔ اس سے بھلائی کی توقع کرنا عبث ہے۔
دوم :۔ دریافت کرے کہ اور دوستوں کے ساتھ اس کا معاملہ کیسا ہے۔؟
سوم :۔ یہ تحقیق کرے کہ وہ اپنے محسنوں کے ساتھ کس طرح پیش آتا ہے۔ اگر ان کی شکر گزاری کا حق ادا نہ کیا ہو، تو اس کی طرف رغبت نہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ کفرانِ نعمت انسان کے خصائل میں سے نہایت کمینہ خصلت ہے۔
چہارم :۔ اس کا عام چال چلن اور اس کی طبیعت کا میلان معلوم کرے۔ اگر وہ لالچی، طماع، بخیل، حریص، بدعہد، بے وفا، بدمزاج ہو تو اس کو ہرگز قابلِ دوستی نہ سمجھے۔
پنجم :۔ یہ معلوم کرے کہ اس کی طبیعت میں عدل انصاف بھی ہے یا نہیں۔ کیونکہ جو شخص اپنے حق سے زیادہ چاہے اور دوسروں کو دبائے اس سے دوستی کا نباہ ممکن نہیں۔
ششم :۔ یہ بات دیکھے کہ وہ اپنے شوق ورغبت کے مقابلے میں دوستی کی پروا اور قدر کرتا ہے یا نہیں۔ اگر وہ لہو ولعب میں زیادہ مصروف رہتا ہو تو اس کی دوستی لاحاصل ہے۔
۲۔ الغرض جو آدمی خصائل مذکورہ کی جانچ میں کھرا نکلے۔ اس سے خلوص و اتحاد پیدا کرنا زیبا ہے۔ مگر یاد رہے کہ ایسا شخص جو بہمہ صفت

موصوف ہو۔ شاذونادر ملتا ہے۔ خوش قسمتی سے ایسا ایک دوست
بھی مل جائے تو بس کافی ہے۔ لیکن دوست میں جزوی عیب اور
ادنیٰ تقصیر پاؤ تو اس پر چنداں لحاظ نہ کرو۔ کیونکہ ان امور سے کوئی
فردِ بشر خالی نہیں۔ اگر تم فرشتہ خصلت دوست چاہو گے جس میں کچھ
کور کسر نہ ہو تو مدت العمر اسی ٹوہ میں رہو گے نہ کوئی ایسا ملے گا نہ تم اس
کو دوست بناؤ گے۔ انجام یہ ہوگا کہ تم دوستی کے فوائد سے محروم رہو گے۔
اس بارہ میں آدمی کو خود اپنے نفس کے عیوب ٹٹولنے چاہئیں۔ اگر
انصاف کریگا۔ تو دیکھے گا کہ وہ بھی مبرّا نہیں ہے۔ تو چاہیئے کہ دوسروں
کو بھی ادنیٰ خطاؤں میں معذور سمجھے۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

کُفرانِ مُحسِن طمّاع عیُوب مُبرّا

(۳۸) دوستانہ سلوک

۱۔ دوستانہ سلوک اور دوستی کا دستور یہ ہے۔ کہ انسان دوستوں
کو اپنی راحت و نعمت و عزت و مرتبہ میں شریک کرے۔ ہر طور سے برابری
ملحوظ رکھے۔ بلکہ دوست کو برتری دے۔ تو اَولیٰ ہے۔ احسان جتانے
سے ہمیشہ محترز رہے۔ جب دوست پر کوئی مصیبت آپڑے۔ جان و
مال سے اس کا ساتھ دے۔ اور ہر درد و رنج میں شریک ہو۔ دوست
کی طرف سے ہمدردی کی درخواست کا منتظر نہ رہے۔ بلکہ خود اس
کے احوال سے اس کی حاجات کو معلوم کرتا رہے۔

۲۔ جب دوست کی طرف سے کچھ شکایت و کدورت پیدا ہو تو

اس کو دل میں مخفی نہ رہنے دے۔ بلکہ صاف دلی اور بے تکلفی کے ساتھ دوست پر اس کا اظہار کردے۔ اس سچے برتاؤ سے فوراً صفائی ہوجائے گی۔ اور محبت میں فرق نہ آنے پائے گا۔ کیونکہ جب ایک بار دوستی ہوگئی تو ہر طور سے اس کے نباہ کی کوشش کرنی واجب ہے۔ اگرچہ نزاع وخصومت ہر حال میں ناروا ہے۔ الّا محبت کے بعد عداوت کا ہونا سخت معیوب اور نہایت شرم کی بات ہے۔

۳۔ آدمی کو چاہیئے کہ جو علم وہنر یا ادب و قاعدہ خود جانتا ہو۔ اس کے سکھانے میں دوست کے ساتھ بخل وخسّت نہ کرے کیونکہ جب دوستوں سے مال کا دریغ رکھنا جائز نہیں تو علم میں جو دینے سے اور بڑھتا ہے کسی طرح بخل روا نہیں ہوسکتا۔

۴۔ جب دوست کا کوئی عیب دیکھے تو علانیہ مخالفت یا صریح ملامت ہرگز نہ کرے۔ بلکہ ایسا انداز اختیار کرے کہ دوست خود خبردار ہوجائے۔ لیکن دوستوں کے عیب سے چشم پوشی اور اغماض کرنا یا سہل انگاری سے عیب کے پختہ ہوجانے کی مہلت دینا ہرگز درست نہیں۔ بلکہ ایسا کرنا نہایت حق تلفی اور پرلے درجہ کی خیانت ہے۔

۵۔ دوستوں کو اُن کے عیوب سے متنبہ کرنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ اوّل کوئی عام مثل یا کسی غیر کی سرگذشت یا اس کا نتیجہ سنائے جو دوست کی حالت کے ٹھیک موافق ہو۔ اگر اس تدبیر سے کامیابی نہ ہو تو اشارے کنائے سے اس کو ہوشیار کرے۔ اگر یہ طور بھی مفید نہ پڑے۔ تو خلوت میں نہایت دل سوزی کے ساتھ پند ونصیحت کرے۔ مگر جہاں تک ممکن ہو غیروں پر یہ راز افشا نہ ہونے دے۔ تاکہ دوست کو خجالت نہ ہو۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

اَولیٰ　مُحْتَرَز　اِغْمَاض　خِسَّت　مُتَنَبِّہ
حَاجَات　عَلَانِیَہ　خِیَانَت　سَہْل اَنگارِی　اَفْشا

(۳۹) تعریفِ روضۂ تاج گنج (میاں نظیر اکبرآبادی)

روضہ جو اس مکان میں دریا کنار ہے　　خوبی میں سب طرح کا اسے اعتبار ہے
نقشہ میں اپنے یہ بھی عجب خوش نگار ہے

سنگِ سفید سے جو بنا ہے قمر نشاں　　ایسا چمک رہا ہے تجلّی سے یہ مکان
جس سے بلور کی بھی چمک شرمسار ہے

دروازہ پر لکھا خطِ طغرا ہے طرفہ کار　　ہر گوشہ پر کھڑے ہیں جو مینار اسکے چار
چاروں سے طرفہ اوج کی خوبی دوچار ہے

برسوں تک اس میں رہیے تو ہو دے نہ جی اداس　　آتی ہے ہر طرف سے گل و یاسمن کی باس
ہوتا ہے شاد اس میں جو کرتا گزار ہے

ہر سو نسیم چلتی ہے اور ہر طرف صبا　　ہلتی ہیں ڈالیاں سبھی ہر گل ہے جھومتا
کیا کیا روش روش پہ ہجوم بہار ہے

رابیل سیوتی سے بھرے ہیں چمن چمن　　گلنار و لالہ و گل، نسرین و نسترن
فوارے چھٹ رہے ہیں رواں جوئبار ہے

ہے چھاؤں مولسریوں کی سبز اہرا ابھرا　　گل کھل رہے ہیں حوض میں پانی چھلک رہا
ہر جا صدائے بلبل و صوت ہزار ہے

جو دیکھتا ہے اسکو یہ ہوتا ہے دلپذیر　　تعریف اس مکان کی میں کیا کروں نظیرؔ

اس کی صفت تو مشتہرِ روزگار ہے

یاد کرو تلفظ اور معنی

رَوضَہ	مُرغُزار	اَوج	گُلنار	صَوت
نِگار	طُرفہ کار	نَسِیم	جُوئبار	ہَزار

(۴۰) مخلوقات

۱۔ کرۂ زمین پر جو رنگا رنگ مخلوق حواس ظاہری کے وسیلے سے محسوس و معلوم ہوتی ہے ان میں ایک وصف مشترک یہ پایا جاتا ہے کہ وہ سب جسمانی ہیں۔ ان تمام جسمانی چیزوں میں بہت سی ایسی ہیں جو بے حس و حرکت پڑی رہتی ہیں۔ جب تک کوئی طاقت ان پر عمل نہ کرے وہ اپنی جگہ سے جنبش نہیں کرتیں نہ وہ غذا کھاتی ہیں۔ نہ اگتی ہیں۔ نہ بڑھتی ہیں۔ اس قسم کی تمام اشیاء جمادات کہلاتی ہیں۔

۲۔ بعض چیزیں ایسی ہیں کہ وہ اپنے آپ حرکت نہ کرنے میں تو بالکل جمادات سے مشابہ ہیں لیکن برخلاف جمادات کے ایک وصف زائد ان میں یہ پایا جاتا ہے کہ وہ اجزائے ارضی و ہوائی کو جذب کرکے اپنی غذا بناتی ہیں اور اس غذا کی مدد سے ان کا جسم نشو و نما پاتا ہے۔ وہ اگتی، بڑھتی ہیں پھلتی پھولتی ہیں۔ غرض قوت نامیہ ان سب میں پائی جاتی ہے اس قسم کی جملہ اشیاء کا نام نباتات ہے۔

۳۔ اب مخلوقات پر غور کرتے ہیں تو ہم ایسی چیزیں بھی پاتے ہیں جو مثل نباتات کے قوت نامیہ بھی رکھتی ہیں اور اپنے ارادہ اور اپنی خواہش سے حرکت بھی کرسکتی ہیں غذا کے ذریعہ سے ان کے تن و توش میں افزائش

ہوتی ہے اور وہ نقل مکان کرنے میں کسی خارجی قوت کے عمل کی محتاج نہیں ہیں۔ اس طرح کی کل مخلوق کو جاندار ذی حیات یا حیوانات بولتے ہیں اور ان تینوں قسموں کا کام بہئیت مجموعی "موالید ثلاثہ" رکھا گیا ہے۔

۴۔ اقسام ثلثہ میں جو فرق و امتیاز بیان کیا گیا وہ ظاہراً اکثر اشیا کے ملاحظہ سے صاف صاف سمجھ میں آسکتا ہے مگر حقیقت میں مخلوقات کا سلسلہ ادنیٰ بے جان چیزوں سے لیکر اعلیٰ قسم کے جانداروں تک باہم مربوط ہے اور ان کے اوضاع و اطوار اور اوصاف و خواص میں درجہ بدرجہ ایسی ترقی ہوتی چلی گئی ہے کہ پہلی قسم کی انتہا اور دوسری قسم کی ابتدا آپس میں نہایت مشابہ اور مماثل معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کوئی ایسی صحیح حد مقرر نہیں ہوسکتی جہاں سے ایک جنس کی مخلوق دوسری جنس کی مخلوق سے قطعی جُدا اور ممیز ہوجائے چنانچہ بعض اشیاء ایسی پائی گئی ہیں جن کی نسبت یہ فیصلہ کرنا کہ وہ از قسم جماد ہیں یا از قسم نبات سخت دشوار ہے۔

۵۔ اسی طرح بعض اشیاء حیوان و نبات کے درمیان مشترک ہیں اور ان کو ایک قسم سے خارج اور دوسری قسم میں داخل کرنے کے لئے کوئی روشن دلیل نہیں ہے پس ایسی چیزیں جن کی قسم کا تعین مشتبہ ہے۔ اہل علم کی اصطلاح میں برزخ کہلاتی ہیں۔ مثلاً شاخ مرجان یعنی مونگے کے درخت میں بعض اوصاف نباتی ہیں اور بعض حیوانی۔ ایسے ہی چھوئی موئی کا درخت ذرا چھونے سے اپنے پتوں کو سکیڑ لیتا ہے اور اس کا یہ خاصّہ بالکل حیوانات سے مشابہ ہے۔ اسی طرح بعض ممالک میں ایسے اشجار پائے گئے ہیں جو مکڑی کی طرح مکھی کا شکار کرتے ہیں۔

یاد کرو۔ املا اور معنی

مُشتَرک نَشو و نُما نَقلِ مَکان مَربُوط اِصطِلاح
جَذب نامِیَہ مَوالِیدِ ثَلاثَہ مُماثِل بَرزَخ

جمادات

۱۔ اگرچہ قوّتِ نامیہ اور حیات جمادات میں نہیں ہے۔ لیکن قدرت کاملہ نے ان کو بھی عجیب و غریب اوصاف و خواص عطا کئے ہیں بعض ایسی لطیف و سُبک ہیں کہ ہماری آنکھ کی بصارت خوردبین کی مدد سے بھی ان کو نہیں دیکھ سکتی اور ایک ادنیٰ صدمہ سے ان کے اجزا میں تموج و تلاطم پیدا ہوجاتا ہے۔ ایسے اجسام ہوائی کہلاتے ہیں۔

۲۔ بعض ان میں سے ایسی سیال اور پتلی ہوتی ہیں کہ ان کی خاص شکل و صورت نہیں۔ جس جگہ یا جس ظرف میں ان کو رکھو اسی کی صورت قبول کرلیتی ہیں۔ خفیف حرارت سے بخار بن کر اڑجاتی ہیں۔ حرارت کی کمی سے ان کے اجزا اس قدر متصل ہوجاتے ہیں کہ وہ پتھر اور ڈھیلے کی طرح منجمد ہوجاتی ہیں۔ اگر پانی اور پارہ کے حالات پر غور کرو تو یہ سب کیفیتیں ان میں مشاہدہ ہوسکتی ہیں۔

۳۔ بعض چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے اجزا باہم پیوستہ ہوتے ہیں۔ وہ بہتی نہیں صدمہ کو برداشت کرلیتی ہیں ایسی چیزوں کو منجمد کہتے ہیں۔ پھر ان میں بعض نہایت سخت و ثقیل ہیں۔ جیسے لوہا، سونا، سنگ خارا۔ بعض ایسی بُھربُھری اور بودی ہیں جیسے کھریا مٹی پھر ان میں سے بعض ایسی ہیں جن میں نباتات اگتی ہیں اور بعض انسان کی دوا و غذا میں کام آتی ہیں۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

بَصارَتْ اَجْزا سَیَّال تَمَوُّج تَلاطُمْ

نباتات

۱۔ نباتات کی قسمیں دنیا میں قریب ایک لاکھ کے تحقیق کی گئی ہیں ان میں سے ادنیٰ قسم میں کائی وغیرہ ہیں اور اوسط قسم میں حیوانات کے چرنے کی گھاسیں اور نیز علف غلّہ یعنی دانہ دار گھاس جیسے گیہوں جوار وغیرہ شامل ہیں۔ اعلیٰ قسم میں بڑے بڑے تناور درخت ہیں جیسے آم، املی، پیپل، سال ساگون وغیرہ۔

۲۔ نباتات میں ایک یہ بات بھی مثل حیوانات کے دریافت ہوئی ہے کہ وہ نر و مادہ ہوتے ہیں۔ کہیں تو یہ خاصہ ایک ہی درخت میں ہوتا ہے کہیں نر درخت جدا ہوتا ہے اور مادہ جدا چنانچہ اہلِ عرب کو زمانہ دراز سے نخل خرما کی نسبت نر و مادہ ہونے کا علم ہے۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

عَلَفْ تَنَاوَر نَخْل خَاصَّہ خُرْمَا

حیوانات

۱۔ حیوانات میں بھی ادنیٰ قسم کے کیڑوں سے لے کر نہایت عظیم الجثہ جانوروں تک زمین و آسمان کا سا فرق نظر آتا ہے۔ اور ان کی بے شمار قسمیں ہیں۔ لیکن بعض ایسے خواص ہیں جو اکثر افراد میں یکساں معلوم ہوتے ہیں۔ ان خواص کے لحاظ سے جنس حیوان کی تقسیم

چار قسموں میں کی گئی ہے

۲۔ حیوانات کی سب سے ادنیٰ قسم وہ ہے جن کے اعضا ایک مرکز سے ہر چار طرف کو شاخوں کی طرح پھیلتے ہیں۔ اسی قسم میں اسفنج اور موگا بھی ہے۔ جو نباتات کی مانند زمین میں گڑے رہتے ہیں۔ مگر ان میں آثارِ حیات بھی ثابت ہوتے ہیں۔ اسی لئے ان کو نباتاتِ حیوانی بھی کہتے ہیں۔

۳۔ ایک قسم وہ ہے جن کا جسم حلقوں سے مرکّب یا چھلکوں میں محفوظ ہے۔ ان میں کیچوے، جونک، جھینگے، مکھیاں وغیرہ شامل ہیں۔

۴۔ ایک قسم ایسی ہے جن کا جسم ایک مضبوط خول کے اندر ہوتا ہے جیسے گھونگے، کوڑیاں، صدف۔

۵۔ سب سے اعلیٰ قسم ریڑھ والے جانوروں کی ہے اور ان میں مینڈک اور مچھلی سے لے کر ہاتھی تک داخل ہیں اور تمام پرند بھی پُودنے سے شتر مرغ تک اسی قسم میں شمار ہوتے ہیں۔ لیکن ان میں نوعِ افضل وہ ہے جو اپنے بچوں کو چھاتی سے دودھ پلاتی ہے۔ اس تقسیم سے صاف ظاہر ہے کہ انسان بھی اس نوع کا ایک جانور ہے۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

عَظِیمُ الجُثَّہ اَفرَادُ مُرَکّب صَدَف نَوع اَفضَل

اِنسَان

اگر قد و قامت اور جُثّہ کی بزرگی کا لحاظ کیا جائے تو وہیل مچھلی اور ہاتھی اعلیٰ جماعت میں نظر آئیں گے اور حضرتِ انسان مڈل کلاس سے آگے ترقی پانے کے مستحق نہ ٹھہریں گے لیکن جسمانی خردی و بزرگی کو نظر انداز

کرکے تشریحِ اعضا پر غور کرو۔ تو بعض حیوان ایسے پائے جاتے ہیں۔ جن کی ساخت نہایت ہی سادہ ہے اور وہ ساخت درجہ بدرجہ ترقی کرتی ہوئی اعلیٰ حیوانات میں نہایت دقیق اور پیچیدار بن گئی ہے۔ چنانچہ جسدِ انسانی کی ترکیب تمام حیوانات میں زیادہ پیچیدار ہے۔ اس بنا پر وہ سب جانوروں سے افضل اور اعلیٰ اور قوائے دماغی یعنی عقل و ادراک اور فہم اور تمیز میں بھی سب سے برتر و فائق ہے۔ اور انہی اعلیٰ قوتوں کی بدولت وہ تمام جانوروں پر فرماں روائی کرتا ہے اور نبات و جماد کو اپنا خادم بناتا ہے۔ پس دوسرے حیوانات سے تمیز کرنے کے لئے اس کا لقب حیوان ناطق اور غیر انسان کا حیوان مطلق تجویز کیا گیا۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

تشریحِ اعضا دقیق جَسَدْ فائِق اِدْراک

نَسْلِ اِنسانی

۱۔ ترکیب جسمانی کے اعتبار سے کل ربع مسکوں کے انسان نوعِ واحد ہیں۔ اِلّا چہرہ مہرہ، خط و خال اور رنگ و روپ کی تفریق کے باعث جداگانہ نسلوں میں شمار ہوتے ہیں۔

۲۔ ایک نسل انسان کی ایسی ہے جن کا رنگ نہایت سیاہ بال گھونگر والے۔ پیشانی پست، ناک اور ہونٹ موٹے دہانہ چوڑا ہوتا ہے۔ یہ نسل اسود یا زنگی یا نیگرو کہلاتی ہے۔ اور اس شکل و شباہت کے آدمی صحرائے افریقہ اور جزائر مشرقی میں پائے جاتے ہیں۔ اور شاید جنوبی ہند کی تامل قوم بھی انہیں میں سے ہو۔

۳ - ایک نسل اس ہیئت کی ہے کہ رنگ زردی مائل رخسارہ پچکے ہوئے، قد کوتاہ اور ہڈیاں چوڑی چکلی یہ نسل مغل کہلاتی ہے۔ ان کا مسکن اصلی ملک منگولیا تھا۔ مگر اب وہ تین چوتھائی ایشا اور کچھ حصہ یورپ میں آباد ہیں۔ اور اہل امریکہ بھی اسی نسل سے خیال کیے جاتے ہیں۔ مگر ان کا رنگ تانبڑا ہے اور بقول بعض اہل ملایا بھی اسی جماعت میں داخل ہیں۔

۴ - ایک نسل کا حلیہ یہ ہے کہ رنگ گورا یا گندمی چہرہ سڈول۔ کاسۂ سر مُدوّر، بال نرم، داڑھی گنجان، پیشانی بلند، ہونٹ پتلے، ناک ستواں، دانت باریک - یہ نسل قوقاسی یا کاکیشین کے اسم سے موسوم ہے۔ کیونکہ اس کی اصلی زاد بوم نواحی کوہ قاف ہے۔ اسی مقام سے وہ دیار یورپ اور ایشیا میں پھیلے ہیں اور یہ نسل تمام روئے زمین کے باشندوں میں زیادہ شکیل وجمیل ہے۔

۵ - اگرچہ ان تمام نسلوں کے خالص نمونے دنیا میں ہنوز موجود ہیں۔ مگر اطراف ممالک میں پھیل جانے اور باہمی اختلاط کے ہونے سے بہت سی قومیں مخلوط النسل پیدا ہو گئی ہیں۔

یاد کرو تلفّظ اور معنی

رُبعِ مسکوں   اَسوَد   زادبُوم   اِختِلاط   مَخلُوطُ النَّسل
مَسکَن   حُلیَہ   خَالُ   دَیَار   نَواحِی

وحشی

۱ - انسان کی تقسیم نسلوں میں اس کے ظاہری خط وخال کے اعتبار

سے کی گئی ہے۔ لیکن ایک اور تقسیم ہے جو اس کی تربیت اور طرزِ معاش کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ یا تو وہ ایسے عالمِ توحش میں پایا جاتا ہے کہ اس کی زندگی حیوانِ مطلق سے بھی بدتر معلوم ہوتی ہے۔ یا وہ ایسی مہذب حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ اشرف المخلوقات کا خطاب اس پر صادق آتا ہے۔

۲۔ کوئی جماعت شروع ہی سے تربیت یافتہ پیدا نہیں ہوئی بلکہ ابتداء ہر ایک نسل وحشی صفت اور بے ہنر تھی وہ اپنی حفاظت اور تحصیل معاش اسی انداز سے کرتے تھے جیسے اکثر مسکین چوپائے کرتے ہیں۔ اس وقت ہوا اور روشنی کے سوا جو قدرت نے بلا محنت عطا کی ہیں۔ انسان کو سب سے مقدم آب و طعام کی تلاش تھی سو رفع تشنگی کے لئے تو جھیل چشمے، ندی، نالے بہت تھے۔ مگر پیٹ پالنے کے لئے صحرائی درختوں کے گرے پڑے پھل اور جڑی بوٹی یا چھوٹے چھوٹے جانوروں کے سوا جو ادنیٰ مشقت سے میسّر آ سکتے ہیں اور کیا دھرا تھا؟ غرض دنیا کے خوانِ نعمت پر پہلی ضیافت حضرتِ انسان کی یہ تھی۔

۳۔ موسموں کی سختی اور دشمنوں کے حملے سے بچنے کے لئے نہ اس کی کھال پر بھیڑ کے سے بال تھے۔ نہ انگلیوں میں شیر کے سے ناخن نہ طائروں کے سے بال و پر تھے کہ ہوا میں پرواز کر کے اپنی جان بچاتا۔ اس عالمِ مجبوری میں درختوں کے جوف اور کوہ و بیابان کے غار و شگاف سے بڑھ کر اس کے واسطے کو نسا خانہ بے تکلف تھا۔ جس میں آرام پاتا، ایک مدت تک اسی طور سے بسر کرتا رہا۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

طَرزِ مَعاش تَوَحُّش مُہَذَّب اَشرَفُ المخلوقات جَوف

شکاری

۱۔ اس برہنہ تن وحشی انسان کی پہلی ملکی مہم یہ تھی کہ وہ درندوں گزندوں اور وحشی جانوروں کو جو خدا کی زمین پر قابض تھے مارے، نکالے اور مغلوب کرے۔ اس معرکے کے لیے اُسے ضرورت پڑی کہ اپنے کمزور ہاتھوں کو کسی اور چیز سے قوت دے پس پہلا ہتھیار جو اس کو دستیاب ہو سکا لکڑی پتھر یا مردہ جانوروں کی ہڈیاں تھیں۔

۲۔ رفتہ رفتہ اس نے سخت پتھروں کو گھس گھسا کر ان میں نوک اور دھار پیدا کی۔ اور بڑے بڑے جانوروں کا شکار کرنے لگا ان سے خوراک بھی حاصل کی اور ان کے پوست کو اپنی پوشاک بنایا۔ مگر صید افگنی کی بڑی مشق و مہارت انسان کو اس وقت حاصل ہوئی۔ جب کہ وہ لوہے کے ہتھیار بنانے لگا۔

۳۔ غرض اس وحشیانہ حالت سے کہ بھٹوں کے اندر رہتا اور کیڑے یا بناسپتی کھاتا تھا۔ ترقی کر کے وہ ایک مسلح دلاور شکاری بن گیا۔ اس شکار کا بچا کھچا اور اس کا پس خوردہ کھا کر کتے بلّی مانوس ہو گئے کہ وہ درندوں کی جماعت کو چھوڑ انسانی گروہ کے آس پاس رہنے لگے۔

یاد کرو تلفّظ اور معنی

بِرہنہ تَن — گَزندہ — مُسلّح — صَید افگنی — پَس خوردہ

گلّہ بان

۱۔ صیادی میں ترقی کرتے کرتے اب انسان ایسا مشّاق اور چالاک ہو گیا کہ بعض بہائم کو زندہ گرفتار کرکے بطور ذخیرہ رکھنے لگا۔ اس وقت تجربہ ہوا کہ بھیڑ بکریاں وغیرہ جو اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہیں۔ ان کا دودھ انسان کے لئے بھی نہایت لطیف ولذیذ اور نفیس اور قوی غذا ہے۔ پھر تو اس نے اس قسم کے جانوروں کو پالنا اور وحشیوں کو اہلی بنانا شروع کیا یہاں تک کہ بھیڑ، بکری، گائے بھینس وغیرہ کے گلے جمع کر لئے۔

۲۔ ان کے علاوہ بعض جانور ایسے بھی پائے جو سواری اور بار کشی کے لئے نہایت موزوں معلوم ہوئے۔ پس اونٹ گھوڑے اور گدھے کو گرفتار کیا۔ اور مہار و لگام لگا کر ان کو سدھایا اور کام لیا۔

۳۔ اب مویشی کے چرانے کی غرض سے اپنا ٹانڈا ساتھ لئے ہوئے ایک میدان سے دوسرے میدان کی طرف اور دوسرے سے تیسرے کی طرف کوچ کرنا پڑا اور سبز و شاداب چراگاہوں اور مرغزاروں کی جستجو لازم آئی۔

۴۔ اس نقل مکان کی ضرورت سے اس نے چمڑے اور سرکنڈے کے ہلکے خیمے اور سائبان ایسے تیار کر لئے جن میں گرمی سردی اور باد و باراں کی تکالیف سے پناہ ملے اور بوقت کوچ مویشی پر لاد کر لے جانا بھی آسان ہو۔

۵۔ اس طرح انسان وحشی سے صیاد اور صیاد سے گلہ بان یا چرواہا

یا راعی بن گیا۔ جانوروں کی پرورش اور تیمارداری میں اور ان کے مطیع کرنے اور سدھانے میں اور ان کے لئے عمدہ چارہ بہم پہنچانے میں بہت کچھ سلیقہ اور تجربہ حاصل کیا۔

۶۔ اب وہ شکاریوں کی طرح صرف ہتھیاروں ہی کا مالک نہیں ہے۔ بلکہ مویشی کو وہ بہت عزیز رکھتا ہے اور اس کو اپنا دھن دولت سمجھتا ہے۔ اونٹ، بیل، گھوڑے، گدھے اس کے مَرکَب ہیں۔ اب وہ ایسا شہسوار ہے کہ گھوڑے پر سوار ہو کر نیزہ بازی اور تیر اندازی کرتا ہے۔ خونخوار شیروں اور مست ہاتھیوں کو للکار کر مارتا ہے۔ گینڈوں اور ارنے بھینسوں کا شکار کرتا ہے۔

یاد کرو تلفّظ اور معنی

بَہائِم لَذِیذ مُہار مَرغزار تیمار

دہقان

۱۔ اب ہمارا خانہ بدوش گلہ بان عنقریب دہقان بنا چاہتا ہے مویشی کی پرورش کے لئے اس نے دور، دور کے میدان میں گشت لگایا ہے۔ اور مختلف اقسام کی گھاس پات اس کی نظر سے گزر چکی ہے۔ اس کو ان گھاسوں کا پتہ لگ گیا ہے جن کے کھانے سے مویشی خوب تازہ توانا ہو جاتی ہے اور دودھ بھی افراط سے دینے لگتی ہے۔ اس نے خود بھی اس کے دانے نکال کر کھائے ہیں۔ اور اپنی غذا کے لئے ان کو بہت موافق و مناسب پایا ہے۔ اس نے تخم ریزی کا وقت غلّہ پکنے کا موسم قابل زراعت زمینیں سیر حاصل میدان دریافت کر لئے ہیں۔ غرض اس نے اپنا سیر و سفر رائیگاں

نہیں کھویا۔ بہت کچھ وقوف و تجربہ حاصل کیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ آیندہ ایک گاؤں بسا کر اس کے سواد میں زراعت کرتا نظر آئے گا۔

۲۔ آخر کار خانہ بدوش گلہ بانوں نے جہاں آبِ شیریں کے قدرتی چشمے، بہتی نہریں اور شاداب مرغزار پائے جن میں میوہ دار درختوں کی کثرت اور گھاس چارہ کی سرسائی تھی۔ وہاں زیادہ قیام کرنا پسند کیا اور رفتہ رفتہ وہ ایک جگہ اقامت گزینی کے خوگر ہونے لگے۔ اور جو دانہ دار گھاسیں اطراف و جوانب میں پائی تھیں ان کے تخم اپنے قیام گاہ کے قرب و جوار میں بکھیر دیئے۔ خدا نے اس کام میں برکت دی کھیتی اُگی بڑھی اور پک کر تیار ہوگئی۔ غلہ انسان کے کام آیا اور بھوسہ مویشی نے کھایا۔

۳۔ اب سفری خیموں کی کچھ حاجت نہ رہی تھی اس لئے گلی دیواریں بنا کر چھپر چھائے۔ یا لکڑیاں پاٹ کر چھت بنائی اور کئی کئی خاندان ایک جگہ آباد ہو گئے۔ وہی آبادی ترقی پا کر گاؤں سے قصبہ اور قصبہ سے شہر بن گئی اور نسلِ انسانی وحشت سے نکل کر سرحد تہذیب میں داخل ہو گئی۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

خَانَہ بَدُوش　شَادَاب　سِیرْ حَاصِل　سَوَاد　اِقَامَت گُزِینِی

(۲۱) داستان — میر حسن

کسی شہر میں تھا کوئی بادشاہ	کہ تھا وہ شہنشاہ گیتی پناہ
بہت حشمت و جاہ و مال و منال	بہت فوج سے اپنی فرخندہ حال
کئی بادشاہ اس کو دیتے تھے باج	خطا و ختن سے وہ لیتا خراج

جہاں تک کہ سرکش تھے اطراف کے
وہ اس شہ کے رہتے تھے قدموں لگے

رعیت تھی آسودہ و بے خطر
نہ غم مفلسی کا نہ چوری کا ڈر

ہنرمند واں اہل حرفہ تمام
ہر اک نوع خلقت کا تھا اژدحام

غنی واں ہوا جو کہ آیا تباہ
عجب شہر تھا وہ عجب بادشاہ

کسی طرح کا وہ نہ رکھتا تھا غم
مگر ایک اولاد کا تھا الم

وزیروں کو اک روز اس نے بلا
جو کچھ دل کا احوال تھا سو کہا

کہ "میں کیا کروں گا یہ مال و منال
فقیری کا ہے میرے دل کو خیال

فقیر اب نہ ہوں تو کروں کیا علاج
نہ پیدا ہوا وارث تخت و تاج

بہت ملک پر جان کھویا کیا
بہت فکر دنیا میں سویا کیا"

وزیروں نے کی عرض "اے آفتاب!
نہ ہو ذرہ تجھ کو کبھی اضطراب

یہ دنیا جو ہے مزرع آخرت
فقیری میں ضائع کرو اس کو مت

رکھو یاد عدل و سخاوت کی بات
کہ اس فیض سے ہے تمہاری نجات

عجب کیا جو ہووے تمہارے خلف
کرو تم نہ اوقات اپنی تلف"

اسے فضل کرتے نہیں لگتی بار
نہ ہو اس سے مایوس امیدوار

گئے نو مہینے جب اس پر گزر
ہوا گھر میں شہ کے تولد پسر

محل سے لگا تا بدیوان عام
عجب طرح کا اک ہوا اژدحام

چلے لے کے نذریں امیر و وزیر
لگے کھینچنے زر کے توڑے فقیر

پہ چھٹی تک غرض تھی خوشی ہی کی بات
کہ دن عید اور رات تھی شب برات

محل میں لگا پلنے وہ نونہال
بڑھے ابر ہی ابر میں جوں ہلال

لگا پھرنے وہ سرو جب پاؤں پاؤں
کئے بردے آزاد تب اس کے ناؤں

پلا جب وہ اس ناز و نعمت کے ساتھ
پدر اور مادر کی شفقت کے ساتھ

معلّم، اتالیق، منشی، ادیب
ہر اک فن کے استاد بیٹھے قریب

کیا قاعدے سے شروعِ کلام
پڑھانے لگے علم اس کو تمام

دیا تھا زبس حق نے ذہن رسا
کئی سال میں علم سب پڑھ گیا

معانی و منطق بیان و ادب
پڑھا اس نے معقول و منقول سب

لیا ہاتھ جب خامۂ مشک بار
لکھا نسخ و ریحان و خط غبار

شکستہ لکھا اور تعلیق جب
رہے دیکھ حیران اتالیق سب

کئی دن میں سیکھا یہ کسب تفنگ
کہ حیراں ہوئے دیکھ اہل فرنگ

سوا ان کمالوں کے کتنے کمال
مروّت کی خو آدمیت کی چال

رذالوں سے نفروں سے نفرت اسے
سدا قابلوں ہی سے صحبت اُسے

گیا نام پر اپنے وہ دلپذیر
ہر اک فن میں سچ مچ ہوا بے نظیر

یاد کرو تلفّظ اور معنی

گِیتی	مَنَال	تَوَلُّد	اِزْدِحام	نُفَرا
گیتی پناہ	باج	خَلَف	بُردہ	ہِلال
حَشمَت	مَزرَع	خِراج	تُفنگ	اَتالِیق

(۴۲) بادِ مُراد — از مولّف

کرے باد مراد! آہنگ آفاق
جہازِ سُست رَو ہیں تیرے مشتاق

پھریرے کو اڑا کس بادباں کو
کہ دیکھیں ساحل ہندوستان کو

خلیج و آبنائے و بحر و ساحل
ترے دیکھے پڑے ہیں سب مراحل

مقام استوا سے تا بہ قطبین!
تجھے جنبش نہیں دیتی کبھی چین

بہت کھوندے ہیں کوہ و دشت تو نے
کیا بحرین کا گلگشت تو نے

محیطِ ارض ہے تو اے سبک پا
تری موجیں رواں ہیں مثلِ دریا

رواں ہے تیری موجوں میں ہر آواز
توہی کانوں میں ہے ہنگامہ پرداز

نہ پہنچے تو اگر تا پردۂ گوش
سب آوازیں رہیں پردہ میں روپوش

ہمیں تیری ضرورت ہے بہر طور
نہیں ایسی ضروری شے کوئی اور

اگر اک لمحہ گزرے ہم پہ تجھ بن
تو ہو جائے تنفس غیر ممکن

توہی ہے اے نسیم صبح گاہی
مثالِ رحمتِ عامِ الٰہی

جہاں میں ہیں ترے الطاف حاوی
امیروں اور غریبوں پر مساوی

اگر تو خشمگیں اے تند خو ہو
تہ و بالا جہازِ جنگ جو ہو

کبھی دریا میں لے جائے بہا کر
کبھی ساحل پہ دے پٹکے اٹھا کر

اڑاتی ہے اسے تو راہ بے راہ
جہاز آگے ترے مثلِ پرِ کاہ

معاذ اللہ! ترا طوفاں غضب ہے
تری تیزی نشانِ قہرِ رب ہے

اجاڑا تو نے گلزار و چمن کو
ہلا ڈالا ہے جنگل اور بن کو

یہ چھیڑا لَے میں کیسا راگ تو نے
نیستاں میں لگا دی آگ تو نے

خوشامد تیری خصلت میں نہیں ہے
تری تیزی برابر ہر کہیں ہے

اجاڑا گر کسی مفلس کا چھپر
اکھاڑا خیمہ و خرگاہِ لشکر

نہ در گذرے غریبوں کے مکاں سے
نہ جھجکے طرۂ تاجِ شہاں سے

نہیں کچھ تجھ کو خوفِ شانِ سلطاں
اڑایا پردۂ ایوانِ سلطاں

غرض دلچسپ تیری ہر ادا ہے
تری شوخی و چالاکی بجا ہے

یاد کرو تلفظ اور معنی

آہنگ — قُطبَین — بَحرَین — تَنَفُّس — مَعَاذَ اللہ

آفاقُ مَراحِلُ گُلگشتُ پیرِگاہ طُرّہ

(۴۳) راستُ گوئی

مولانا خواجہ حالی

اے راست گوئی کیا قہر ہے تو
یاروں کو کرتی اغیار تو ہے
رشتے ہزاروں تو نے تڑائے
تو نے صلے بیں بخشے ہیں اکثر
خونخوار لشکر ہیں ساتھ تیرے
تیری جلو میں رسوائیاں ہیں
تو آشتی کی رہتی ہے دشمن
قطع و برش ہے تاثیر تیری
ہوتی ہے جس جا تو جلوہ گستر
پڑتی ہے ہل چل ہر مرحلے میں
اے راست گوئی! اے تیغ بُرّاں
سب وحشت آگیں مضموں ہیں تیرے
گن تیرے جن پر ظاہر ہوئے ہیں
امڈا جہاں سے سیلاب تیرا
اٹھتی ہیں دل سے جب تیری موجیں
عظمت جہاں ہے تیری سمائی
شاہوں سے گردن جھکتی نہیں واں

اے حق کی تلخی کیا زہر ہے تو
چلواتی گھر گھر تلوار تو ہے
باپوں سے بیٹے تو نے چھڑائے
سولی کے اور رنگ کانٹوں کے افسر
رنگیں لہو سے ہیں ہاتھ تیرے
سنگت میں تیری تنہائیاں ہیں
تو مصلحت سے رکھتی ہے اَن بَن
رہتی ہے ننگی شمشیر تیری
دفتر بہت سے ہوتے ہیں ابتر
آتی ہے دنیا اک زلزلے میں
تیرا مخالف کیوں ہو نہ دوراں
نِت مصلحت پر شبخوں ہیں تیرے
وہ تیری دھن میں آخر موے ہیں
کشتی وہاں پھر ٹھیری نہ بیڑا
ہوتی ہیں نازل واں حق کی فوجیں
پربت وہاں ہے نظروں میں رائی
طوفاں میں کشتی رکتی نہیں واں

اے راست گوئی تو وہ ہے افسوں
تلخی میں تیری طرفہ مزا ہے
تو نے جہاں دی آواز جاکر
ہوتی ہے دھیمی پرواز تیری
پھر دوڑتی ہے یوں مرد وزن میں
آہٹ سے تیری کرتے ہیں جو رم
جُوں جُوں وہ زد سے کرتے ہیں دوری
جاتا ہے آہو جب چوٹ کھاکر
تجھ سے بھی جو ہیں وحشی بدکتے
گو حق کی تلخی پائے ہوئے ہیں
بھاگے ہیں کھاکر زخم نہاں وہ
دل دوز ہیں سب تیری ادائیں
زہر ہلاہل برسوں پہ سیئیں جب
دیتی ہے اوّل تو زخم کاری
کل ہے مسرّت ہے آج غم تو
ہوتی ہے سچ سے جب سب کو نفرت
جس جا تعصّب ہے عین ایماں
رسم سلف پہ مرتے جہاں ہیں
جس ملک میں ہے جاری غلامی
غُل بھیڑیوں کا پڑتا جہاں ہے
زہر اُس عسل کو ہے تو بناتی

منکر بھی دل سے ہیں جس پہ مفتوں
ہر دل میں چبھتی تیری ادا ہے
لاکھوں سر اُٹھے تیری صدا پر
بڑھتی ہے کم کر آواز تیری
جس طرح آتش لگتی ہے بن میں
ہیں گدگداتے دل ان کے ہر دم
ضرب ان پہ تیری پڑتی ہے پوری
گرتا ہے آخر کچھ دور جاکر
پھر پھر کے تجھ کو جاتے ہیں تکتے
پر چوٹ دل پر کھائے ہوئے ہیں
جائیں گے بچ کر تجھ سے کہاں وہ
کڑوی ہیں ساری تیری دوائیں
بیمار تیرے پائیں شفا تب
مرہم کی آخر آتی ہے باری
دیتی ہے امرت کہتی ہے سم تو
تو جھوٹ پروان کرتی ہے لعنت
انصاف کا غل کرتی ہے تو واں
رسموں پہ چلتے تیرے وہاں ہیں
ہوتی ہے واں تو بردوں کی حامی
تو بکریوں کا واں پاسباں ہے
جس میں حلاوت ہے سب کو آتی

جس سرزمیں میں پانی ہے عنقا
تو چھیڑتی ہے واں ذکرِ دریا

سانپوں کو خطرہ پاتی جہاں ہے
اندھوں کے آگے کرتی فغاں ہے

طوفاں کی آہٹ پہلے سے پاکر
بیڑوں میں چرچا کرتی ہے جاکر

بُلبل ہے گل پر جب چہچہاتی
اس دم خزاں سے تو ہے ڈراتی

پاتی ہے گھر میں جب کچھ دھواں تو
آگ آگ کا غل کرتی ہے واں تو

جب دیکھتی ہے تو میں بگڑتی
ہے آگ میں تو قوموں کے پڑتی

کرتی ہے ظاہر ان کی خطائیں
دیتی ہے ان کو پیچیدہ راہیں

گر منعموں پر ہے تو برستی
گر جھاڑتی ہے مفلس کی مستی

دیتی ہے طعنے بے غیرتوں کو
کرتی ہے رسوا بے عزتوں کو

للکارتی ہے تو کاہلوں کو!
پھٹکارتی ہے تو جاہلوں کو

جھڑکی ہے تیری عادت میں داخل
ترشی ہے تیری طینت میں داخل

بگڑے ہیں تجھ سے دل بے نہایت
لاکھوں نے کی ہے تیری شکایت

یاں نام تیرا جس نے لیا ہے
عالم کو اپنا دشمن کیا ہے

پہنچایا جس نے پیغام تیرا
جمہور میں وہ بدنام ٹھہرا

اے کلمۂ حق! تیری بدولت
مردوں پہ گزری کیا کیا مصیبت

ٹھہرے جہاں میں بیگانے سب سے
تجھ پر ہوئے وہ دیوانے جب سے

دنیا نے ان پر گو ظلم توڑا
دامن انھوں نے تیرا نہ چھوڑا

ہے تلخ و شیریں ہر بات تیری
سننے میں کڑوی کہنے میں میٹھی

کانوں کو تو ہے گو ناگوارا!
منہ سے نکلنا تیرا ہے پیارا

جو حرف حق سے بھاگے بگڑ کر
حق ان کو لایا گردن پکڑ کر

حق کے سبب آخر طالب ہوے ہیں
تب حق کے دعوے غالب ہوئے ہیں

ہوتا نہ ہرگز جگ میں اجالا — حق کا نہ ہوتا گر بول بالا
اے راست گوئی! اے ابرِ رحمت — ہے اس چمن میں سب تیری برکت
گر تو نہ ہوتی یاں سایہ افگن — برباد ہوتا کب کا یہ گلشن
عالم ہے سرسبز تیرے قدم سے — آباد یہ گھر ہے تیرے دم سے
باغِ جہاں کو چھانٹا ہے تو نے — اکثر خزاں کو ڈانٹا ہے تو نے
تو بیکسوں کی یاور رہی ہے — تو گمرہوں کی رہبر رہی ہے
جن بستیوں میں تو چھائی — کھیتی انھیں کی یاں لہلہائی
بند اپنی جس جا تو نے زباں کی — نکبت نے منزل آ کر وہاں کی
ہوتے رہے ہیں سب ملک و ملت — سرسبز تجھ سے نوبت بہ نوبت
مشرق میں جب تھی تیری حکومت — چھائی ہوئی تھی مغرب میں ظلمت
جب دور تیرا مغرب میں آیا — مغرب کو تو نے مشرق بنایا
کھلتے رہے ہیں گل تیرے ہر سو — مہکی ہے اکثر یاں تیری خوشبو
گو تجھ میں تلخی حد سے سوا ہے — پر تیری دارو صحت فزا ہے
گو علم کی تو ہے زندگانی — پر جہل تیرا دشمن ہے جانی
جاہل ہمیشہ تجھ سے لڑے ہیں — ناداں ہزاروں تجھ سے اَڑے ہیں
لاکھوں بلائیں آئی ہیں تجھ پر — اکثر گھٹائیں چھائی ہیں تجھ پر
ملکوں نے تجھ پر حملے کئے ہیں — قوموں نے تجھ سے بدلے لئے ہیں
اے کلمۂ حق! اے سرِّ یزداں — جس وقت ہو تو، پردہ سے عریاں
ہوں تیرے جس دم انصار تھوڑے — دشمن بہت ہوں اور یار تھوڑے

عالم ہو تیرا جب ناشناسا
حالیؔ کو رکھیو اپنا شناسا

یاد کرو تلفظ اور معنی

اَغیار	جلوہ گُستر	مفتوں	سَلَف	نکبت
صِلہ	وحشت انگیں	رَم	عَسَل	یزداں
جلو	سنجوں	دِل دُوز	طِینت	عُریاں
آشتی	افسوں	زہرِ ہلاہل	جمہور	انصار

(۴۴) حواس خمسہ

۱۔ حواس کے وسیلے سے حیوانات کو اپنے جسم کی حالت اور خارجی اشیار کی موجودگی کا علم حاصل ہوتا ہے۔ لیکن تمام حیوانات میں یکساں تعداد حواس کی نہیں پائی جاتی۔ جن کے جسم کی ساخت سادہ اور اعضا کم ہیں۔ ان میں حواس بھی کم ہیں۔ چنانچہ بعض کیڑوں کو قوت باصرہ اور شامہ کا حصّہ نہیں ملا۔ لیکن جن حیوانات کے جثہ کی بناوٹ زیادہ پیچدار ہے ان کے بدن میں مختلف قسم کے اعضار موجود ہیں ان کو قدرت نے حواس بھی زیادہ عطا فرمائے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ تعداد حواس کی پانچ ہیں۔ یعنی شامہ، باصرہ، سامعہ، لامسہ، ذائقہ اور یہ کامل تعداد نوعِ انسان میں پائی جاتی ہے۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

شامّہ باصِرہ سامِعہ لامِسہ ذائقہ

(۴۵) قوّت شامّہ

۱۔ شامّہ کا آلہ بینی ہے۔ مگر جوفِ بینی کے بالائی حصّہ میں یہ قوت محدود

ہے۔ جب بو دار اشیاء کے باریک ذرّے ناک کے اندر داخل ہوکر اعصاب پر ایک خاص اثر پیدا کرتے ہیں تو اس کی خبر دماغ کو پہنچتی ہے۔ اور وہ خوشبو اور بدبو کو محسوس کرتا ہے۔ کوئی بدبو دار شے جو ہماری نظر سے پوشیدہ ہو۔ اس کے وجود کا علم اور اس کی یہ صفت کہ خوشبو ہے یا بدبو اسی قوت کے ذریعہ سے ہم کو معلوم ہوتی ہے۔

۲۔ ناک کا موقع منہ کے متصل ہے اس لئے جو آب و طعام منہ کی راہ سے حلق میں اور حلق سے شکم میں داخل ہوتا ہے۔ اس کی بو کی جانچ بہت آسانی سے بلا تکلف ہوجاتی ہے اگر ان دونوں میں زیادہ فصل ہوتا تو بڑی دقت پیش آتی۔

۳۔ ہمارے واسطے نہایت ضروری چیز ہوا ہے۔ جس کے بغیر ہم ایک دم بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔ مگر اس میں نہ کوئی مزہ ہے کہ قوت ذائقہ اس کے نیک و بد کو پرکھ لے نہ کوئی رنگ ہے کہ قوتِ باصرہ اس کے حسن و قبح کو محسوس کرلے۔ صرف قوت شامہ ہی اس کی برائی بھلائی کا ادراک کراتی ہے۔ اسی حکمت سے قدرت کاملہ نے ہوا کے آمد و شد کا رستہ حلق اور ناک کو بنایا ہے۔

۴۔ یہ ہی قوت ہم کو گل و ثمر اور مشک و عنبر کی خوشبو سے فیضیاب کرتی اور دل و دماغ کو راحت پہنچاتی ہے۔ یہ ہی قوت ہم کو بَول و بَراز اور تمام بدبو دار اشیا کی مضرت سے محفوظ رہنے کا موقع دیتی ہے جب کسی وجہ سے یہ قوت زائل ہوجاتی ہے تو بو کے لحاظ سے مشک اور لہسن میں کچھ تمیز نہیں ہوتی زکام کی حالت میں جب کہ ناک کے بالائی حصّہ میں بلغم اور رطوبت بھر جاتی ہے۔ اور ہوا کا گزر وہاں تک نہیں ہوتا تو بُو کی تمیز دشوار ہوجاتی ہے۔

یاد کرو تلفظ اور معنیٰ

آلہ طَعام اَعصَاب عَنبَر بَول
جَوف فصل قبح اِدراک بَراز

(۴۶) قوّتِ باصِرہ

۱۔ باصرہ کا آلہ آنکھ ہے۔ جب آنکھ کے اندرونی پردہ میں روشنی کی شعاع پہنچتی ہے۔ تو وہ عَصَب میں ایک تحریک پیدا کرتی ہے۔ جب وہ تحریک دماغ میں داخل ہوتی ہے تو دماغ روشنی کو محسوس کرتا ہے۔

۲۔ روشنی کا اثر آنکھ کے پردے میں سے فوراً محو نہیں ہو جاتا۔ بلکہ ایک سکنڈ کے آٹھویں حصہ تک قائم رہتا ہے۔ چنانچہ بجلی چمک کر فوراً غائب ہو جاتی ہے۔ مگر اس کی روشنی کا اثر ہماری آنکھ کے اندر تھوڑی دیر تک باقی رہتا ہے اور ہم اس کو محسوس کرتے ہیں۔

۳۔ اگر تم ایسی لکڑی کو گھماؤ جس کے دونوں سرے مشتعل ہوں تو بالضرور تم کو شعلہ کا ایک چکر نظر آئے گا۔ سبب یہ ہے کہ اوّل نقطے سے جو روشنی آنکھ میں پڑی وہ ہنوز باقی ہے کہ دوسرے نقطے سے پہنچی یہاں تک کہ آنکھ میں شعاعوں کا ایک دائرہ بن گیا۔ اسی قاعدے کے مطابق ہم کو آسمان میں تارے بکثرت نظر آیا کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ تعداد میں اتنے کثیر نہیں ہیں اسی طرح قندیل کے اندر چند تصویریں جبکہ تیزی کے ساتھ گردش کرتی ہیں تو اس کی تعداد ہم کو اصل تعداد سے بہت زیادہ معلوم ہوا کرتی ہے

۴۔ آنکھ میں ایک یہ بھی خاصیت ہے کہ جب ہم تیز روشنی کو تھوڑی دیر تک دیکھ کر دھیمی روشنی پر نظر ڈالتے ہیں تو عَصَب بصارت میں مطلق تحریک

پیدا نہیں ہوتی اس لئے ہمارا دماغ اس دھیمی روشنی کو محسوس نہیں کرتا اگرچہ روشنی موجود ہوتی ہے لیکن ہم کو محض تاریکی معلوم ہوتی ہے۔

۵۔ جب کسی چیز سے شعاعیں منعکس ہو کر ہماری آنکھ کے اندر پہنچتی ہیں تو اس شے کی تصویر فوراً تیار ہو جاتی ہے اور دماغ اصل شے کے رنگ شکل موقع اور جہت کو معلوم کر لیتا ہے۔

۶۔ رنگ کا ادراک بغیر آنکھ کے کسی طرح ممکن نہیں۔ البتہ شکل و صورت کا علم حِس لامسہ کے وسیلے سے بھی ہو سکتا ہے مگر صرف انہیں اشیا کی صورت کا جن تک ہاتھ کی رسائی ممکن ہے چنانچہ ایک بے بصر آدمی گیند، گلاس، صندوق اور چارپائی کی شکل کو ٹٹول کر پہچان لیتا ہے۔ مگر ایک بڑی جماعت یا قلعہ یا شمس و قمر کو وہ بیچارہ کہاں معلوم کر سکتا ہے۔

۷۔ یہ عظمت و قدرت تو خداوند تعالیٰ نے قوت باصرہ ہی کو عطا فرمائی ہے کہ وہ آن کی آن میں آسمان، ستارے، پہاڑ، میدان، دریا، سمندر، ابر، دھوپ اور چاندنی کے وجود سے ہم کو اطلاع دیتی ہے۔ اگر انسان کو یہ عجیب و غریب قوت عطا نہ ہوتی تو وہ اس قدرتی کتاب یعنی مظاہرۂ عالم کے مطالعہ سے بالکل محروم رہتا اور اس کی معلومات کا دائرہ نہایت تنگ و محدود ہو جاتا۔ غرض جو علم ہم کو قوتِ باصرہ کی مدد سے حاصل ہوتا ہے وہ بہ نسبت دوسرے حواس کے زیادہ وسیع و مفید اور قابلِ یقین ہوتا ہے۔

یاد کرو تلفّظ اور معنیٰ

عَصَبْ	مُشْتَعِلْ	مُنْعَکِسْ	ظَاہِرْ	قَمَرْ
مَحْوْ	بَصَارَتْ	بے بَصَرْ	شَمْسْ	وَسِیْعْ

(۷۴) قوّتِ سامِعہ

۱۔ سماعت کا آلہ کان ہے۔ جس کے تین حِصّے ہیں۔ بیرونی حِصّہ ہوا کی امواج کو جمع کر کے درمیانی حِصّے میں پہنچاتا ہے وہاں پہونچ کر امواج ہوا میں تیزی پیدا ہوتی ہے۔ پھر تیسرے حِصّے میں عصب سمع کو تحریک ہوتی ہے پھر وہ تحریک دماغ میں داخل ہو کر آواز کی کیفیت سے اطلاع دیتی ہے پہلے اور دوسرے حصّے کے درمیان میں ایک طنبور جھلی کا بنا ہوا ہے جس پر اوّل صدمہ ہوا کی موج کا پڑتا ہے۔ جو چند وسیلوں سے دماغ تک جا پہنچتا ہے۔

۲۔ آواز ایک حرکت ہے جو ہوا کے ذروں میں تلاطم پیدا کرتی ہے۔ اسی واسطے قدرت نے ہوا کو ایسا لطیف بنایا ہے کہ ایک ادنیٰ صدمہ کے اثر سے اس میں ہل چل پڑ جائے، اگر یہ وصف ہوا میں نہ ہوتا تو آواز پیدا ہی نہ ہوتی اور ہم صوت و صدا کی حِس سے بے بہرہ رہتے۔

۳۔ آواز کو سُنکر ہم اکثر شناخت کر لیتے ہیں کہ وہ کس شخص یا کِس چیز کی ہے۔ اور اس کی سمت بھی دریافت کر لیتے ہیں لیکن یہ قوت سامعہ کا کام نہیں بلکہ اس تجربہ پر موقوف ہے جو ہم کو سماعت کے بعد حاصل ہوتا ہے ہم کو بار بار کے تجربہ سے اٹکل ہو جاتی ہے کہ فلاں شخص یا چیز کی آواز کا یہ انداز ہے اس قیاس پر آواز سے صاحب آواز کو پہچان لیتے ہیں اور جب دو آوازوں میں نہایت مشابہت ہوتی ہے تو ہمارا قیاس غلطی کر جاتا ہے۔ مثلاً بعض آدمی اصوات حیوانات کی ایسی نقل کرتے ہیں کہ سامعین کو اصل و نقل میں ذرا تمیز نہیں ہوتی اسی طرح سمت آواز کی شناخت بھی تجربہ پر منحصر ہے۔ اور اس میں بھی مغالطہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ صدائے زلزلہ زمین بہت کم تشخیص

میں آتی ہے۔ اکثر اختلاف رہتا ہے۔ کوئی شخص شمال سے جنوب کو معلوم کرتا ہے اور کوئی مشرق سے مغرب کو۔ الغرض صاحب آواز اور سمت آواز کا ادراک قدرتی نہیں ہے۔

۴۔ آواز کے متعلق ایک حیرت افزا بات یہ ہے کہ جس طرح انسانوں کے شباہت و بشرہ میں باہم اختلاف ہے اسی طرح ایک دوسرے کی آواز بھی ضعف و قوت اور لہجہ کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے۔ اس میں خداوندِ عالم کی یہ حکمت ظاہر ہوتی ہے کہ انسان کو انسان کی شناخت میں آسانی ہو۔

۵۔ زبان سے مختلف آوازوں کے پیدا کرنے کی قابلیت اگرچہ بعض حیوانات میں بھی ہے۔ مثلاً طوطے مینا میں۔ لیکن نوعِ انسان میں سب سے زیادہ ہے اور اسی قابلیت کی وجہ سے انسان نے اصواتِ مختلفہ کو اپنے خیالات کا قائم مقام بنایا اور ناطق کہلایا۔ نطق بڑی نعمت ہے۔ اسی کی بدولت اپنے باریک سے باریک خیالات اور اکثر کیفیتیں جو اس کے دل میں گزرتی ہیں۔ ایک دوسرے کو سمجھا دیتا ہے اور یہ ہی بڑا وسیلہ اس کے علم و کمال کی ترقی کا ہے۔

تلاطُم	تشخیص	سَمَعْ	لہجہ (یا ذکر و تلفظ اور معنی)	مُغالطہ
اَصْوات	بشرہ	سَماعت	نُطق	شَباہت

(۴۸) قوّتِ ذائقہ

۱۔ ذائقہ کا آلہ زبان ہے اور زبان کا تعلق معدہ سے ہے بلکہ زبان درحقیقت اس کا ابتدائی حصہ ہے۔ جو غذا معدہ میں جاتی ہے اوّل زبان اس کا مزہ چکھ لیتی ہے اور جو مزہ پاتی ہے۔ تلخ، شیریں، ترش، شور، تیز و تند

وغیرہ اس کی اطلاع بذریعہ اعصاب دماغ کو پہنچاتی ہے۔

۲۔ جب چیز کے ذائقہ کا ادراک ہوجاتا ہے۔ تو عقل اس امر کا فیصلہ کرتی ہے کہ وہ شے کھانے کے قابل ہے یا نہیں لیکن غذا کی خوبی محض مزہ پر موقوف نہیں بلکہ اس کی بو بھی خوش آیند اور موافق طبع ہونی چاہیئے۔ کیونکہ بد ذائقہ اور بدبو اشیاء کو معدہ قبول نہیں کرتا اسی حکمت سے صانع مطلق نے ذائقہ اور شامّہ کا موضع قریب قریب تجویز کیا ہے کہ شامّہ ذائقہ کی امداد بآسانی کر سکے بلکہ غذا کا حسن و قبح اس کے رنگ سے بھی متعلق ہے۔ اس لئے سب سے پہلے قوتِ باصرہ اس کا امتحان کر لیتی ہے۔ مثلاً پانی میلا یا مکدر ہو۔ تو بغیر چکھے اور سونگھے عقل اس کے ناقابل ہونے کا حکم لگا دیتی ہے۔

یاد کرو تلفظ اور معنیٰ

صَانِع مَوضَعْ مِعْدَہ مُکَدَّرْ خُوشْ آیِنْد

(۴۹) قوّت لامِسَہ

۱۔ دیگر قویٰ کے لئے تو آلات معین ہیں۔ مگر لامسہ کے لئے کوئی عضو مخصوص نہیں بلکہ تمام جلد بدن کم و بیش اس قوت سے بہرہ یاب ہے۔ کفِ پا سے لے کر فرقِ سَر تک کسی موضع پر کوئی اذیّت یا نا ملائم کیفیت پیش آتی ہے تو فوراً اس کی اطلاع دماغ کو پہنچتی ہے اور عقل اس کی تدبیر کرتی ہے۔ پس حکیم مطلق نے اس قوت کو جسم کی حفاظت کا وسیلہ بنایا ہے۔ لیکن کسی شے کے لمس کی ضرورت ہوتی ہے تو بیشتر ہم اپنے کفِ دست سے کام لیتے ہیں۔

۲۔ برخلاف اور قویٰ کے یہ قوت مرکب ہے اور اسی واسطے لامسہ سے

سے متعدد کیفیتوں کا ادراک ہوتا ہے۔ چنانچہ اشیاء کی سختی و نرمی حرارت و برودت ہمواری ناہمواری کو یہ قوت محسوس کرتی ہے۔ اگر قوت لمس نہ ہوتی تو ہم آگ اور برف میں بجز رنگ و شکل کے کچھ فرق نہ کر سکتے۔

۳۔ بعض کیفیات کا ادراک لامسہ اور باصرہ کے درمیان مشترک ہے۔ مثلاً ابعاد ثلاثہ یا شکل کا حس دونوں سے ممکن ہے اگرچہ لامسہ کے فعل میں بہ نسبت باصرہ کے وقت زیادہ صرف ہوتا ہے لیکن اس نقصان کا معاوضہ ہم کو اس طرح مل جاتا ہے کہ لامسہ کی تحقیق زیادہ معتبر ہوتی ہے۔ چنانچہ طول و عرض اور حرکت و سکون کے ادراک میں آنکھ غلطی بھی کرتی ہے۔ مگر ہاتھ سے چھو کر معلوم کر لو تو پھر مغالطہ کی گنجایش نہیں رہتی۔

۴۔ جن کی قوت بینائی مفقود ہو جاتی ہے۔ وہ اکثر کاموں میں آنکھ کا قائم مقام ہاتھ کو بنا لیتے ہیں۔ مہذب ملکوں میں اندھوں کی بھی تعلیم ہوتی ہے۔ ان کے واسطے ابھرے ہوئے حروف کی کتابیں چھاپی گئی ہیں۔ جن کو ہاتھ سے ٹٹول کر وہ اسی طرح پڑھتے ہیں۔ جس طرح تم قوتِ باصرہ کے عمل سے پڑھتے ہو۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

بَہرہ یَاب	کَفِ دَسْت	لَمْس	مُتَعَدِّد	اَبْعَادِ ثَلَاثَہ
کَفِ پَا	فَرْق	بُرُوْدَت	مُعَاوِضَہ	مَفْقُوْد

(۵۰)	**اونٹ**	از مؤلف

اونٹ تو ہے بس حلیم و خوش خصال	تربیت میں چھوٹے بچوں کی مثال
تیری پیدائش رفاہِ عام ہے	آدمی کے واسطے آرام ہے
کھانا کپڑا تجھ سے پاتے ہیں بشر	تو نے دی ہے انکو روزی قرضن پر

لق و دق صحرا میں یا میدان میں — اور عرب کے گرم ریگستان میں
نے چٹانیں سایہ افگن ہیں جہاں — اور نہ آبِ سرد کے دریا رواں
اور ہوائے گرم کو جنبش نہیں — بالِ مرغانِ خوش الحاں سے کہیں
تو وہاں کے مرحلے کرتا ہے طے — دن بہ دن اور ہفتہ پے بہ پے
قیمتی اشیا ہیں تیری پشت پر — تاجروں کا ریشم اور شاہوں کا زر
تودہ تودہ تیرے اوپر لد رہا — ہے بھرا گویا جہازِ پُر بہا
جبکہ ہفتے چند جاتے ہیں گذر — اور تھکا دیتا ہے راکب کو سفر
اونٹ گھبراتا نہیں تو بار سے — دیکھتا ہے اس کی جانب پیار سے
گویا کہتا ہے کہ اے میرے سوار — ایک دن تو اور بھی ہمت نہ ہار
راہ میں کم ہمتی سے مت پھسل — صاف سرچشمہ ہے آگے بڑھ کے چل
مجھ کو آتی ہے ہوا سے بوئے آب — ناامیدی سے نہ کر تو اضطراب
اونٹ تو کرتا ہے اس کی رہبری — یوں بنا دیتا ہے راکب کو جری
آخرش منزل پہ پہنچاتا ہے تو — اور سوکھے خار و خس کھاتا ہے تو
صبر سے کرتا ہے طے راہِ دراز — سچ کہا ہے "تو ہے خشکی کا جہاز"
الغرض تو ہے حلیم و خوش خصال — تربیت میں چھوٹے بچوں کی مثال

یاد کرو تلفظ اور معنیٰ

حَلِیْمٌ مَرْحَلَہٗ اِلْحَانٌ رَاکِبٌ خِصَالٌ لَقٌّ وَدَقٌّ بَہَا جَرِیٌ

(۵۱) عقل

۱۔ جو قوتیں خالقِ عالم نے ہم کو عطا فرمائی ہیں ان میں عقل کا مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے۔ ہمارے جتنے کام ہیں وہ عقل ہی کی امداد سے پورے ہوتے ہیں جسم کی حفاظت

دل کی پاکیزگی عادتوں کی اصلاح، معاش کا انتظام، معاملات کی درستی ان میں سے ایک کام بھی بغیر عقل کی مدد کے نہیں چل سکتا۔ وہ پوشیدہ اسرار جو حواس کے ذریعہ سے ہم کو معلوم نہیں ہو سکتے۔ عقل ہی ان کو ہمارے دل پر منکشف کرتی ہے۔

۲۔ اگر انسان میں عقل کا نورانی جوہر نہ ہوتا تو وہ وحوش وطیور یا شجر و حجر کے مانند ایک ذلیل مخلوق ہوتا اس کو جو عظمت اور حکومت تمام مخلوقات پر حاصل ہے۔ وہ عقل ہی کی بدولت ہے۔ ہمارے حواس اکثر اوقات دھوکہ کھاتے اور ہم کو مغالطہ میں ڈال دیتے ہیں۔ کبھی بڑی چیز چھوٹی نظر آتی ہے۔ کبھی ساکن چیز متحرک اور متحرک ساکن معلوم ہوتی ہے۔ ان تمام غلطیوں کی اصلاح عقل ہی کی روشنی سے حاصل ہوتی ہے۔

۳۔ ہم کو جو علم حاصل ہوتا ہے۔ عقل ہی اس کی صحت کرتی ہے اور عقل ہی اس کو کام میں لانے کی راہ بتاتی ہے۔ بغیر عقل کی رہبری کے ہم اپنے علم سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔

۴۔ عقل ان کاموں میں بھی ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ جو اس زندگی میں ہمارے واسطے کار آمد ہیں۔ اور ان کاموں میں بھی ہم کو ہدایت کرتی ہے جو آنے والی حالت کے لئے ہم کو اختیار کرنے چاہئیں۔ خدائی حکموں کی تعمیل اس زمانے سے شروع ہوتی ہے جبکہ عقل کامل ہو جاتی ہے اور اس وقت تک جاری رہتی ہے جب تک کہ عقل سلامت ہے۔

تو فدا ہو عِلم پر اور عقل پر　　علم ہے بازوئے جاں اور عقل پر

عقل سے اور علم سے انساں ہے تو　　ورنہ ننگِ گلۂ حیواں ہے تو

یاد کرو تلفظ اور معنیٰ

مُنکَشِف　وُحُوش　طُیُور　حَجَر　نَنگ

(۵۲) حقوقِ والدین

۱۔ حقیقت میں خدا ہی سب کا خالق رازق اور حافظ و ناصر ہے۔ لیکن عالم اسباب میں اس نے والدین کو اولاد کی ہستی کا سبب اور ان کی پرورش کا واسطہ بنا دیا ہے اس حکیم مطلق نے ان کے دل میں ایک ایسا قوی جذبہ رکھ دیا ہے کہ اس خدمت کی بجا آوری میں ہمہ تن محو ہو جاتے ہیں۔ وہ جذبہ کیا ہے؟ وہ اس گہری محبت کا پرتو ہے۔ جو خالق کو اپنی مخلوق کے ساتھ ہے اسی پرتو کا اثر ہے کہ ماں باپ بچوں کے ساتھ ایسی محبّت کرتے ہیں کہ اپنی راحت پر اس کی آسائش کو ترجیح دیتے ہیں جب تک بچہ نشو و نما پا کر توانا تنومند ہوتا ہے اس وقت تک اس کے لئے سامان زندگی مہیّا کرتے ہیں۔

۲۔ ماں بچے کے لئے کیا کیا دکھ سہتی ہے۔ اپنے دل وجگر کا خون پلا کر پالتی ہے۔ باپ کس محنت سے اپنے گاڑھے پسینہ کی کمائی اس پر نثار کرتا ہے۔ اس کی تادیب و تربیت میں کوشش اور مال سے دریغ نہیں کرتا۔ اس کو اپنے آپ سے افضل بنانا چاہتا ہے۔ مال و دولت کو ذخیرہ کرتا ہے تاکہ اس کی وفات کے بعد اس کی آل و اولاد کے کام آئے۔ جب اجل کا خطرہ اس کے دل میں آتا ہے تو وہ اس خیال سے تسلّی پاتا ہے کہ میرا خلف میری موئی مٹی کی نشانی کہلائے گا۔ میں نہ ہوں گا اور وہ دنیا کو میری یاد دلائے گا۔ غرض والدین کا وجود وہ نعمت عظمیٰ ہے کہ جس کی برابری دنیا کی کوئی نعمت نہیں کر سکتی۔

۳۔ بس سعادت مند وہی فرزند ہیں جو اس نعمت کی قدر کرتے ہیں۔

دست و زبان سے جسم و جان سے دولت و مال سے والدین کے حقوقِ خدمت کو بجالاتے ہیں۔ ان کی خدمت گزاری اور فرمانبرداری کو جنابِ باری کی شکر گزاری جانتے ہیں۔ والدین کے ساتھ محبّت کرنا اوران کی تعظیم و تکریم بقدرِ امکان بجالانا حقیقت میں خدائی محبت کے آگے سر جھکانا ہے اسی واسطے کہا گیا ہے کہ ماں باپ کی اطاعت جہاں تک ممنوعات سے مبرّا ہو عین طاعت حق ہے۔

یاد کرو تلفّظ اور معنیٰ

نَشو	نَاصِر	جَذبَہ	عظمیٰ	مُبَرَّا
نُما	تَرجیح	تَنُومَند	بَارِی	

(۵۲) جامع مسجد دہلی
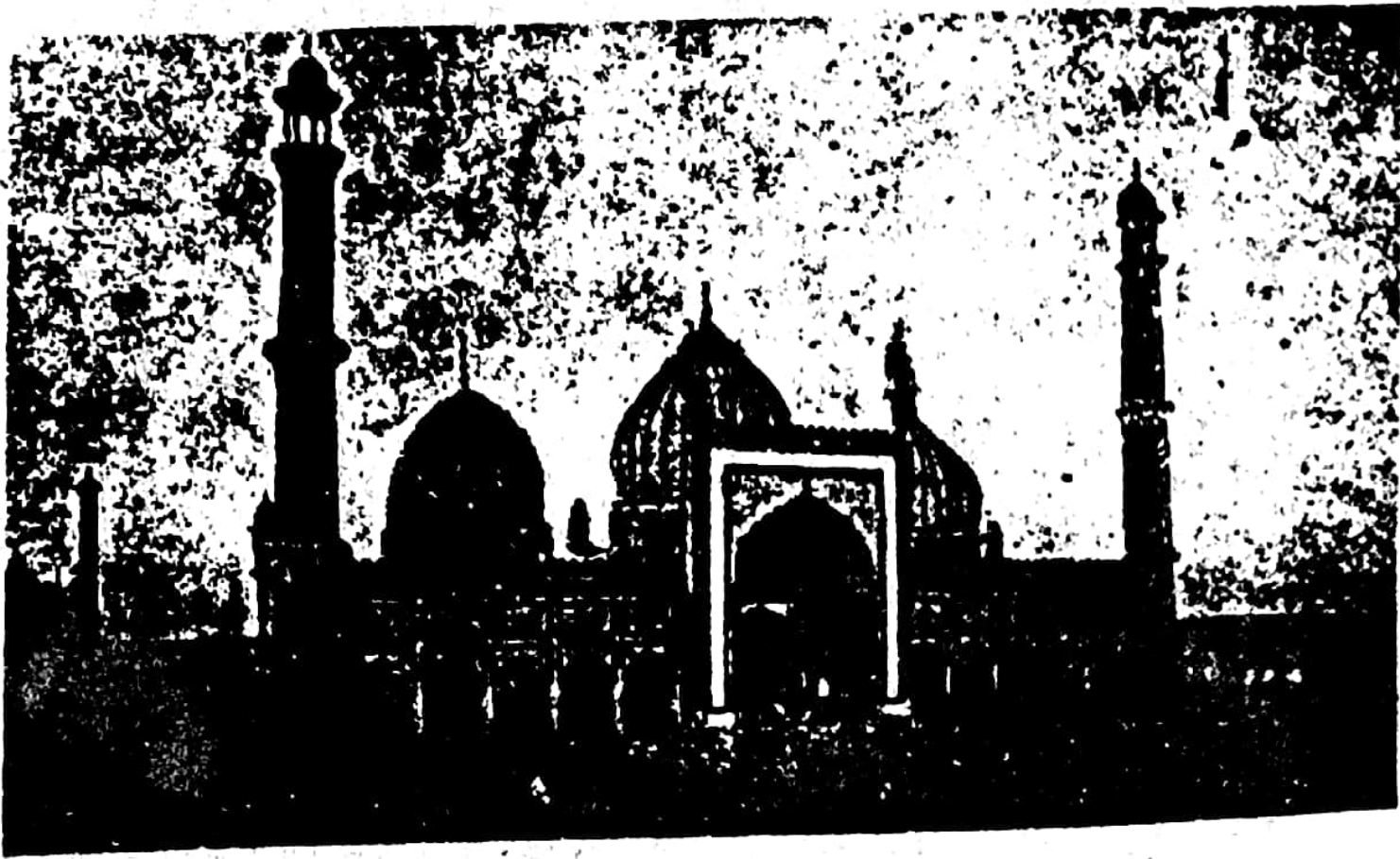
۱۔ دِلّی کی مسجد جامع ان بے نظیر عمارات میں سے ہے جن کا تذکرہ سیّاحانِ عالم نے خصوصیت کے ساتھ کیا ہے اگرچہ اس مسجد کے اندر روضۂ

تاج گنج کا سا باریک کام رنگارنگ بیل بوٹے اور بیش قیمت پتھروں کی پچی کاری نہیں ہے تاہم وہ فن عمارت کی تمام خوبیوں کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ زمانہ حال کے لائق انجینیروں نے بھی اس لاجواب عمارت کی نہایت تعریف وتوصیف کی ہے اور اس کے بنانے والوں کے کمال صنعت و مہارت کا اعتراف کیا ہے۔

۲۔ کہتے ہیں کہ اس مسجد کے بنانے والے دو بڑے مہندس اُستا حامد اور اُستا احمد تھے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ دونوں بھائی اپنے فن کے استادِ کامل تھے۔ لیکن جو خوشنمائی اور موزونی شاہجہانی عمارتوں میں پائی جاتی ہے اس کو دانشمند مورخوں نے خود شاہجہاں کے سلیقہ کی طرف منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ اس بادشاہ کو تعمیر عمارت کا صرف شوق ہی نہ تھا۔ بلکہ اس کا دماغ اس فن کے ساتھ ایک خاص مناسبت بھی رکھتا تھا چنانچہ جو عمارت اس کے حکم سے بنائی جاتی اوّل اس کا نقشہ خود اس کے ملاحظہ سے گزرتا اور وہ اپنی رائے سے مناسب ترمیم و اصلاح اس میں کرتا۔ یہ بادشاہ تعمیر عمارت کا محض حکم دینے والا ہی نہ تھا بلکہ اپنے زمانے کے معماروں کا رہنما بھی تھا۔

۳۔ الحاصل ۱۰ شوال سنہ ۱۰۶۰ ہجری کو ارک شاہجہانی سے ہزار گز کے فاصلے پر بجانب مغرب ایک پہاڑی ٹیلہ پر مسجد جامع کی بنیاد رکھی گئی اور اس کی تعمیر کا اہتمام اول سعد اللہ خاں وزیر کو سپرد ہوا پھر فاضل خانساماں کو۔ چھ سال کے عرصہ میں مسجد بن کر تیار ہوئی۔ پانچ ہزار راج مزدور اور سنگ تراش ہر روز کام کرتے رہے۔ دس لاکھ روپیہ تعمیر میں صرف ہوا۔

۴۔ تمام عمارت سنگ سرخ کی ہے۔ لیکن اندر کی جانب اجارہ تک

سنگ مرمر لگا ہے اور جا بجا سنگ موسیٰ کی پچی کاری کی ہوئی ہے۔ تین گنبد ہیں نوّے۹۰ گز کے طول اور تینس۳۳ گز کے عرض ہیں۔ صحن کی طرف گیارہ در ہیں بیچ کا در بہت بلند ہے ان دروں کے دونوں جانب دو مینار ہیں نہایت بلند اور بغایت خوشنما۔ ان کے اندر زینے بنے ہوئے ہیں میناروں پر چڑھنے سے تمام شہر کی سیر نظر آتی ہے۔

۵۔ صحن کے باقی تین اطراف میں بھی نہایت خوبصورت دالان اور حجرے بنے ہوئے ہیں۔ چار کونوں پر چار بُرج ہیں۔ بارہ دری کے بہت دلچسپ صحن کا عرض و طول ۱۳۶ گز ہے اور اس کے بیچ میں ایک سنگین حوض ہے جو ہر وقت پانی سے پُر رہتا ہے۔ مسجد کے اندر آنے جانے کے لئے تین عالیشان دروازے ہیں۔ جنوبی در کے روبرو ۳۳ سیڑھیوں کا زینہ ہے۔ شمالی در کے مقابل ۳۹ کا۔ شرقی دروازے کے سامنے ۳۵ کا ۞

یاد کرو تلفظ اور معنی

جَامِعْ	تَذْکِرَہْ	سَیَّاحْ	پَچّی کَارِی
اِعْتِرَافْ	تَرْمِیْمْ	اَرْکْ	اِجَارَہْ

(۵۴) خوابِ راحت — از مؤلّف

اے نیند! نمونۂ قیامت
تو آئی ہوئے حواس بیکار
جس وقت اتر گئی گھٹا سی
پھر چھوڑ گئی ہمیں جہاں میں

تو نے ہمیں آنکھ سے دکھایا
کیا جانئے تو نے کیا سونگھایا
آنکھوں کا چراغ ٹمٹمایا
پھر زیست کا ذائقہ چکھایا

پایا تو کہیں تجھے نہ دیکھا
دیکھا تو کہیں تجھے نہ پایا

ہے تیری عجیب حکمرانی
دنیا کی پلٹ گئی ہے کایا

رن میں فوجوں کو جا پچھاڑا
بن میں شیروں کو جا دبایا

دہقان کو کھیت میں کیا چت
گو کھیت کو گیدڑوں نے کھایا

ریوڑ کی خبر نہیں کہاں ہے
چرواہے کو گھاس پر لٹایا

لینے کو درخت پر بسیرا
چڑیوں نے پروں میں سر چھپایا

ڈھوروں نے بھی چھوڑ دی جگالی
چپ ہیں نہیں کان تک ہلایا

جب چور کی آنکھ میں سمائی
اس نے چوری سے جی چرایا

رہزن کی بھی راہ باٹ ماری
رہ گیر کو خوف سے بچایا

کھوئی ہوئی راہرو کی منزل
پھیلا کے جو پاؤں سنسنایا

ماؤں کو دیا ہے تو نے آرام
بچوں کو تھپک تھپک سلایا

روتے روتے جھپک گئی آنکھ
جھولے میں جھلا رہی ہے دایا

بیگم، ملکہ، غریب، بڑھیا
تیرا آنا سبھی کو بھایا

غم دور ہوا ٹکڑ گدا کا
جھولی ہے نہ جھونپڑی کا سایا

بیڑی سے رکا نہ ہتھکڑی سے
محبوس کو قید سے چھڑایا

شاہوں کی بھی کروفر مٹا دی
نے تاج نہ تخت نے رعایا

زرّین پردے نہ فرش مخمل
دیوان ہے گم سجا سجایا

جب سو گئے ہو گئے برابر
کب شاہ و گدا میں فرق پایا

جج کے بھی حواس ہیں معطل
فیصل ہوئے قصہ و قضایا

ٹھنڈا ہوا تاجروں کا بازار
سودے کا معاملہ چکایا

ہے نقد کہاں کدھر گئے نوٹ
ساہوکاروں کو کھکھ، بنایا

لالہ کو نہیں رہی ذرا سدھ ۔۔۔ کتنا ہے وصول کیا بقایا
لیکھا جو کھا ہوا برابر ۔۔۔ کیا ڈیوڑھا اور کیا سوایا
بنیوں کا الٹ دیا ہے پتر ۔۔۔ روکڑ ہے نہ جنس ہے نہ مایا
بیمار کی آنکھ لگ گئی ہے ۔۔۔ دُکھ درد کا کرب سب مٹایا
کچھ ہوش نہیں ہے ڈاکٹر کو ۔۔۔ پولٹس لگے زخم پر کہ پھایا
اوسان نہیں حکیم جی کو ۔۔۔ کیا نیند نے لخلخہ سونگھایا
تبرید پلایئے کہ مسہل ۔۔۔ سب بھول گئے کیا کرایا
تعریف نہ کر سکے مہندس ۔۔۔ کیا شکل ہے قائم الزوایا
جغرافیہ داں کی راہ گم ہے ۔۔۔ لنکا ہے کدھر۔ کدھر ملایا
کچھ یاد نہیں مورخوں کو ۔۔۔ کیا کیا بر روئے کار آیا
بھولا ہے کتاب طالب علم ۔۔۔ الٹا تو نے سبق پڑھایا
مطرب کی عجیب گت بنائی ۔۔۔ کھٹ راگ جہان کا بھلایا
عابد، زاہد، فقیر، جوگی ۔۔۔ صوفی کا بھی ہو گیا صفایا
چونکا نہیں قافلہ تری کا ۔۔۔ ہر چند جہاز ڈگمگایا
چیتے نہیں ریل کے مسافر ۔۔۔ انجن نے ہزار غل مچایا
باقی نہ رہا کوئی تردد ۔۔۔ جھگڑوں میں تھا جان کو کھپایا
سب مشغلے ہو گئے فراموش ۔۔۔ اپنا ہی رہا نہ کچھ پرایا
دنیا کی خبر نہ دین کا ہوش ۔۔۔ کیا ساغرِ بے خودی پلایا
تو نے کیا نیند کو مسلط ۔۔۔ قدرت ہے تری بڑی خدایا

یاد کرو تلفظ اور معنیٰ

رَہ زَن ۔ گَرّوفَر ۔ کَرب ۔ تبرِید ۔ مُطرِب

مُجُوس قَضَایَا لَخلَخہ قَائِمُ الزَّوَایَا مُسَلّط

(۵۵) حکومت

۱۔ دنیا کے بعض ملکوں کا حال اب تک ایسا ہے کہ قزّاقی اور رہزنی کی وجہ سے کسی شخص کو یہ امید نہیں کہ وہ بغیر اپنی قوت بازو کے قتل و غارت سے محفوظ رہ سکے گا۔ کاشتکار جس وقت کھیت میں تخم ریزی کرنے جاتا ہے تو ایک مددگار کو جو نیزہ و شمشیر سے مسلح ہو۔ اپنے ہمراہ لے جاتا ہے تاکہ اس کا بیج اور مویشی لٹ نہ جائے۔ ایسی حالت میں جو کام ایک شخص کر سکتا وہ دو کے ذریعہ سے پورا ہوتا ہے اور پیداوار دونوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔

۲۔ اسی طرح وحشی قوموں کا زیادہ وقت اپنی حفاظت یا دوسروں پر حملہ کرنے میں صرف ہوتا ہے۔ جن ملکوں میں داب حکومت نہیں ہے وہاں غارت گری کا بازار ہمیشہ گرم رہتا ہے۔ اکثر باشندے جوانی ہی میں مارے جاتے ہیں بہت کم ایسے ہیں جو سن رسیدہ ہو کر مرتے ہیں۔

۳۔ جو محنت ہر شخص اپنے جان و مال کی حفاظت کے لئے برداشت کرتا ہے۔ وہی محنت ایک خاندان بلکہ ایک بستی کے لئے کافی ہو سکتی ہے۔ اسی بنیاد پر حکومت قائم ہوئی ہے اور جب حکومت استحکام کے ساتھ قائم ہو جاتی ہے تو تھوڑے سے آدمی مسلح ہو کر لاکھوں کی پاسبانی اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے کر سکتے ہیں۔

۴۔ ملک کے انتظام اور امن و امان قائم رکھنے کے لئے جو کچھ خرچ پڑتا ہے وہ جملہ رعایا سے وصول کیا جاتا ہے اس کو ٹیکس یا خراج کہتے ہیں

پس رعایا کو لازم ہے کہ اپنی جان کی سلامتی اور مال کی حفاظت کا معاوضہ نہایت شکر گزاری کے ساتھ بلا عذر ادا کرے۔ بعض لوگ ایسے کج فہم ہیں کہ وہ سرکاری ٹیکس کو ایک جبر خیال کرتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ اگر نصف اوقات ان کی اپنی حفاظت میں صرف ہوتی تو بہ نسبت ٹیکس کے بہت زیادہ خرچ پڑتا اور جو امن و حفاظت حکومت کی بدولت حاصل ہے وہ ہرگز میسر نہ ہوتی۔

۵۔ اس میں شک نہیں کہ دنیا میں اکثر حکومتیں ایسی پائی جاتی ہیں کہ اہلِ حکومت اپنے عیش و کامرانی کے مقابلے میں رعایا کی مصیبتوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتے لیکن یہ برائی ان آفتوں کے مقابلہ میں محض ناچیز ہے جو حکومت کے نہ ہونے سے پیدا ہوتی ہیں۔ چنانچہ ایران و توران افغانستان کے باشندے باوجود جابرانہ حکومت کے ان وحشی ملکوں کے باشندوں سے بدرجہا بہتر ہیں۔ جہاں آئین حکومت نافذ ہی نہیں۔ اصل یہ ہے کہ حکومت کے ظلم و ستم کو تو انسان برداشت کر سکتا ہے۔ الا بے امن و بے سری حالت کا تحمل سخت دشوار ہے۔

۶۔ جب کہ بُری سے بری حکومت بھی عدم حکومت سے بہتر ہے تو ظاہر ہے کہ عمدہ حکومت کی برکتیں تو بے انتہا فائدوں پر مشتمل ہوں گی۔ دنیا میں عمدہ حکومتیں وہ شمار ہوتی ہیں جو برطانیہ عظمیٰ کے مثل و مانند ہیں۔

۷۔ عمدہ گورنمنٹ کا بڑا مقصد رعایا کی جان و مال کی حفاظت ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ تربیت عقلی، تہذیب، اخلاق، بیمار مسکینوں کا علاج، تندرست مسکینوں کی پرورش مگر یہ برکتیں سب کی متفقہ کوشش کے بدون بہت کم حاصل ہو سکتی ہیں۔

۸۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ جو محاصل ملک کا گورنمنٹ لیتی ہے وہ ملکی دولت میں سے کم ہو جاتا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ گورنمنٹ کا کام نفع پہونچانا نہیں ہے۔ بلکہ نقصان سے بچانا ہے۔ اگر یہ قول تسلیم کیا جائے تو بھی یہ خرچ کچھ بیجا نہیں ہے۔ کیونکہ مضرت سے بچنا بھی ہمارا ایک بڑا مقصد ہے چنانچہ دوا کو ہم خوشی یا ذائقہ کے واسطے نہیں خریدتے بلکہ دفع امراض کے لئے مول لیتے ہیں۔ مگر ہم کبھی یہ خیال نہیں کرتے کہ دوا میں جو خرچ ہوتا ہے وہ فضول ہے۔

یاد کرو تلفّظ اور معنیٰ

غَارَتْ	دَابْ	اِسْتِحکام	جَبرْ	عُظمیٰ
غَارَتگرِی	بَازار گرم رہنا	پَاسْبَانی	کَامْرَانی	مَحَاصِل
مُسلَّحْ	سِن رسِیدَہ	کَج فہم	نَافِذ	اَمْرَاضْ

(۵۶) ایک طلسم — از مثنوی گلزارِ نسیم

وہ بادشہِ حباب افسر
بے مہری چرخ سے ناگاہ
گرتے تو وہ پانی سر سے گزرا
آگے جو بڑھا جزیرہ دیکھا
جس پھل کو چھوا جو پھر کیا غور
جانا کہ طلسم کا ہے جنگل
اور آگے بڑھا وہ بحر اوہام

یعنی تاج الملوک مضطر
گرداب کے ہالہ کا ہوا ماہ
اُبھرا تو نہ کچھ نظر سے گزرا
اشجار کا واں ذخیرہ دیکھا
ہاتھ آیا نہ کچھ حُباب کے طور
ہے یاں کے درخت کا ہی پھل
ڈوبا خورشید ہو گئی شام

ڈر جانوروں کا جی میں بیٹھا
ایک نخل کہن پہ چڑھ کے بیٹھا

دو مرغ تھے بیٹھے اک شجر پر
مادہ لگی پوچھنے کہ "او نر"

میں تجربہ کر چکی جہاں کا
کھلتا نہیں کچھ طلسم یاں کا

مادہ سے یہ سن کے بول اٹھا نر
ہے طرفہ طلسم اس جگہ پر

وہ پیڑ جو حوض پر لگا ہے
طوبیٰ سے خواص میں سوا ہے

اک سانپ ہے واں پہ چوٹ کرتا
مارے سے نہیں کسی کے مرتا

لیکن جو یہ بندہ خدا جائے
تا حوض قدم قدم چلا جائے

ٹپکے گا خود اس کو دیکھ کر سانپ
منہ چادر آب میں یہ لے ڈھانپ

ابھرے گا لگا کے جب یہ غوطا
بن جائے گا آدمی سے طوطا

اندیشہ نہ اپنے دل میں لائے
اڑ کر یہ اسی شجر پہ جائے

سب خشک ہے ایک ہے ہری ڈال
دو رنگ کے پھل ہیں سبز اور لال

پہلے تو یہ لال پھل کو کھائے
انسان کا رنگ و روپ پائے

پھر توڑ لے اس کے سبز پھل کو
پھل کچھ اسے دے رہیگا کل کو

جس شخص کے پاس یہ ثمر ہو
ہتھیار نہ اس پہ کارگر ہو

لکڑی میں اثر یہ ہے کہ دشمن
بن جاتا ہے موم اگر ہو آہن

دو ہاتھوں میں لے جو کاندھوں پر سے
اڑتا پھرے جیسے مرغ پر سے

ٹوپی جو بنائے چھیل کر چھال
دکھلائی نہ دے نظر کی تمثال

پتے کی صفت بیاں کیا ہو
دم بھر میں بھرے جراحتوں کو

منہ میں رہے گوندا اس کا جب تک
لگتی نہیں بھوک پیاس تب تک

تھا ملہم غیب مرغ گویا
سنتے ہی ادھر چلا وہ جویا

کالے نے جہاں سے کی سیاہی
وہ حوض میں تھا مثال ماہی

طوطا بن کر شجر پہ آکر — پھل کھا کے بشر کا روپ پاکر
پتے، پھل، گوند، چھال لکڑی — اس پیڑ سے لے کے راہ پکڑی
ہاتھ آ جو گئی عصا کی تاثیر — پرّاں ہوا صورت عصافیر
دیکھا ناگاہ کوہِ اَلبُرز — اک دیو سیاہ تھا لئے گرز
ٹوپی وہ جو سر پہ چھال کی تھی — عریانی میں پردہ حال کی تھی
اس دیو کے آگے سے بڑھا وہ — سایہ سا پہاڑ پر چڑھا وہ
شہزادہ کہ لٹھ سے برق دم تھا — بادل سا ہوا کا ہم قدم تھا
دیکھا جو نہ دیو نے گزارا — پتھر اک اٹھا کے پھینک مارا
وہ سنگ گراں حربۂ غول — تاثیر سے پھل کی بن گیا پھول
لٹھ اس کا پڑا تو وہ ہوا چور — جس طرح عصا سے جامِ بلّور
غل کرکے زمیں پہ آگرا دیو — موجود ہوئے ہزارہا دیو
بادل کی طرح جو امڈے دشمن — لاٹھی سے ہوا وہ برق خرمن
موسیٰ کا عصا تھا لٹھ جواں کا — اک ہی لاٹھی سے سب کو ہانکا
سُرمہ کیا کوہ پیکروں کا — جی چھوٹ گیا دلاوروں کا

یاد کرو تلفّظ اور معنیٰ

حَباب	اَفسُر	حَبابِ اَفسَر	گِرداب	اَشجار
طِلسم	تمثال	سیّاہی کرنا	بَرق دم	غُول
اَوہام	جراحت	عَصا	اَلبُرز	خِرمن
طوبیٰ	مُلہم	عَصافیر	حَربہ	کوہ پیکر

(۵۷) ستارے اور کہکشاں

۱۔ شب تار میں جب کہ گنبد گردوں ابر و غبار سے صاف ہو ستاروں کا مشاہدہ بہت ہی دلچسپ معلوم ہوتا ہے ہم کو ان کے خوشے نظر آتے ہیں جو خاموشی اور خوشنمائی سے چمکتے ہیں ہم ان کے نظارے سے کبھی نہیں تھکتے۔ ان کا مشاہدہ طرح طرح کے خیالات ہمارے دل میں پیدا کرتا ہے۔ سرسری طور پر دیکھنے سے ہم نہیں جان سکتے کہ وہ کس چیز سے بنے ہیں؟ کتنے بڑے ہیں؟ ان کی تعداد اور ان کا فاصلہ کس قدر ہے۔

۲۔ زمانۂ قدیم میں دوربین کی ایجاد سے پہلے ان کواکب کی نسبت لوگوں کے عجیب خیالات تھے۔ بعض آدمی اپنے زعم میں ان کو ذی لوح خیال کرتے تھے۔ جب دوربین شیشہ کے آلات ایجاد ہوئے اور ان آلات کے ذریعہ سے مہندسین نے ستاروں کا بغور مشاہدہ کیا۔ تو بہت سے دلاویز حقایق انکی بابت دریافت ہوئے۔ جن سے اگلے وقتوں کے لوگ محض ناواقف تھے۔ اب ہم جانتے ہیں کہ تمام ستارے ایسے ہی دنیا میں ہیں۔ جیسی کہ زمین ہماری دنیا ہے بعض ان میں سے بہت ہی بڑے ہیں۔

۳۔ جب ہم بغیر اعانت دوربین ستاروں کو دیکھتے ہیں تو وہ سفید و روشن نظر آتے ہیں۔ لیکن کسی قوی دوربین کے وسیلہ سے مشاہدہ کریں تو مختلف رنگ کے نظر آئیں گے۔ کوئی زرد، کوئی نیلگوں، کوئی ارغوانی، گویا چمن کے اندر گلہائے رنگا رنگ شگفتہ ہیں۔

۴۔ پہلا خیال ستاروں کی نسبت یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کا شمار کیا ہے؟ اگرچہ ظاہرا بے شمار معلوم ہوتے ہیں لیکن محض آنکھ سے جس قدر نظر آتے ہیں وہ

چند ہزار سے زیادہ نہیں ہیں اگر ایک چھوٹی دوربین کی امداد سے دیکھیں تو بہ نسبت خالی آنکھ کے زیادہ دکھائی دیتے ہیں۔ اسی طرح جس قدر بڑی دوربین کا استعمال کریں۔ اسی قدر بکثرت نظر آتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی کوئی انتہا معلوم نہیں ہوتی۔

۵۔ دوسرا خیال ستاروں کی جسامت کے باب میں پیدا ہوتا ہے۔ وہ دیکھنے میں بہت ہی چھوٹے چھوٹے معلوم ہوتے ہیں بعض تو صرف منوّر نقطے سے نظر آتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ وہ ہم سے بہت ہی بعید فاصلے پر ہیں چنانچہ آفتاب اپنی دوری کے باعث اتنا سا نظر آتا ہے۔ ورنہ وہ ہماری زمین سے تیرہ لاکھ گنا بڑا ہے اور بہت سے ستارے ہیں جو رات کے وقت ذرا ذرا سے معلوم ہوتے ہیں۔ حالانکہ وہ آفتاب سے بھی قد و قامت میں بہت بڑے ہیں۔

۶۔ تیسرا خیال ہمارے دل میں ستاروں کے فاصلے کی بابت پیدا ہوتا ہے۔ سب سے قریب تر ستارہ ہماری زمین سے قمر ہے۔ لیکن وہ بھی دو لاکھ پچاس ہزار میل کا فاصلہ رکھتا ہے۔ آفتاب ۹ کروڑ میل کی دوری پر ہے۔ بعض ستارے اس قدر فاصلے پر ہیں کہ ان کی دوری ظاہر کرنے کے لئے ہندسوں کا مقرر سلسلہ کافی نہیں ہوتا ان کے فاصلوں کے تصور سے ہماری عقل عاجز ہے۔

۷۔ چوتھا خیال ستاروں کے مادہ کے بارے میں پیدا ہوتا ہے۔ اہل علم نے یقینی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ کل ستارے ایک ہی مادہ سے بنے ہوئے ہیں اور ہماری زمین بھی ایک ستارہ ہے دوربین کے ذریعہ سے جو مشاہدہ کئے گئے ہیں ان سے ثابت ہوا ہے کہ اور ستاروں کے گرد بھی ہوا کا غلاف اسی طرح چڑھا ہوا ہے۔ جس طرح کرۂ ارض کے گرد ان میں بھی ابر و سحاب رواں دواں نظر آتا ہے۔ زہرہ و عطارد کے گرد گہری اور کثیف ہوا لپٹی ہوئی ہے حتیٰ کہ

صبح اور شام کی شفق بھی زہرہ میں نظر آتی ہے۔ مریخ پر بھی ہوا کا وجود پایا جاتا ہے اور بادل بھی چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔

۸۔ الغرض قدرت کاملہ کے عجائبات کا ظہور کچھ ہماری زمین پر ہی محدود نہیں۔ بلکہ ان تمام دنیاؤں کے اندر جنکو ہم ستارے کہتے ہیں کیا عجب ہے کہ ہوائیں چلتی ہوں۔ مینھ کی پھواریں زمین کو سیراب کرتی ہوں۔ برف اولا۔ پالا۔ اوس کہر سب کچھ ہو۔ صحرا بیاباں، سبزہ زار موجود ہوں سمندر لہریں مارتا ہو بلند پہاڑوں سے چشمے اور دریا رواں ہوں اور کچھ بعید نہیں کہ قوموں کی آمد ورفت داد، ستد، جنگ و صلح شادی و غم اسی طرح جاری ہو جسطرح ہماری دنیا میں ہے

۹۔ اب ہم مختصر بیان کہکشاں کا کرتے ہیں۔ جس کو دیکھ کر اکثر بچے سوال کیا کرتے ہیں کہ یہ کیا شے ہے؟ صاف راتوں میں ایک طولانی روشن سحاب ساحت آسمان میں پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔ اسی کو کہکشاں کہتے ہیں۔ اگر ہم ایک قوی دوربین سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ وہ سحاب حقیقت میں بے شمار کواکب کا جمگھٹ ہے۔ وہ ہم سے اس قدر فاصلۂ دراز پر ہیں کہ جُدا جُدا محسوس نہیں ہوتے۔ وہ تعداد میں اتنے کثیر ہیں کہ جن کا شمار محالات سے ہے۔

۱۰۔ نجوم فلکی کا مشاہدہ محض تفریح طبع کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ علما اور اہل دانش خدائے تعالےٰ کی قدرت، حکمت اور عظمت کا سبق اس مشاہدے سے حاصل کرتے ہیں اور غور کرتے ہیں کہ وہ کیونکر ان کو بناتا اور قائم رکھتا ہے۔

یاد کرو تلفظ اور معنیٰ

گُردُوں	زُعم	سَحَاب	حَتّیٰ	کَہکَشَاں
خُوشَہ	مُہَندِسِین	زُہرَہ	شَفَق	نُجُوم
کَوَاکِب	اَرغوَانی	عُطَارِدُ	مِرِّیخ	کَثِیف

(۵۸) اشعارِ آتش

زمینِ چمن گُل کھلاتی ہے کیا کیا | بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے
نہ گورِ سکندر نہ ہے قبرِ دارا | مٹے ناميوں کے نشاں کیسے کیسے
بہارِ گلستاں کی ہے آمد آمد | خوشی پھرتے ہیں باغباں کیسے کیسے
غم و غصّہ و رنج و اندوہ حرماں | ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے

کرے جس قدر شکرِ نعمت وہ کم ہے
مزے لوٹتی ہے زباں کیسے کیسے

سرِ شمع ساں کٹائیے پر دم نہ ماریئے | منزل ہزار سخت ہو ہمّت نہ ہاریئے
مقسوم کا جو ہے سو وہ پہنچے گا آپ سے | پھیلائیے نہ ہاتھ نہ دامن پساریئے

طالب کو اپنے رکھتی ہے دنیا ذلیل و خوار
زر کی طمع سے چھانتے ہیں خاک نیاریئے

یاد کرو تلفظ اور معنی

سِکَندر اَندُوہ نِعمَت ہُما دارا حِرماں کِنایہ اِستخواں

(۵۹) اشعارِ انشا

مجھے رونا آتا ہے شمع سحر پر | کہ بے چاری اب مستعد ہے سفر پر
میرے بھادیں گلشن میں آتش لگی ہے | نظر کیا پڑے خاک گلہائے تر پر
کہاں تک کروں میں زمانے کے شکوے | مصیبت ہے یوں تو سب اہلِ ہنر پر
خصوصاً وہ جو وضعداروں میں ہیں یاں | برستا ہے افلاس ہی ان کے گھر پر

پڑا ہنہناتا ہے بن گھاس گھوڑا
ہوئے چار فاقے ہیں پیہم نفر پر

لہرا دیا صبا نے جو کل سبزہ زار کو ★ دو ہیں گھٹائیں گھیر لیا چشمہ سار کو
جوش و خروش رعد نے یہ دھوم دھام کی ★ ہرگز کوئی کسی کی نہ پہنچا پکار کو
بجلی تڑپ تڑپ کے دکھانے لگی چمک ★ رونق ہوئی دوچند ہر اک برگ و بار کو
کچھ لکّہ ہائے ابرِ سفید و سیاہ و سُرخ ★ مستانہ جھوم جھوم چلے کہسار کو

ہم مشرب اپنے چند جواں تھے شو نہر پر
تشریف لے گئے وہ بطوں کے شکار کو

یاد کرو تلفّظ اور معنیٰ

سَحَر صَبَا چَشمہ سَار بَرگ لَکّہ نَفَر
سَبزہ زار رَعد بَار مَشرَب

(۶۰) ہَوَا اور آسمان

۱۔ اگر ہَوَا نہ ہوتی تو بادل بھی نہ ہوتے۔ برابر دھوپ کو دیکھتے دیکھتے اُکتا جاتے۔ یہ نکھرا نیلا آسمان جو آنکھوں کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔ ہَوَا ہی کی رنگت ہے جو منعکس ہو کر آنکھ پر پڑتی ہے۔

۲۔ جو ہوا کمرے میں بھری ہوتی ہے۔ وہ نیلی نظر نہیں آتی۔ کیونکہ وہاں اس کی اتنی مقدار نہیں ہوتی کہ جس کا رنگ آنکھ کو محسوس ہو۔ بعینہٖ یہی حال سمندر کے پانی کا ہے جب اس کو آبخورہ میں لے کر دیکھتے ہیں تو صاف و شفاف نظر آتا ہے مگر جب اسی پانی پر گہرے سمندر میں نظر ڈالتے ہیں تو سبز دکھائی دیتا ہے اور یہی اس کی اصلی رنگت ہے۔

۳۔ یہ تو تم جانتے ہو کہ ہَوَا پچاس میل اوپر تک پھیلی ہوئی ہے پس جب ہم پچاس میل کے عمق میں اس کو دیکھتے ہیں تو وہ اپنے اصلی رنگ میں

نیلگوں نظر آتی ہے۔

۴۔ اگر ہَوا نہ ہوتی تو گنبد گردوں کالا دکھائی دیتا۔ کہیں کہیں ستارے ٹمٹماتے ہوئے نظر آتے اور طلوع آفتاب پر بھی سارا جہان ایک خانہ تاریک معلوم ہوتا۔ اگر ہوا ایسی لطیف ہوتی جیسی کہ تین میل کے ارتفاع پر ہوتی ہے تو سمندر بالکل جم جاتا نباتات کا پتہ نہ پاتا۔ خزاں کے بعد بہار اور بہار کے بعد خزاں کا موسم نہ آتا۔ مگر زمین بنجر اور سوختہ ہی رہتی۔ جاندار کا نام نہ ہوتا۔ ان کی حرکتیں نادر نادر صورتیں اور یہ کیفیتیں جواب نظر آتی ہیں ہرگز دکھائی نہ دیتیں۔

۵۔ حیوانات کی بقا اور نباتات کی ہستی کے لئے ہوا کا ہونا پُرضرور ہے۔ اور مخلوقات کے اس گروہ میں جن کی رفتار و گفتار اور کاروبار کا ذریعہ آواز ہے۔ اس کا ہونا لابُد ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ اس کے نہ ہونے سے لیل و نہار کے اختلاف اور موسموں کے تغیر و تبدل میں کچھ فرق نہیں آسکتا تو اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ ہَوا زمین کے گرد خاص اس حکمت سے پھیلائی گئی ہے کہ جو مخلوق سطحِ ارض پر آباد ہے ان کو اس سے راحت پہنچے جان ڈالنے والی گرمی بدن میں آئے۔ معتدل روشنی آنکھوں میں سمائے۔ ایسی تیز نہ ہو کہ آنکھوں کو پھوڑ دے ایک کی صدا دوسرے کے کان تک پہنچ جائے۔ انسان آپس میں کلام کرکے کام چلائیں اور دل بہلائیں۔ مرغانِ چمن خوش آیند نغمے گائیں سمندر کا پانی جمنے نہ پائے۔ بادِ مُراد اس میں کشتیاں چلائے۔ مُلک مُلک کے باشندوں کو مِلاکر شیر و شکر بنائے۔ ایک اقلیم کے آدمی دوسری اقلیم کے آدمیوں سے فیضیاب ہوں۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

بِعَینِہٖ اِرْتِفَاعْ لَیْل تَغَیُّر عُمْق
لَاَبَدْ نَہَارْ فَیضِیَاب

(۶۱) مُبَادلہ

۱۔ اکثر ملکوں کے درمیان مبادلہ ہوا کرتا ہے جس کو تجارت کہتے ہیں۔ اس طریقے سے خلق اللہ کو بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے کیونکہ بعض ممالک میں وہ اشیا پیدا ہوتی ہیں جو دوسرے ملکوں میں نہیں ہوتیں۔ پس مبادلہ کے ذریعہ سے ہر ملک کو اور سب ملکوں کی پیداوار میسر آسکتی ہے۔

۲۔ انگلستان میں کپاس پیدا نہیں ہوتی جو ہندوستان اور امریکہ کی سرزمین میں بکثرت ہوتی ہے۔ پھر سوت کاتنے اور پارچہ بافی میں ہندوستان اور امریکہ کو ایسا ملکہ نہیں جیسا کہ انگلستان کو ہے۔ کیونکہ اہل انگلستان اس قسم کے کاموں میں زیادہ تر مزاولت اور مہارت رکھتے ہیں اور ان کے پاس عمدہ کلیں بھی ہیں پس بہتر یہ ہے کہ روئی ہندوستان اور امریکہ سے انگلستان کو بھیجی جائے۔ اور اس سے جو پارچہ تیار ہو اس میں سے روئی کی قیمت کے مطابق ان دونوں ملکوں کو بھیجا جائے اس طریقے کے جاری رہنے سے تینوں ملکوں کو اپنی اپنی احتیاج کے موافق پارچہ میسّر ہو سکے گا۔

۳۔ اسی طرح چائے چین میں شکر ہندوستان میں پیدا ہوتی ہے۔ لیکن یہ دونوں چیزیں انگلستان میں پیدا نہیں ہوتیں۔ اسی طور پر نارنگی ملک پرتگال اور ان ملکوں سے جو یورپ کے جنوبی سمت میں واقع ہیں انگلستان کو لے جاتے ہیں اور یہ سب چیزیں چاقو، قینچی اور پارچہ کے مبادلہ میں انگلستان کو ملا کرتی ہیں کیونکہ

انگلستان کے لوگ چین و اہل ہندوستان اور پرتگال والوں کی نسبت ان سب اشیاء کو بہتر اور ارزاں بنا سکتے ہیں پس مبادلہ کی بدولت ہر فریق کو اپنی اپنی خواہش کے مطابق ہر چیز بہم پہنچ سکتی ہے۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

مُبادلہ خَلقُ اللہ پارچہ بافی مَلِکہ مُزاوِلَت

(۶۲) نوشیروانِ عادِل

۱۔ ملوک فارس میں جمشید، فریدوں اور دارا جاہ و حشمت اور شان و شوکت کے لئے مشہور رہیں۔ مگر جس تعظیم و محبت کے ساتھ نوشیرواں کا نام لیا جاتا ہے وہ کسی کو نصیب نہیں ہوئی جس طرح رستم کی شجاعت حاتم کی سخاوت قارون کا بخل شہرۂ آفاق ہے اسی طرح نوشیرواں کی عدالت ضرب المثل ہے اس کا زمانہ آغاز اسلام سے کچھ ہی پہلے تھا۔ جس کو ساڑھے تیرہ سو سال کے قریب ہوئے۔

۲۔ مولوی نظامی نے اس بادشاہ کی ایک حکایت لکھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں اس کو رعایا پروری کی طرف کچھ توجہ نہ تھی۔ اور اس کے ملک کی حالت خراب و خستہ ہو رہی تھی۔

۳۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک روز نوشیرواں نے شکار کے پیچھے گھوڑا ڈالا اور سوائے وزیر کے کوئی اس کے جلو میں نہ رہا۔ بادشاہ نے دیکھا کہ ایک ویرانہ گاؤں کی دیوار پر دو چڑیاں بیٹھی ہوئی چہچہا رہی ہیں۔ اس نے وزیر سے پوچھا کہ "یہ کیا کہتی ہیں" وزیر دانا نے اس موقع کو اپنے آقا کی نصیحت کے لئے نہایت مناسب پایا۔ اور کہا "اگر حضور غور و تامل سے سنیں اور عبرت حاصل کریں

تو ان طائروں کی گفتگو بیان کرتا ہوں۔

۴۔ ان چڑیوں نے آپس میں اپنے بچوں کی شادی کی ہے ایک ان میں سے چاہتی ہے کہ ویران گاؤں مجھ کو دے۔ دوسری کہتی ہے خدا ہمارے بادشاہ کے دم قدم کو سلامت رکھے! میں تجھ کو ہزاروں ویران گاؤں بخش دوں گی" وزیر کی یہ نصیحت بادشاہ کی طبیعت پر ایسی مؤثر ہوئی کہ اس نے دادگستری اور رعایا پروری کا عزم مصمم اپنے دل میں کر لیا اور اس کو آخر عمر تک نباہا۔

۵۔ ایک حکایت اس بادشاہ کی شیخ سعدیؒ نے لکھی ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ ادبی امور میں بھی عدل کے قاعدوں کو ملحوظ رکھتا اور انصاف کی پابندی کرتا تھا۔ چنانچہ جب صیدگاہ میں اس کو نمک کی ضرورت ہوئی تو قریب کے گاؤں میں غلام بھیجا۔ مگر اس کو سخت تاکید کی کہ قیمت دے کر لانا۔ غلام نے کہا کہ " ذرا سے نمک دینے میں رعایا کو کیا مضرت پہنچے گی"۔ بادشاہ نے کہا کہ ایک بُری رسم پڑ جائے گی۔ اور جو بڑے بڑے ظلم دنیا میں ہو رہے ہیں۔ وہ شروع میں ایسے ہی خفیف تھے۔

۶۔ اس کے عدل و داد کی حکایتوں میں سب سے زیادہ دلچسپ اس پیر زال کا قصّہ ہے جس نے بادشاہ کے ہاتھ اپنا جھونپڑا فروخت کرنا منظور نہ کیا۔ بات یہ تھی کہ بادشاہ نے ایک ایوان عالیشان تعمیر کرایا تھا اس کے ایک گوشے کی کجی بغیر اس کے دور نہیں ہوسکتی تھی کہ بڑھیا کی زمین بھی اس میں شامل کر لی جائے۔ ہر چند بڑھیا سے درخواست کی گئی اور اس کو بہت بڑے معاوضہ کی طمع دلائی گئی۔ مگر وہ کسی طرح راضی نہ ہوئی۔ غرض بادشاہ کو اپنی غریب ہمسائی کی پاس خاطر سے اپنے محل کا نقص چار و ناچار گوارا کرنا پڑا۔ لیکن دانشمندوں کے نزدیک اس کے ایوان کا یہ عیب ہزار خوبیوں سے بہتر تھا

جس کی وجہ سے اس کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

نَوشیرواں　شَوکت　رُستم　ضَربُ المَثَل　مُصَمَّم
تُکُوک　جَمشید　حَاتِم　جِلَو　صَیدگاہ
حَشمَت　فِریدُوں　قَارُون　دَادگُستَری　پِیرِزَال

(۶۳) مہابھارت

۱۔ کتاب مہابھارت میں مرقوم ہے کہ زمانہ قدیم میں راجہ بھرت فرماں روائے ہستناپور تھا۔ اسی کے نام سے ہندوستان بھرت کھنڈ کہلاتا ہے۔ مدت دراز تک اس کے خاندان نے سلطنت کی اسی سلسلہ میں دھرت راشٹر اور پنڈ دو بھائی تھے۔ بڑا بھائی نابینائی کے سبب سے محروم رہا اور چھوٹا سریر آرائے سلطنت ہوا۔ دھرت راشٹر کے ایک سو ایک بیٹے ہوئے جن میں بڑا جرجودھن تھا اور یہ گروہ کوروں کا کہلاتا ہے۔ پنڈ کے پانچ فرزند تھے جدھشٹر، بھیم، ارجن، نکل، سہدیو۔ اور یہ پانچوں پانڈوں کے لقب سے مشہور ہوئے۔

۲۔ جب پنڈ نے رحلت کی تو دھرت راشٹر جانشین ہوا۔ کچھ عرصے میں پانڈوں بھی جوان ہو گئے اور علم و ہنر میں کمال حاصل کیا۔ چچا نے جدھشٹر کو ولی عہد بنایا۔ جرجودھن نے حسد کے مارے خودکشی کا ارادہ کیا۔ ناچار باپ نے نصف ملک اس کو دیدیا اور بھتیجوں کو ان کی ماں سمیت شہر برناوہ میں بھیج دینا مصلحت جانا۔ مگر جرجودھن کے بغض و عناد نے وہاں بھی ان کو چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ ان کے محل میں آگ لگائی گئی مگر وہ ایک

نقب کی راہ سے صحیح و سالم نکل گئے اور زاہدانہ لباس میں صحرانوردی اختیار کی۔

۳۔ قضارا ان کا گذر راجہ دروپد کے پایۂ تخت شہر کنپلہ میں ہوا۔ جہاں راجہ کی بیٹی کے سویمبر کی دھوم دھام ہو رہی تھی۔ میدان میں ایک بلند لکڑی پر طلائی مچھلی نصب کی گئی تھی کہ جو ہنرمند اپنے تیر سے اس کو گرادے وہی دروپدی کے شوہر ہونے کا فخر حاصل کرے۔

۴۔ اگرچہ دور دور کے فرماں روا اور چتر سورما اس مجمع میں حاضر تھے۔ لیکن ناکامی کے خوف سے کسی کو شرط کے بجا لانے کی جرات نہ ہوتی تھی۔ یہ پانچوں بھائی برہمنوں کی صف میں کھڑے تماشہ دیکھ رہے تھے۔ یکایک ارجن کی رگوں میں چھتری خون نے جوش مارا اور وہ صفوں کو چیر پھاڑ کر آگے بڑھا۔ اور بھاری کمان کو اٹھا تیر اندازی کا ارادہ کیا۔ برہمنوں کے گروہ نے دہائی دی کہ "خبردار او نادان برہمن زادے ایسی دلیری نہ کر"، مگر اس جواں مرد نے ایسا تیر مارا کہ مچھلی گر پڑی اور گروہ خلق نے آفریں کا نعرہ بلند کیا۔

۵۔ الغرض بموجب شرط کے پانچوں بھائی نو عروس کو ساتھ لے اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب راجہ دروپد کو ان کی شرافت کا حال معلوم ہوا تو جو ملال اس کے دل میں پیدا ہوا تھا رفع ہو گیا۔

۶۔ آخرکار یہ خبر ہستناپور میں پہنچی۔ دھرت راشٹر نے بھتیجوں کو طلب کیا اور نصف سلطنت ان کو دیدی۔ شہر اندر پرست دارالحکومت قرار پایا۔ اور بڑا بھائی جدھشٹر مسند ریاست پر بیٹھا۔ اس طور سے کچھ مدت عیش و آرام کے ساتھ بسر ہوئی تھی کہ جرجودھن کے دل میں پھر کینۂ دیرینہ تازہ ہوا اس نے جدھشٹر کو ہستناپور میں بلا کر قمار بازی کی محفل آراستہ کی اور دغا سے اس کا کل ملک و مال جیت لیا۔

۷۔ انجام یہ ہوا کہ پانچوں بھائی مع درو پدی کے بارہ سال کے لئے جلا وطن کئے گئے۔ یہ میعاد ختم ہوئی تو پانڈوں نے اپنے ملک موروثی کی خواہش کی۔ جرجودھن نے صاف انکار کیا۔ تب انھوں نے کہا کہ صرف پانچ مقام کیتھل، کرنال، اندری، برناوہ اور اندرپرست ہماری بسر اوقات کے لئے چھوڑدے ورنہ ہم اپنا حق بزور شمشیر لیں گے۔

۸۔ جرجودھن نے صلح پر جنگ کو ترجیح دی اور اپنے رفیق راجاؤں کو اعانت کے واسطے طلب کیا۔ جدھشٹر نے بھی اپنے عزیزوں اور دوستوں سے کمک چاہی۔ تھوڑے ہی عرصے میں بے شمار لشکر طرفین کے معاونوں کا تھانیسر کے میدان میں آکر جمع ہوگیا۔ ہندوستان کے گنی گیانی، سورما۔ پہلوان، راجہ مہاراجہ سبھی اس معرکۂ عظیم میں شریک ہوئے۔ کوئی کوروں کی طرف ہو کر دادِ شجاعت دیتا اور کوئی پانڈوں کی جانب سے جوہر مردانگی دکھاتا تھا۔ اٹھارہ روز تک ہنگامۂ کارزار گرم رہا۔ بڑے بڑے نامی گرامی جنگ آور اور اہلِ فضل و ہنر کام آئے انجام کار پانڈوں کو فتح و فیروزی نصیب ہوئی اور کوروں میدان جنگ میں قتل کئے گئے۔

یاد کرو تلفظ اور معنی

مرحوم	خودکشی	صحرانوردی	آفریں	دیرینہ
سرپرآرا	عناد	قضا کرا	نعرہ	کارزار
ولیعہد	زاہدانہ	نصب	نوعروس	جنگ آور

(۶۴)
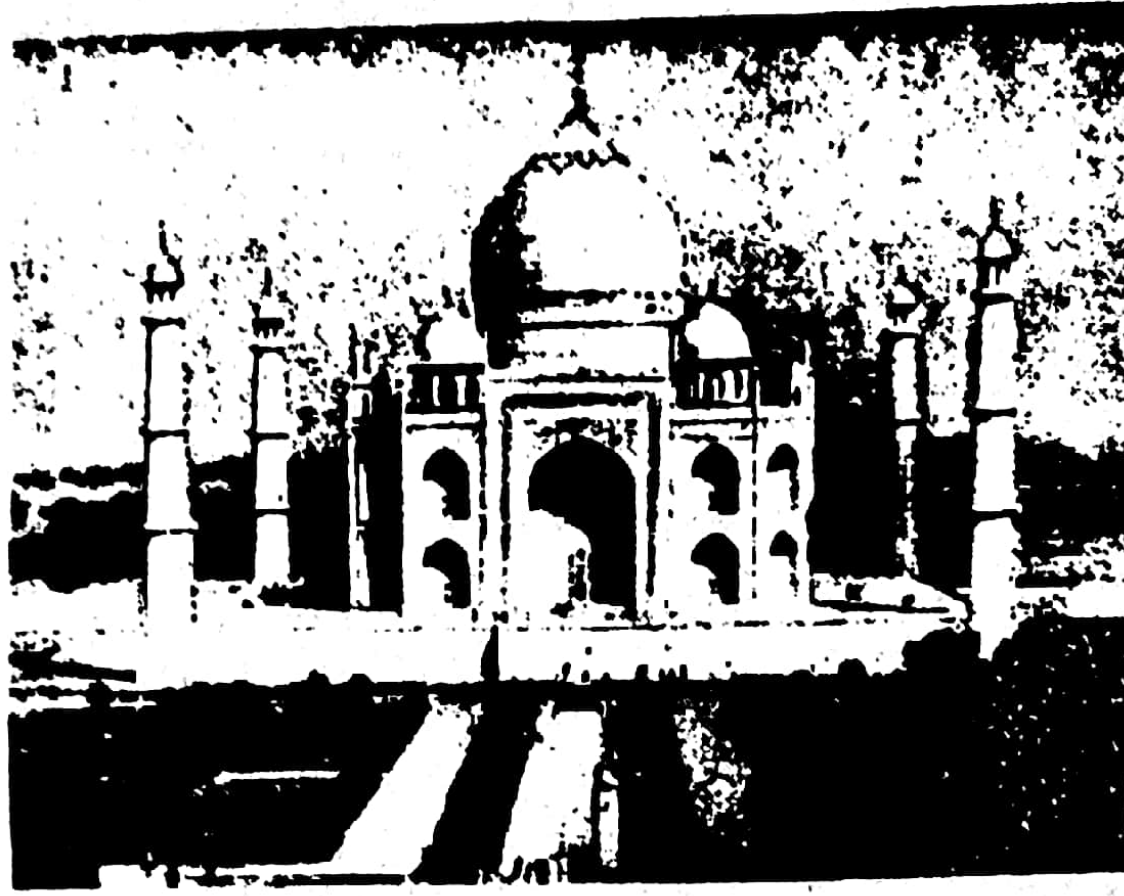
رَوضۂ تاج محل

۱۔ شاہجہاں کی عمدہ عمارتوں میں سے یہ مقبرہ بھی ہے جس کی خوبی کو دنیا کی کوئی عمارت نہیں پہنچتی۔ مصالح کی عمدگی اور نقشہ کی پاکیزگی نے وہ عجیب رونق پیدا کی ہے کہ یورپ و ایشیا کی تمام مشہور عمارتوں سے یہ مقبرہ سبقت لے گیا ہے۔

۲۔ جس کے نام سے یہ مقبرہ معروف و مشہور ہے۔ وہ شاہجہاں کی بیگم ممتاز محل تھی۔ عوام الناس نے لفظ ممتاز کو تاج بنا لیا۔ اور اب یہی لفظ عام و خاص کی زبانوں پر جاری ہے۔ بعد رحلت کے شاہجہاں بھی اسی مقبرہ میں مدفون ہوا۔ چنانچہ شاہ و بیگم دونوں کی تربتیں پہلو بہ پہلو ہیں۔

۳۔ آگرہ کی شرقی جانب میں دریائے جمن کے دائیں کنارہ پر یہ عمارت واقع ہے۔ سنگ مرمر کے مربع چبوترے پر اصل مقبرہ بشکل مثمن تعمیر ہوا ہے اس کے اوپر نہایت شاندار رقبہ ہے۔ چبوترے کے چاروں گوشوں میں چار مینار نہایت بلند اور خوبصورت بنے ہوئے ہیں۔ ان کے اندر مار پیچ زینہ بنایا ہے۔ تمام عمارت سنگ مرمر کی ہے جس کو جلا کر کے مثل آئینہ کے چمکا دیا ہے۔

۴۔ اندرونی جانب میں کہیں تو ابھرے ہوئے بیل بوٹے سنگ مرمر

میں تراشے ہیں جن کے دیکھنے سے ایسا شبہ ہوتا ہے۔ گویا پتھر کو قالب میں ڈھال دیا ہے کہیں زنگار رنگ بیش قیمت پتھروں کو سنگ مرمر میں وصل کرکے گل بوٹے بنائے ہیں۔ زبرجد، زمرد، یشب، عقیق۔ وغیرہ اس خوبی سے کام میں لائے گئے ہیں۔ کہ ان سے پھول پتوں کا اصلی رنگ ظاہر ہوتا ہے۔ بعض مبصروں کا قول ہے کہ ایک ایک بوٹا سَو سَو ٹکڑوں سے مرکب ہے اور ہر ٹکڑا بقدر مناسب تراشا گیا ہے۔

۵۔ وہ خاص خوبی جس کی بدولت یہ عمارت دنیا کی عمارتوں میں فائق ہے یہ ہے کہ اس کے بیل بوٹوں کی ساخت میں غایت درجے کا تناسب اور ان کے رنگوں میں نہایت درجے کی موزونی ہے۔ غرض عمارتوں کی خوش اسلوبی اور گلکاری کی لطافت دیکھنے والوں کے دل پر ایسا عجیب اثر پیدا کرتی ہے کہ بیان میں نہیں آسکتا۔

۶۔ مقبرے کے غربی جانب میں مسجد اور شرقی سمت میں تسبیح خانہ ہے یہ دونوں عمارتیں ہم شکل ہیں اور سنگ سرخ سے بنی ہیں۔ جنوبی طرف میں ایک نہایت عالیشان دروازہ ہے اس کے پہلوؤں میں سنگِ سرخ کے دالان دور تک چلے گئے ہیں اس کی عمارت بھی قابلِ دید ہے۔ اس دروازے سے مقبرے تک حوض ہے اور اطرافِ حوض کی تمام زمین باغ وچمن سے آراستہ اور سرسبز و شاداب ہے۔

یاد کرو تلفّظ اور معنی

عَوامُ النَّاسُ	مُتربَتْ	زَبَرجَدُ	یَشَبُ
قُبَّہ	وَصلُ	زُمُرَّدُ	عَقِیقُ

(۶۵) زراعت

(۱) زراعت اور اقسام زراعت

۱۔ اب ہم کو براہ کرم یہ بتا دیجئے کہ فنِ زراعت کیا چیز ہے؟ اس سے ہم کو کیا معلوم ہوتا ہے۔ اور کتابوں میں زراعت کے سبق کیوں لکھے گئے ہیں۔

سنو! فنِ زراعت کھیتی کا کام ہے جس سے ہم کو یہ دریافت ہوتا ہے کہ اپنے لئے اشیائے ضروری زمین سے کیوں کر پیدا کریں۔ کتابوں میں یہ سبق اس لئے لکھے گئے ہیں تاکہ تم سمجھو کہ زراعت کرنا انسان کے لئے کیسا ضروری کام ہے۔ جس کے بغیر چارہ ہی نہیں۔ اگر ہم میں سے کوئی زراعت نہ کرے تو اناج جس پر ہماری زندگی منحصر ہے اور کپاس جس سے ہم لباس تیار کرتے ہیں ان کے علاوہ اور بہتیری چیزیں جن کی ہم کو حاجت ہے کیونکر میسر آئیں۔

۲۔ زراعت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کو زراعت عملی کہتے ہیں اور دوسری کو زراعت علمی۔

زراعت عملی کسے کہتے ہیں اور اس سے ہم کو کیا معلوم ہوتا ہے۔ عمل کے معنی ہیں ہاتھ سے کام کرنا۔ پس زمین کو جوت بو کر پیداوار حاصل کرنا زراعت عملی ہے۔ اس سے ہم کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ کاروبار زراعت کیا کیا ہیں۔ اور اس کو کس طرح کرنا چاہئے۔ اسی کو فنِ زراعت بھی کہتے ہیں۔

۳۔ زراعتِ علمی کس کو کہتے ہیں اور اس سے ہم کو کیا معلوم ہوتا ہے؟ علم کہتے ہیں جاننے کو پس زراعت کے بھیدوں کو جاننا۔ زراعتِ علمی ہے۔

اور اس سے ہم کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کم سے کم صرف اور تھوڑی سے تھوڑی محنت میں زیادہ سے زیادہ پیداوار کیونکر حاصل کی جائے۔ اور زمین کی قوت پیداوار کو بھی کوئی مستقل نقصان نہ پہنچنے پائے اس کو زراعت عقلی بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ علم زراعت کا جاننے والا سب کام عقل اور سمجھ سے کرتا۔ اور اپنے روپیہ محنت اور صرف کو نقصان سے بچاتا ہے۔ جو اس کا اصلی منافع ہے۔

ہم۔ علم زراعت کا جاننے والا زراعت کو تجارت کے اصول پر کرتا ہے۔ اس لئے اس کو محنت اور وقت صرف کرنے کا فائدہ مثل تاجروں کے ہوتا ہے۔

۵۔ زراعت کے سب کام ہاتھ سے کرنے کے ہیں۔ سیکھنے والا جب تک زراعت کے کاموں کو اپنے ہاتھ سے نہ کرے گا۔ نہ تو ان کو بخوبی سمجھ سکتا ہے نہ نقصان سے بچ سکتا ہے۔ اور بغیر علم زراعت کے جانے ہوئے نہ تو ان کے بھیدوں سے واقف ہو سکتا ہے نہ اپنی زراعت سے پورا فائدہ اٹھا سکتا ہے یاد رکھو زراعت سے پورا فائدہ زراعت کرنے والے کو جب ہی ہو سکتا ہے کہ اس کو علم بھی حاصل ہو۔ اور زراعت کے سب کاموں کو فائدے کے ساتھ ہاتھ سے کرنا بھی سیکھا ہو۔

نوٹ۔ انسان کی زندگی جن چیزوں پر ہے وہ زیادہ تر زراعت ہی سے حاصل ہوتی ہیں اگر زراعت نہ کی جائے یا کھیتوں میں کچھ پیداوار نہ ہو تو دنیا کے سب کام درہم برہم ہو جائیں اور انسان دنیا میں باقی نہ رہیں۔ ایک سال بارش نہ ہونے سے قحط پڑ جاتا ہے۔ تو ہزاروں آدمی مر جاتے ہیں۔ غرض زراعت انسان کا خاص کام ہے اور زراعت کے کام جب تک ہاتھ سے کرکے نہ سیکھے جائیں۔ ان کی صحت و غلطی اور باریکیاں سمجھ میں نہیں آسکتیں۔ کوئی کام ہو نا سمجھ، جاہل سے، ذی علم اچھا کرتا ہے۔ تو زراعت کرنے کے لئے بھی علم زراعت کا جاننا ضرور ہے۔

(۲) زراعت کے کام اور اُن کے فائدے

۱۔ اب یہ بتایئے کہ زراعت کرنے والے کو کیا کیا کام کرنے چاہئیں جن سے اس کو فائدہ ہو؟

اوّل تو زراعت کرنے والے کو علم زراعت حاصل کرنا واجب ہے تاکہ جو کام کرے سمجھ کر کرے۔ پھر ہر کام کو ہاتھ سے کر کے سیکھے تاکہ بخوبی سمجھ میں آجائے اور ایسی اجناس پیدا کرے جو اچھی سے اچھی قیمت پر بکیں۔ اور زیادہ سے زیادہ نفع اس کو حاصل ہو۔

۲۔ اہل زراعت کو ایسے جانور بھی پالنے چاہئیں جن کی فروخت سے منفعت ہو اور کھیتوں کے لئے کھاد ملے۔ ایسی چیزیں بھی بونی چاہئیں جن سے ان کی پرورش بخوبی ہو سکے۔ جانوروں کے امراض کی پہچان اور ان کا علاج بھی سیکھنا چاہیئے تاکہ ان کے جانور صحیح و تندرست رہیں۔ ترقیٔ نسل کے قاعدوں کا جاننا بھی ضروری ہے۔ تاکہ ایسے بچّے پیدا ہوں جو جوان ہو کر اچھا کام دیں یا عمدہ قیمت پر بکیں۔

۳۔ اہل زراعت کو کون کون سے جانوروں کو پالنا سودمند ہے؟ ایک تو بیل پالنے چاہئیں۔ جن کے بغیر زراعت کا کام ہی دشوار ہے۔ اچھی نسل کی بھیڑیں بھی پالنی چاہئیں جن کی اون اچھی قیمت سے بکے۔ دودھار گائیں بھینسیں اور بکریاں بھی پالے۔ جن سے دودھ مکھن اور گھی بافراط ملے۔ اصیل ذات کی گھوڑیاں پالے۔ تاکہ عمدہ بچھیرے پیدا ہوں۔ ایسے پرندے بھی پالنے لازم ہیں۔ جو زراعت کے کیڑے کھائیں اور اس کو نقصان سے بچائیں۔ اپنی بیٹ سے فائدہ پہنچائیں۔ کیوں کہ پرندوں کی بیٹ سب کھادوں سے

عمدہ کھاد ہے۔

۴۔ سرد خطوں میں زراعت کرنے والے ریشم کے کیڑے بھی پالتے اور ان سے ریشم پیدا کرتے ہیں۔ بعض ممالک کے اہل زراعت تالابوں میں مچھلیاں پالتے اور ان کی نسل بڑھاتے ہیں۔ علاوہ بریں شہد کی مکھیاں پالنا اور شہد پیدا کرنا۔ پھلواریاں لگانا۔ پھولدار اور سایہ دار درخت بونا بھی اہل زراعت کے کام ہیں

۵۔ یہ بتائیے زراعت کرنے والا کون کون سے چارے اپنے جانوروں کے لئے بوئے۔

سب سے بہتر چارہ جوار ہے جس کی کڑبی جانور رغبت سے کھاتے ہیں۔ ایک دفعہ بیج بو کر چار بار چارہ کاٹ سکتے ہیں گوار بھی عمدہ چارہ ہے جس کو ہر فصل میں بو سکتے ہیں۔ دُوب گھاس بھی کھیتوں میں بونی چاہئے۔ اور بھی چند قسم کے چارے ہیں جن کو زراعت کرنے والا بو سکتا ہے۔ ان کے سوا جوار ہر۔ چنا۔ مٹر اور گیہوں کا بھوسہ جوار اور مکا کی ہری کڑبی۔ کپاس کا بنولہ۔ تلہن کی پھلیاں۔ جانوروں کے لئے بہت عمدہ غذائیں ہیں۔ غرض زراعت کرنے والے کو فائدہ اسی صورت میں ہوتا ہے کہ اپنی پیداوار کی کڑبی اور بھوسہ کو بیچ نہ ڈالے بلکہ اپنے جانوروں کو کھلائے اور ان کے دودھ سے۔ اون سے۔ بچھڑوں سے گوبر سے سب سے فائدہ اٹھائے۔

نوٹ۔ زراعت کرنے والے کو وہ اجناس بونا چاہئیں جن کی زیادہ مانگ ہو اور گراں قیمت سے بکیں۔ جانوروں کا پالنا اور ان کی پیداوار سے فائدہ اٹھانا یہ بھی زراعت کرنے والے کا خاص کام ہے۔ صرف زمین جوت کر اور بیج بو کر بہت سا غلہ پیدا کر لینا ہی اس کا کام نہیں اور نہ اس طرح اس کو زیادہ فائدہ ہو سکتا ہے۔

زراعت کے لئے روپیہ بھی چاہئے۔ مگر سب سے زیادہ محنت توجہ اور سمجھ کی ضرورت ہے تاکہ کم سے کم صرف میں زیادہ سے زیادہ آمدنی ہو۔

(۳) زمین اور اس کی اصلیت

۱۔ یہ تو تم نے پڑھا ہے کہ زمین مٹی سے بنی ہے اور مٹی پرانے اور گھسے ہوئے پتھروں کی خاک ہے۔ مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ پتھروں کی خاک ہے۔ مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ پتھر جیسی سخت چیز کیوں کر ٹوٹتی گھستی اور ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔

۲۔ پتھر حرارت پانی اور ہوا کی قوتوں سے جن کو قدرتی قوتیں کہتے ہیں ٹوٹتے گھستے اور خاک ہوتے ہیں۔ حرارت سے جب پتھر گرم ہو اور یکایک اس کو سردی پہنچ جائے تو فوراً پاش پاش ہو جاتا ہے۔ تم پتھر کو خوب تپا کر اس پر پانی ڈال دو پھر دیکھو کیسا ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب تیز دھوپ سے چٹانیں گرم ہوتی ہیں اور ان پر پانی برس پڑتا ہے یا دن بھر تو تپیں کڑی دھوپ میں اور رات کو لگے ٹھنڈک تو وہ ٹوٹ جاتی ہیں۔ غرض ایسے ہی پے در پے تغیرات ان کے پرخچے اڑا دیتے ہیں۔

۳۔ پانی جب پہاڑوں، چٹانوں یا پتھروں پر بہتا ہے۔ تو اس کی رگڑ سے پتھر گھستے اور کٹتے ہیں اور پانی کی رو میں ٹکرا کر ٹوٹتے اور ریزہ

نوٹ:۔ حرارت ہوا اور پانی بھی زراعت کے لئے بہت ضروری چیزیں ہیں ان قدرتی قوتوں سے صرف یہی فائدہ نہیں کہ پتھر فرسودہ ہوتے ہیں۔ بلکہ زمینوں میں قوت پیداوار بھی انہیں کے اثر سے آتی ہے۔ کھیت کی مٹی اکھڑ ٹوٹ کر جس قدر زیادہ ہوا اور دھوپ میں رہے گی اسی قدر اس میں قوت پیداوار زیادہ ہوگی۔ جوتائی کا اصل منشا یہی ہے کہ کھیت کی جمی ہوئی مٹی کو جس میں ہوا اور گرمی کا گزر نہیں ہو سکتا۔ توڑ پھوڑ کر ہوا اور دھوپ میں لائیں ؏

ریزہ ہوتے ہیں۔ پانی جب پتھر میں جذب ہوتا ہے تو اس کے اوپری حصّے کو پھلا کر نرم کر دیتا اور اس کے بعض اجزا کو مثل شکر یا نمک کے گھول گھال کر اپنے ساتھ بہا لے جاتا ہے۔ پانی جس وقت چٹانوں کی درازوں میں سردی پا کر برف بنتا ہے تو پھیلتا ہے اس کا پھیلنا چٹان کو توڑ ڈالتا ہے

۴۔ ہوا کی رگڑ اور ان چیزوں کے اثر سے جو ہوا میں شامل ہیں پتھر گھستے اور مٹیاں مہین ہوتی ہیں۔ کیڑے مکوڑے بھی پتھروں کی فرسودگی کا باعث ہیں۔ کیونکہ یہ پتھروں کے اکثر اجزا کھاتے اور اپنے رہنے کو بل بناتے ہیں۔ ان بلوں کی وجہ سے ہوا اور پانی کو پتھروں میں داخل ہونے کا راستہ مل جاتا ہے۔ درختوں کی جڑیں بھی پتھروں میں پھیل کر ان کو توڑتی پھوڑتی ہیں۔

۵۔ ان ہی قدرتی قوتوں کی تاثیرات سے پہاڑوں کی چٹانیں سنگیں عمارتیں۔ اینٹ اور چونے کی پختہ دیواریں پرانی ہوتی اور گرتی رہتی ہیں یہاں تک کہ ان پر گھاسیں جمتی اور درخت پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان کی پیدائش اور بھی ان کی بربادی کا سبب ہوتی ہے۔ اسی طرح مٹیاں حرارت ہوا اور پانی کے اثر سے ٹوٹتی پھوٹتی اور ملائم ہو کر رس پر آتی ہیں۔

(۴) زمین اور اس کی قسمیں

۱۔ تم پڑھ چکے ہو کہ پتھر پرانے ہوتے اور گھس گھسا کر مٹی بن جاتے ہیں۔ اتنا اور یاد رکھو کہ یہ مٹی یا تو اسی مقام پر رہتی ہے جہاں وہ بنی ہے یا پانی اس کو اونچے مقامات سے نشیب میں بہا لاتا ہے اور وہاں تہ بہ تہ جمع ہوتی رہتی ہے۔ سب سے اوپر والی تہ جس قدر بونے کے لئے ہل سے توڑ کر ہوا اور دھوپ میں لائی جاتی ہے۔

اس کو **بالائی مٹی** یا صرف مٹی کہتے ہیں۔ باقی جمی ہوئی مٹی جو ہل کے نیچے رہتی ہے۔ اس کو **زیرین مٹی** یا **نیچے کی مٹی** بولتے ہیں۔

۲۔ اب یہ بتایئے کہ مٹی میں کیا کیا چیزیں ہوتی ہیں۔ اچھی مٹیاں جو زور دار کہلاتی ہیں ان میں بہت سی چیزیں شامل ہوتی ہیں مگر تم کو صرف ان چیزوں کا نام بتاتے ہیں جو بہت ضروری ہیں۔

بالو۔ جو دریاؤں کے کنارے زیادہ ہوتی ہے **چکنی** جس سے مکان پوتتے ہیں۔ **چونا** جس سے پختہ مکان بنائے جاتے ہیں۔ **کھار** جو راکھ میں زیادہ ہوتا ہے۔ **شورہ** جو لُونا مٹی میں بہت ہوتا ہے۔ **لوہا** جو **زنگ** یا مورچہ کی صورت میں ہوتا ہے۔ **اگیا** وہ چیز ہے جو دیا سلائی میں چمکا کرتی ہے۔ یہ ہڈیوں میں زیادہ ملتی ہے۔ **الغرض** یہ ساتوں چیزیں پودے کی غذا کے لئے ضروری جزو ہیں۔ اگر ان میں سے ایک بھی کسی زمین میں نہ ہو تو اس پر پودا یا تو پیدا ہی نہ ہوگا اور جو پیدا ہو بھی گیا تو پھول پھل نہ لائے گا۔

۳۔ مٹیوں میں سیاہ رنگ کی ایک چیز اور ہوتی ہے جو نباتات، حیوانات اور ان کے فضلوں کے سڑنے سے بنتی ہے۔ اس میں پودوں

نوٹ:۔ ہمارے ملک کے لئے وہی زمینیں اچھی ہیں۔ جن کی مٹیاں نہ تو بہت چمڑی اور سخت ہوں کہ ان کے کمانے اور تیار کرنے کے لئے محنت اور صرف زیادہ چاہئے۔ نہ ایسی بُھربُھری ہوں کہ ان میں پانی اور کھاد نہ ٹھہرے اور بار بار دینے کی ضرورت ہو۔ بلکہ وہ ایسی ہوں کہ زیادہ پانی جذب کریں اور زیادہ دنوں تک اس کو روکے رہیں۔ یہ وصف ان ہی مٹیوں میں ہوتا ہے۔ جن میں کھاد خوب ہو اور جن کی بالائی اور زیرین دونوں مٹیاں اچھّی ہوں۔

کی خوراک کی سب چیزیں ہوتی ہیں۔ پودے کی غذا (کھاد) درحقیقت یہ ہی چیز ہے۔ یہ سب چیزیں علیحدہ علیحدہ اپنی اصلی حالت میں زراعت کے لئے محض بے کار ہیں۔ مگر جب آٹھوں آپس میں اچھی طرح مل جاتی ہیں۔ تو وہ مٹی بنتی ہے جس کو **کھتار** یا **مزروعہ** مٹی کہتے ہیں کیونکہ اس مٹی میں جملہ اقسام نباتات کے پرورش کرنے کی قوت ہوتی ہے۔ جن مٹیوں کے اندر ان آٹھ میں سے ایک چیز بھی بہت کم یا بہت زیادہ ہو تو اسے **اوسر** کہتے ہیں

(۵) ہل اور اس کی قسمیں

۱۔ بتاؤ ہل کیا چیز ہے؟ ہل جوتنے اور بونے کا آلہ ہے۔ ہلوں کی قسمیں، ان کے نام اور ان کی پہچان بھی بتا دیجئے؟ ہل دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو ہمارے دیس کے ہیں۔ ان کو دیسی ہل کہتے ہیں۔ یہ ہل لکڑی کے ہوتے ہیں۔ صرف پھار لوہے کی ہوتی ہے۔

دیکھو یہ دیسی ہل ہے

۲۔ دوسری قسم کے ہل وہ ہیں جو اور دیس کے ہل دیکھ کر اب بنائے گئے ہیں۔ یہ ہل لوہے کے ہوتے ہیں۔ ان میں ایک پرزہ زیادہ ہوتا ہے جس کو سینہ کہتے ہیں۔ یہ ترقی دادہ ہل کہلاتے ہیں۔
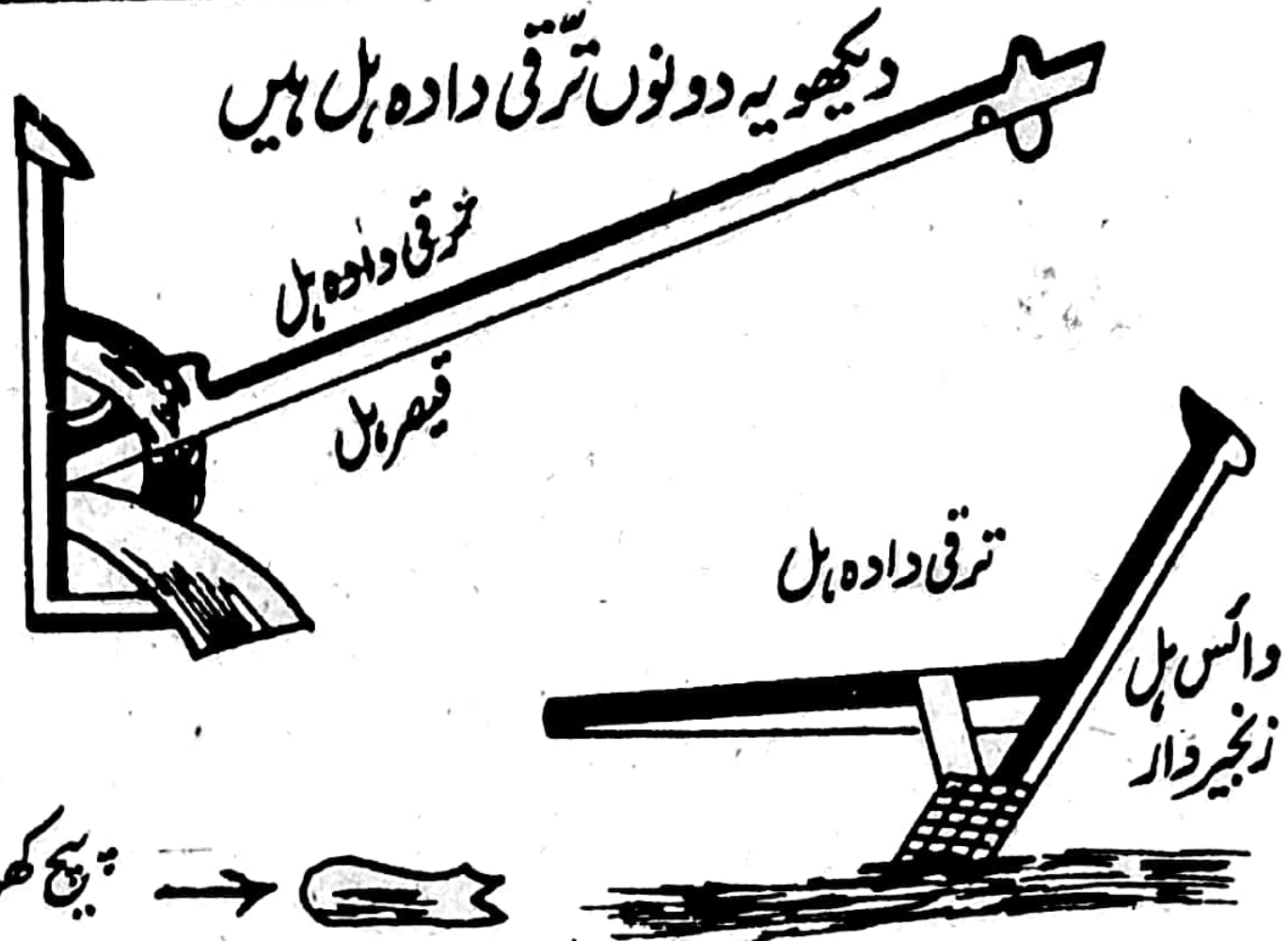
۳۔ اب یہ فرمائیے کہ ان میں سے کونسا ہل اچھا ہے؟ دیسی یا ترقی دادہ؟ ان سب میں ترقی دادہ ہل اچھا ہے۔

ترقی دادہ ہل میں خوبیاں کیا ہیں؟ ترقی دادہ ہل آٹھ انگل سے بھی زیادہ گہری اور ایک بالشت چوڑی کونڑ بناتا ہے جس کی گہرائی یکساں ہوتی اور مٹی ٹوٹ کر ایک طرف گر جاتی ہے۔ دیسی ہل کی کونڑ چار چھ انگل گہری اوپر سے آٹھ انگل چوڑی اور نیچے سے پتلی ہوتی ہے۔ مٹی ٹوٹ کر آدھی ادھر آدھی اُدھر اسی کونڑ میں گر جاتی ہے۔ سخت زمینوں کی جوتائی ترقی دادہ ہل سے بہ آسانی ہوتی ہے۔ جوار۔ مکئی۔ ارہر اور تل کی ٹھونٹھیاں بخوبی اکھڑ جاتی ہیں۔ دیسی ہل ان کو نہیں اکھیڑ سکتا۔ ترقی دادہ ہل کی ایک جوتائی دیسی ہل کی تین جوتائیوں کے برابر ہوتی ہے۔ کیونکہ اسکی کونڑ چوڑی اور یکساں بنتی ہے

۴۔ دیسی ہل کو تو دو بیل کھینچتے ہیں۔ ترقی دادہ ہل کے کھینچنے کو کتنے بیل چاہیئے ہوں گے؟ ترقی دادہ ہل کو اچھے دو بیل کھینچ سکتے ہیں۔ بیلوں کو جتنا زور دیسی ہل کے کھینچنے میں کرنا پڑتا ہے۔ (۱/۳) سے کسی قدر زیادہ

ترقی دادہ ہل کے لئے چاہیئے۔ اس کی آزمائش یوں ہو سکتی ہے کہ ان دونوں ہلوں کی ہریسوں میں ہاتھ بھر کی ایک ایک رسی باندھ دو اور بجائے بیلوں کے آدمیوں سے کھینچوا کر کھیت جوتو۔ اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ جتنا زور آدمیوں کو دیسی ہل کے کھینچنے میں کرنا پڑے گا تقریباً اسی قدر زور ترقی دادہ ہل کے کھینچنے کو چاہیئے۔ مگر ترقی دادہ ہل اس سے دگنا بلکہ تگنا کام دے گا۔؎

(۶) جوتائی اور میائی

۱۔ جوتائی کس کو کہتے ہیں؟

کھیت کی جمی ہوئی مٹی کو ہل چلا کر اکھیڑ دینا جوتائی ہے۔

۲۔ ہل سے کیونکر جوتائی کرتے ہیں؟

دو بیلوں کے کندھے پر ماچی رکھی اور ماچی میں دو یا تین پھیر رسّی کے ڈال کر لچھّا بنایا۔ پھر اس رسی میں سے ہریس کا سرا ہرینی سمیت اس پار نکال دیا تو ہل بیلوں کی جوت کے ساتھ اٹک جائے گا۔

نوٹ؎ ہل جوتائی کا آلہ ہے جو زمین پر گھسٹتا جاتا ہے۔ اس کی نوک زمین میں دھنستی ہے جس سے مٹی اکھڑتی ہے۔ ہل وہی عمدہ ہے جس سے اکھڑی ہوئی مٹی پلٹ کر ہوا اور دھوپ میں آجائے ترقی دادہ ہل کے استعمال سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ صرف کی، محنت کی اور وقت کی بچت ہوتی ہے۔ دیسی ہل سے جو کام تین دن میں ہوتا ہے وہ ترقی دادہ ہل سے ایک دن میں ہوتا ہے۔ اور کھیت کی قوتِ پیداوار بھی بڑھتی ہے۔ دیسی ہل کو دبانا اور سیدھا رکھنا پڑتا ہے۔ مگر ترقی دادہ ہل کو نہ دبانے کی ضرورت نہ سیدھا رکھنے کی حاجت فقط سہارا دینا کافی ہے۔ وہ خود سیدھا چلتا ہے۔ جوتنے والے کو کچھ بھی تکلیف نہیں ہوتی۔

۳۔ ہل کی مٹھیا ہاتھ میں پکڑ لی اور ہل کو نوک کے بل زمین پر کھڑا کیا بیلوں کو سیدھا ہانکا۔ بیلوں کے زور لگانے سے ہل کی پھار زمین میں دھنسے گی

اور ان کے چلنے سے زمین کو پھاڑتی اور مٹی کو توڑتی آگے بڑھے گی۔ اس طرح کھیت میں چھ انگل گہری اور آٹھ انگل چوڑی کونڑ بن جائے گی۔ سارے کھیت میں کونڑیں بنا لینے سے جوتائی پوری ہو جائے گی۔ کئی بار آڑا اور کھڑا جوتنے سے کھیت بیج بونے کے لئے تیار ہو جائے گا۔

۴۔ کھیت کیوں جوتتے ہیں اور جوتائی کیسی ہونی چاہیے؟

کھیت اس لئے جوتتے ہیں کہ کھیت کی مٹی اکھڑ کر لوٹ جائے تاکہ ہوا اور دھوپ کا اثر اس پر ہو۔ اور وہ پھول کر رس پر آجائے۔

کھیت کی جوتائی ایسی ہونی چاہیئے کہ سارے کھیت کی مٹی آٹھ انگل سے زیادہ گہری اور یکساں اکھڑے۔

۵۔ بیج بونے کے واسطے کھیت کیسا ہونا چاہیئے؟

نوٹ :۔ زراعت کا اصل کام جوتائی ہے تاکہ کھیت کی مٹی مہین اور ملائم ہو جائے۔ گیہوں کے واسطے دیسی ہل سے بارہ (۱۲) بلکہ چودہ (۱۴) بار کھیت جوتا جاتا ہے۔ ترقی دادہ دیسی ہل سے چار و پانچ بار، اور پردیسی ہل سے تین چار بار جوتنے سے کھیت ایسا عمدہ تیار ہو جاتا ہے کہ دیسی ہل سے اتنا گہرا اور باریک ہونا ممکن نہیں۔

کھیت کی مٹی نرم، گہری اور نم ہو، گھاس پات سے صاف ہو۔
کیا سب قسم کے بیجوں کے واسطے ایسے ہی کھیت تیار کرنے چاہیئے؟ بے شک کھیت ایسے ہی ہونے چاہئیں۔ ہاں اتنا فرق ہے کہ جن پودوں کے بیج مہین اور نازک اور جڑیں چھتنہ کی قسم کی ہوتی ہیں ان پودوں کے واسطے کھیت کی مٹی نم صاف اور گہری ہونی چاہیئے۔ گو بہت مہین نہ ہو۔

(۷) زراعت کے مویشی

۱۔ تم پڑھ چکے ہو کہ بارکش جانور جیسے گائے۔ بیل۔ بھینس۔ بھینسا۔ مویشی کہلاتے ہیں۔ یہ بتاؤ ہمارے ملک میں کن جانوروں سے زراعت کے کام لیتے ہیں؟
ہمارے دیس میں بیشتر بیل سے اور کہیں کہیں بھینسے سے بھی زراعت کے کام لیتے ہیں۔
۲۔ اچھا یہ بتاؤ کیا کیا کام زراعت کا بیل کرتا ہے؟
بیل ہل چلاتا ہے جس سے کھیت کی جوتائی ہوتی ہے۔ سراون چلاتا ہے۔ جس سے کھیت کی میائی ہوتی ہے۔ کوئیں پر لگاتے ہیں۔ جس سے کھیت کی سینچائی ہوتی ہے۔ ہمارے کھیتوں کی لانک مارتا یا گاہتا ہے اسی طرح اور بھی کام زراعت کے کرتا ہے۔
۳۔ یاد رکھو! بیلوں کی عمدگی پر کھیتوں کی پیداوار کی عمدگی موقوف ہے۔ اگر بیل اچھے ہوں گے تو کھیت کی جوتائی بھی اچھی ہوگی۔ پھر اچھے جتے ہوئے کھیت میں جو جنس بوئی جائے گی اس کی پیداوار بھی اچھی ہوگی۔

اچھّے بیل وہ ہوتے ہیں جو نسل و قوم کے اچھّے ہوں اور ان کی کھلائی پلائی محنت کی مناسبت سے ہو اور پرورش توجہ کے ساتھ کی جائے۔

۴۔ اچھے بیل ہم کو کیونکر مل سکتے ہیں؟ کس طرح ان کو رکھّیں کہ وہ تندرست اور طاقتور رہیں؟۔

اچھّے بیل اس طرح مل سکتے ہیں کہ اچھّی ذات کی گائیں پالو۔ ان کے بچوں کو ابتدا ہی سے اچھی طرح کھلاؤ پلاؤ اور ہلاؤ۔ تاکہ وہ جوان ہوکر تمہاری مرضی کے موافق زراعت کا کام دیں۔

۵۔ اپنے جانوروں کے رہنے کو سایہ دار اور ہوادار مکان بناؤ تاکہ وہ جاڑے میں پالے سے گرمی میں لؤ سے برسات میں بھیگنے سے بچیں۔ ان کے رہنے کی جگہ درخت لگاؤ تاکہ دھوپ

نوٹ:۔ بیل اور بھینسے کے علاوہ ہندوستان میں اور جانوروں سے بھی زراعت کے کام لئے جاتے ہیں۔ میرٹھ کے قریب بابوگڈھ میں جہاں سرکاری گھوڑوں کا اسٹینڈ ہے۔ زراعت کے سب کاروبار گھوڑے اور خچر بھی کرتے ہیں۔ بیکانیر میں اونٹ کام دیتا ہے۔ کہیں کہیں بھینس اور شاذو نادر گائیں بھی ہل میں لگائی جاتی ہیں۔ لیکن ہمارے دیس میں زیادہ تر بیل ہی کام دیتا ہے۔ اس لئے اچھّی ذات کے بیل پیدا کرنا اور بچپن ہی سے ان کی پرورش عمدہ طریقے سے کرنا ہمارا فرض ہے۔

سے بچیں۔ ان کے واسطے چارہ بوؤ تاکہ ہمیشہ ہرا چارہ پائیں۔ ان کو دانہ یا کھلی کھلاؤ تاکہ محنت کے مارے ہار نہ جائیں۔ ان کو ڈوڈھائی پیسہ بھر کے حساب سے نمک دیتے رہو۔ تاکہ خوراک ہضم ہو اور پیٹ صاف رہے۔ اچھّا اور صاف ستھرا پانی پلاؤ تاکہ بیمار نہ ہوں۔ اس طرح غور و پرداخت کروگے تو وہ ہمیشہ تندرست اور مضبوط رہیں گے اور خاطر خواہ کام دینگے۔

(۸) ہل کے بیل اور ان کی نسلیں

۱۔ اب یہ بتا دیجئے کہ اچھّی نسل کی گائیں اور بیل کہاں ہوتے ہیں؟ ان کے نام اور ان کی پہچان کیا ہے؟

جن مقامات میں گھنے جنگلوں کی وجہ سے سایہ ہوتا ہے اور گرمیوں میں بھی ٹھنڈک رہتی ہے۔ عمدہ چارہ اور صاف پانی بھی بکثرت ملتا ہے، وہاں کی گائیں قوی دودھارا اور بیل توانا تنومند ہوتے ہیں۔ لیکن کھلے میدانوں میں جہاں سایہ کم اور چارے، پانی کی قلّت ہو، گرمیوں میں دھوپ کی تپش ہو وہاں نہ تو گائیں موٹی تازی اور دودھار ہوتی ہیں نہ بیل ٹانٹے اور مضبوط۔

۲۔ ممالک[1] مغربی، شمالی اور اودھ میں جو نسلیں بیل کی نامی ہیں وہ یہ ہیں۔

---

[1] اب یہ اترپردیش کہلاتا ہے۔

۱۔ میوات صوبۂ پنجاب میں ہے۔ وہاں کی نسل ہمارے دیس میں حصار و ہریانہ کے نام سے مشہور ہے۔ بیل خوبصورت جفاکش مگر سست رفتار، قد بلند ڈیل بھاری ماتھا اونچا اور آنکھیں ان کی بادامی ہوتی ہیں۔

۲۔ کوسی ضلع متھرا۔ یہاں کی نسل میوات کے سانڈوں سے پیدا ہوتی ہے۔ صورت شکل میں تر بیل ویسا ہی ہوتا ہے مگر قد کا چھوٹا۔

۳۔ کنوریا بیل۔ یہ نسل دریائے کین کے کنارے باندہ سے
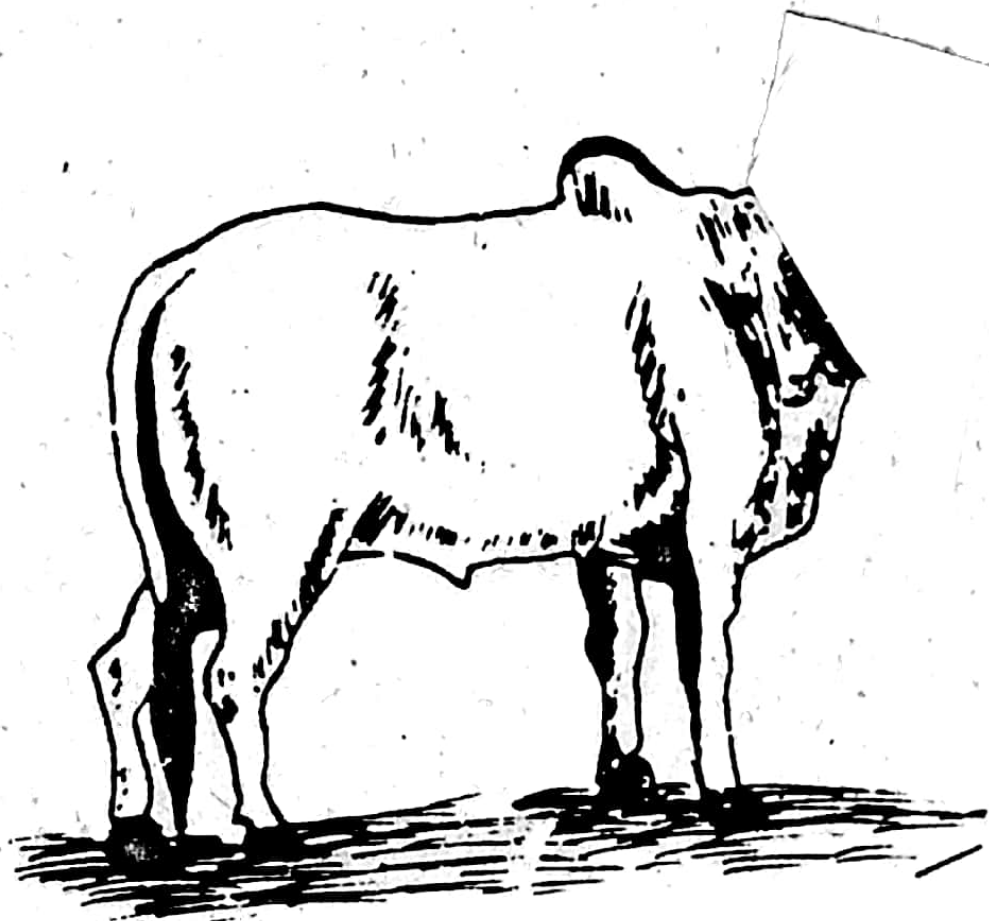
کنوریا نسل کا بیل

ہمیر پور تک پائی جاتی ہے۔ رنگ لال، قد میانہ، زراعت کے لئے بہت مناسب ہے۔ لے

۴۔ کھیری صوبۂ اودھ کی دو نسلیں مشہور ہیں۔
ایک ٹریہر بیلوں کی جن کی دم سفید اور بدن چتکبرا، مزاج کے چھیلے اور مرکھنے ہوتے ہیں۔

لے حاشیہ صفحہ ۱۴۴ پر

دوسری بھوڑ جن کو اودھ میں بنگرہا بھی کہتے ہیں۔ قدمیانہ رواں کھڑا، دُم اونچی عادت کے شریر مگر مضبوط اور زراعت کے لئے بہت کار آمد۔

۵۔ بہرائچ۔ صوبۂ اودھ میں رسیا نسل کے بیل زراعت کے واسطے بہت اچھّے ہیں۔ قد کے چھوٹے مزاج کے بہت جھلّے ہوتے ہیں۔

(۹) کھاد اور اس کی قسمیں

ا۔ تم نے پڑھا ہے۔ پودے کی بھی جان ہے۔ اس کی زندگی کھانے پر منحصر ہے۔ اس کی غذا کو کھاد یا کھات کہتے ہیں۔ اب بتاؤ پودے کی غذا کئے قسم کی ہوتی ہے؟ وہ پودے کو کہاں سے ملتی ہے؟ اس کو پودا کیوں کر لیتا ہے؟ اس کے کیا نام ہیں؟
پودے کی غذا دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک لطیف غذا جو ہوا میں ہوتی ہے۔ اس کو پودا اپنی پتیوں کے نامعلوم سوراخوں سے لیتا ہے اور وہ پودے کے اندر کوئلے کی

نوٹ :۔ ہل کے بیل وہ بیل ہیں جو ہل میں خوب چلتے ہیں۔ سب بیل ہل کے لائق نہیں ہوتے۔ بعض نسلیں مثلاً میوات کے بیل بہلی اور رتھوں کیواسطے نہایت موزوں ہیں۔ ہل کے لئے وہ بیل عمدہ ہوتے ہیں جو بدن کے گٹھیلے اور مضبوط ہوں۔ سینہ چوڑا کاندھے سخت تلمیاں سیدھی موٹی اور گٹھی ہوئی ہوں مزاج جھلّا ہو مگر وحشت نہ ہو۔

صورت میں پائی جاتی ہے اس کو کوئلن (کاربن) کہتے ہیں وہ جلنے کے وقت دھواں بن کر ہوا میں جا ملتی ہے۔ دوسری کثیف غذا جو زمین میں ہوتی ہے۔ اس کو پودا اپنی جڑوں کے ذریعے سے پانی کے ساتھ لیتا ہے۔ اور وہ سفید خاک کی صورت میں پودے کی راکھ کے اندر پائی جاتی ہے

۲- اب ہم کو یہ بتا دیجئے کہ پودے کی غذا جو زمین میں پائی جاتی ہے۔ اس میں کیا کیا چیزیں شامل ہیں ؟ اور وہ کہاں ملتی ہیں ؟

پودے کی غذا میں یہ چھ چیزیں نہایت ضروری ہیں۔

۱- کھار جو راکھ میں زیادہ ہوتا ہے۔

۲- چونا جو کنکر میں زیادہ ہوتا ہے۔

۳- شورہ۔ جو لونا مٹی میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ شورے میں دو چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک تو کھار جو راکھ میں ہوتا ہے۔ دوسری ایک لطیف چیز ہے۔ جو شورے کو آگ پر رکھنے سے ہوا میں جا ملتی ہے۔ اس کو شورن (نیٹروجن) کہتے ہیں یہ ہی چیز پودے کی غذا میں سب سے زیادہ اور قیمتی ہے۔

۴- لوہا جو زنگ کی صورت میں ہوتا ہے۔

۵- گندھک جو چونے وغیرہ کے ساتھ ملی ہوتی ہے۔

۶- وہ چیز جو دیا سلائی کے مصالحہ میں ہوتی ہے۔ اور اندھیرے میں چمکتی نظر آتی ہے۔ اس کو آگیا (فاسفورس)

کہتے ہیں۔

یاد رکھو! یہ سب چیزیں جس کھادیں ہوتی ہیں۔ اس کو عام کھاد بولتے ہیں۔

۳۔ سب نباتی اور حیوانی کھادیں جیسے پودے، پتیاں، تیل کی کھلیاں، مردہ جانور اور ان کے بال، کھال، ہڈیاں، خون، گوشت، سینگ، کھُر اور ان کے فُضلے یعنی گوبر، پیشاب، لید مینگنی، چڑیوں کی بیٹ وغیرہ عام کھادیں ہیں جو سب طرح کی زمینوں کے لئے اور سب قسم کے پودوں کے واسطے مفید ہیں۔

۴۔ جس کھادیں ایک یا دو تین چیزیں پودے کی غذا کی ہوتی ہیں۔ اس کو خاص کھاد کہتے ہیں۔ مثلاً چونا کہ ایک ہی

نوٹ :۔ کھاد قدرتی طور پر زمین میں موجود ہوتی ہے یا کسان کو بہم پہنچانی پڑتی ہے۔ اگر کھاد نہ ہو تو زمین اُوسر اور ناقابل زراعت ہے کھاد پر نہ صرف پودے کی زندگی کا دارومدار ہے۔ بلکہ پیداوار کی عمدگی بھی اسی پر منحصر ہے۔ قدرتی طور پر اتنی کھاد کہ مزروعہ پودوں کی ضرورت کے موافق ہو شاذونادر ہوتی ہے۔ انسان ضرورت کو بھی جان سکتا ہے اور ضرورت کے موافق کھاد بھی بنا سکتا ہے۔ مگر جو کسان پہلے کھاد کی تدبیر نہیں کرلیتا اور کھیت جوت کر بیج بو دیتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جو مہمان تو بلائے اور اس کے کھانے کی فکر نہ کرے۔ اس کے مہمانوں کا انجام بجز اس کے اور کیا ہوگا کہ بھوکے مریں۔

چیز ہے۔ یا شورہ جس میں دو چیزیں شامل ہیں۔ کھاد اور شورہ۔ یہ خاص کھادیں ہیں۔ خاص کھادیں خاص قسم کی زمین یا خاص قسم کی جنس کے واسطے مفید ہوتی ہیں۔ مثلاً تر زمینوں اور پھلی دار اجناس کے لئے سخاص کر فائدہ مند ہے۔ شورہ مٹیار زمینوں اور گیہوں وغیرہ کے لئے مفید ہے۔

۵۔ کھاد وہی قیمتی اور عمدہ ہے جس میں نیٹروجن یعنی شورہ کا جزو ہو، نباتی کھادوں میں تو کھلیان۔ حیوانی میں سب قسم کی چیزیں اور معدنی میں شورہ بہتر کھادیں ہیں۔

(۱۰) بیج اور اس کی بوائی

۱۔ بتاؤ بیج کیا چیز ہے؟

بیج پودے کا انڈا ہے۔ جو پھلوں کے اندر ہوتا ہے۔ پختہ بیج بونے سے پھر وہی پودا ہو جاتا ہے۔ جس کا بیج ہے۔ جو بھلائی برائی بیج میں ہوتی ہے۔ وہی اس کے پودے کی پیداوار میں ہوتی ہے۔

۲۔ یہ بتاؤ آنکھ یا اکھوا کِس کو کہتے ہیں؟

اکھوا بیج کا وہ حِصّہ ہے جو بڑھ کر پودا بنتا ہے۔ اکھوے میں آیندہ پودے کی جڑ، تنہ اور پتیاں موجود ہوتی ہیں۔ بیج میں جب تک اکھوا زندہ ہے۔ وہ بونے سے جمے گا۔ مگر اکھوا مرجائے تو بیج بونے کے لائق نہیں رہتا۔ بہت دِنوں تک ہوا اور سیل میں رہے یا کیڑا لگ جائے تو بیج کا اکھوا

خراب ہو جاتا ہے۔ کٹا، گھنا، پرانا اور کچا بیج جمتا نہیں، بلکہ سڑ جاتا ہے۔ بیج ہمیشہ اچھے سے اچھا چُن چھانٹ کر بونا چاہیئے۔ تاکہ سب بیج جمیں۔ پودے قوی تندرست اُگیں۔ پیداوار عمدہ ہو۔

۳۔ اب یہ بتا دیجئے کہ اچھا بیج ہم کو کیوں کر مل سکتا ہے؟

اِس کی تدبیر یہ ہے کہ جب تمہارے کھیتوں کی فصل تیار ہو۔ تو اچھی اچھی بالیاں چُن کر آئندہ بونے کے لیے رکھ لو۔ بونے کے وقت اس میں سے عمدہ بیج چھانٹ کر بو دو۔ جب پھر فصل تیار ہو تو جو بالیاں سب سے پہلے پکی ہوں، سب سے زیادہ بڑی اور بھری ہوں۔ بونے کے لئے چُن لو۔ اس طور پر ہر سال تمکو عمدہ بیج ملتا جائے گا۔ اور پیداوار میں ترقی ہوتی جائے گی۔

یہ بھی یاد رکھو کہ اچھی زور دار زمینوں میں کم اور کمزور زمینوں میں زیادہ بیج پڑتا ہے۔ اگر بیج چُنا، چھنٹا ہوا ہو تو اور بھی کم مقدار میں کافی ہو گا۔ اور پیداوار زیادہ اور اچھی ہوگی۔

۴۔ کھیت میں بیج اس واسطے بوتے ہیں کہ پودا پیدا ہو اور بڑھے۔ پھولے پھلے اور پروان چڑھے۔ مگر ہر جنس کے پودے کو بڑھنے اور پھیلنے کے لئے جگہ چاہیئے۔ بوتے وقت جگہ کا لحاظ کر لینا بھی مقدّم ہے۔ بیج ایک دوسرے

سے اتنے فاصلے پر بونا لازم ہے کہ ہر پودے کو بڑھنے اور پھیلنے کے لیئے کافی جگہ مل سکے۔ پودے اگر پاس پاس ہوں گے۔ تو ایک دوسرے کو دبالے گا۔ اور ان کی باڑ ماری جائے گی۔ نتیجہ یہ کہ پیداوار میں کمی پڑے گی لہ

(۱۱) زراعت اور اس کی ضرورتیں

۱۔ تم نے زراعت کا بیان اب اتنا پڑھ لیا ہے کہ تم سمجھ سکتے ہو کہ کیا کیا شرائط کسی جنس (مثلاً گیہوں) کی پیداوار کے لیے ضروری ہیں۔ ایک تو مناسب زمین کا ہونا جس میں پودے کی کھاد کے سب اجزا موجود ہوں۔ چنانچہ ان صوبجات کی معمولی سُرخی مائل دومٹ زمین اس مطلب کے لئے کافی ہے۔ دوسرے زمین کو کما بنا کر تخم ریزی کے لئے خوب تیار کرنا تاکہ مٹی نم، مہین، پولی اور صاف ہو جائے۔ اگر

لہ نوٹ :۔ زراعت کے لئے بیج نہایت ضروری چیز ہے۔ اہلِ زراعت کو بیج حاصل کرنے میں پوری توجہ اور کوشش کرنی چاہیئے۔ بیج کا بدلنا بھی ضروری بات ہے۔ ہر دوسرے تیسرے یا چوتھے برس پھر نیا بیج بونا بہتر ہے۔ مٹیار زمینوں کی پیداوار کا بیج دومٹ اور بلوا رس زمینوں میں اور دومٹ زمینوں کا بیج مٹیار میں بونے سے پیداوار میں بہت ترقی ہوتی ہے۔

نمی جاتی رہے تو بیج نہ جمے گا۔ مٹی مہین اور پولی نہ ہو تو بُرا جمے گا۔ کیوں کہ پودوں کی جڑیں غذا کی تلاش میں زمین کے اندر دور تک نہ جا سکیں گی۔ نہ سب طرف پھیل سکیں گی۔ اگر کھیت صاف نہ ہو گا تو جو کھاد زمین میں قدرتی یا تمہاری دی ہوئی موجود ہے۔ اس کو گھاسیں کھالیں گی اور تمہارے بوئے ہوئے پودوں کو پورا فائدہ حاصل نہ ہو گا۔

۲۔ اعلیٰ قسم کی اجناس کا بیج اچھے سے اچھا بونا چاہیئے یعنی گداز بے عیب اور نیا ہو۔ بوائی بھی باقاعدہ کرنی چاہیئے۔ مناسب گہرائی میں بیج ڈالو۔ نہ بہت گھنا ہو نہ بہت چھدرا۔ اگر زوردار زمین پر گھنا بوؤ گے۔ تو پودے ایک دوسرے کو دبالیں گے۔ پتلے اور کمزور پڑ جائیں گے پھر یا تو اپنے بوجھ سے آپ گر پڑیں گے یا ہوا کے جھوکوں سے لیٹ جائیں گے۔

۳۔ بوئی ہوئی فصل کی ایک یا دو نکائیاں ہونی چاہئیں کئی برس تک جوتائی اچھی ہوتی رہے تو بنظر تخفیف خرچ و محنت تم نکائی موقوف کر سکتے ہو۔ لیکن ہمارے ملک میں عام رواج یہی ہے کہ عمدہ پیداوار کی غرض سے ایک نکائی ضرور کی جاتی ہے۔

۴۔ جہاں کہیں ممکن ہو کم سے کم دو تین بار آبپاشی بھی ضروری ہے مگر موسم کا لحاظ رہے۔ اگر خشک ہو تو ایک پانی زیادہ دو۔ مرطوب ہو تو ایک دو پانی کم کر دو۔ اچھے

اور زوردار کھیت کی سنچائی میں زیادہ احتیاط لازم ہے۔
کیونکہ پودے زیادہ بڑھیں گے تو گرجانے کا خوف ہے گرے ہوئے
پودوں کی صرف پیداوار ہی میں کمی نہیں ہوجاتی بلکہ گردی کے
لگ جانے کا بھی اندیشہ ہے۔

۵۔ یہ بھی ضروری بات ہے کہ بوئی ہوئی فصل جب
پک پکا کر تیار ہوجائے تو فوراً کاٹ لو پختگی کے بعد کھیت
کھڑا رکھنے سے بجز نقصان کے کچھ منفعت نہیں۔ چوہے کتریں،
چڑیاں کھائیں، دانہ جھڑے، بارش کا کھٹکا، اولوں کا ڈر،
آگ کا خوف، چوری کا اندیشہ۔

نوٹ ۱۔ زراعت کے واسطے زمین، ہل، مویشی اور بیج رکن اعظم ہیں۔ انھیں
کی عمدگی پر زراعت کی کامیابی اور انھیں کے اچھے استعمال پر مزارعین
کا منافع موقوف ہے۔ زراعت کے کاموں میں جی لگانے اور محنت مشقت
کرنے سے روپیہ بچتا ہے جو اصلی نفع ہے۔ جاہل گنواروں سے امید نہیں
ہوسکتی کہ وہ زراعت کے اعلیٰ پیشے کو عمدہ طور سے کرسکیں اور اپنی حالت
سنبھالیں۔ البتہ جو اس پیشے کے اصول سمجھ کر باقاعدہ طور پر کرے گا وہ مثل
تاجروں کے نفع اٹھائے گا۔ سمجھ دار کے لئے زراعت کا میدان بہت وسیع
ہے۔ عاقل کو اشارہ کافی ہے۔

تمّت بالخیر

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی

اردو زبان کی پانچویں کتاب

* (۱) خدا رزّاق ہے *

الفاظ	معانی
خالق	پیدا کرنے والا، بنانے والا
رزّاق	رِزق دینے والا
نو پید	نیا پیدا ہونے والا
تحیّر	تعجب
سطح	کنارہ
مہر	سورج
خوشہ	گچھا
نوزاد	بچہ
طرارت	زندگی
برگ	پتہ
خلّاق	پیدا کرنے والا

الفاظ	معانی
جلوہ گر	ظاہر ہونا
رطوبت	تری
دنداں	دانت
تبار	خاندان
بار	پھل، بوجھ، مرتبہ
آسیا	چکی
سودا	جلا ہوا بلغم
شکم	پیٹ
قُرص	ٹِکیہ
صفرا	جما ہوا خون
اطوار	طریقے
اصحاب	بہت دوست
بقا	زندگی
فضول	بیکار
تابستاں	گرمی
احکام	بہت سے حکم

الفاظ	معانی
آمیزش	ملاوٹ
منشاء	مرضی

(۲) وقت سرمایہ ہے

الفاظ	معانی
مہذّب	تہذیب والا
شاکی	شکایت کرنے والا
سرمایہ	پونجی
خسارہ	نقصان
تونگر	مالدار
معصیت	گناہ
وسعت	گنجائش
اندوہ	غم، رنج
سیرت	عادت
حق تلفی	حق دبانا
تضیع	ضائع کرنا
زبوں	ذلیل، بُرا
نگراں	محافظ، دیکھنے والا
نالاں	پریشان
برکت	زیادتی
معطّل	کام سے الگ ہونا
بے نوا	مُفلس، بے سہارا
قطع وبرید	کاٹ چھانٹ
تندہی	جدوجہد

الفاظ	معانی
زوال	تباہی، ختم
انصرام	انتظام
مفلوک	تباہ حال والا، مُفلس
مُنصف	انصاف کرنے والا
زیاں	نقصان
نکوئی	اچھائی
میلان	توجہ
تقاضہ	تاکید
قانع	صبر کرنے والا
تفریح	سیر
عدیم الفرصتی	فرصت نہ ہونا
بالعکس	اُلٹا، مخالف
مشغلہ	کام
صلاحیت	قابلیت
معتبر	اعتبار کیا ہوا

(۳) قوسِ قزح اور ہالہ

الفاظ	معانی
قوسِ قزح	کمان، دھنک
کثیف	میلا، گاڑھا
ہالہ	چاند کی کنڈل
اِنحراف	پھر جانا
کجی	ٹیڑھا پن

الفاظ	معانی
محاذی	مقابل
ترشح	بوندا باندی، ٹپکنا
درخشاں	چمکتا ہوا
بلور	چمکتی ریت
جرم	جسم
مثلثی	تکونا
معائنہ	ملاحظہ، جانچ
آبشار	جھرنا
منحرف	پھر جانیوالا، ٹیڑھا
شاذ	انوکھا، غیر معمولی
شفاف	نہایت صاف
منور	روشن
ابرِ تنک	تھوڑا بادل
نظارہ	منظر
حائل	رُکاوٹ، روکنے والا
تنک	ہلکا

* (۴) امید *

الفاظ	معانی
کوہ	پہاڑ
جانواز	مہربان
تکیہ گاہ	بھروسہ کی جگہ
ناکام	نامراد
فروغ	رونق، ترقی
راست	سچا
توقع	امید
دلسوز	ہمدرد
اساس	بنیاد
خرسند	خوش
سپر	ڈھال، پناہ
شفیق	مہربان
غربت	مفلسی
ہراس	نا اُمید
دشت	جنگل
مخمور	مست
دروغ	جھوٹ
زربفت	ریشم اور سونے کے تاروں کا کپڑا

* (۵) حکیم الیپ کا بیان *

الفاظ	معانی
موجد	ایجاد کرنے والا
علامہ	زبردست عالم
عبرت	نصیحت
کلید	کُنجی
ظریف	خوش طبع

الفاظ	معانی
افتراء	بہتان، جھوٹ
حیوانِ مُطلق	جانور
گوناگوں	قسم قسم، طرح طرح
بغاوت	نہایت، بہت زیادہ
عصر	زمانہ
دلائل	دلیلیں، ثبوت
نکتہ سنجی	انجام سوچ کر بات کہنا
حوانِ ناطق	بولنے والا جانور، انسان
کریہہ المنظر	بدصورت، بدنما
درس	سبق، تعلیم
فضائل	فضیلتیں، خوبیاں
برتر	افضل، اعلیٰ
غیظ	غصہ
فرمائش	چاہت، تمنا
زیرک	سمجھدار، عقلمند
ذی رُوح	جاندار
برہم	غصہ
بدقوارہ	بدشکل
فحش	بُرائی
فراست	سمجھ، دانائی
نکتہ سنجی	نتیجہ کی تلاش
تدریس	پڑھانا

الفاظ	معانی
علی الخصوص	خصوصاً
نزاع	جھگڑا
ذکی	ذہین، ہوشیار
کوزہ پشت	کُبڑا
لِقاء	ملاقات، دیدار
مؤثر	اثر کرنے والا
لطیف	مہربان
نفور	نفرت کرنے والا
تفرقہ	لڑائی جھگڑا
منغض	ناراض
تعالیٰ	بلند ہے، اونچا ہے
عِناد	دشمنی
رموز	اشارے
محو	مٹا ہوا
صواب	ٹھیک، درست
پند	نصیحت

* (۶) علم کی ضرورت *

الفاظ	معانی
صناعت	کاریگری، بنائی ہوئی چیز
دَور	زمانہ
مستغنی	بے پرواہ
جرّاح	زخم لگانے والا

الفاظ	معانی
دانش۔حکمت	دانائی، عقلمندی
یاور	مددگار
نجار	بڑھئی
سائیس	گھوڑوں کا محافظ
بکاول	گویا
سرگز	سُنار
کحال	سُرمہ بنانے والا
کمتر	کم درجہ کا
تربیت	پرورش
گرم بازاری	خرید وفروخت کی زیادتی
مطبخ	کھانا پکانے کی جگہ
خسارہ	نقصان، گھاٹا
منحصر	موقوف، مدار
سیر	پیٹ بھرنا
محدود	جس کی کوئی انتہا ہو
امتیاز	فرق، تمیز
عاری	عاجز
مہندس	ہندسہ کے علم کا واقف
فلسفہ	عِلم حکمت
بیطار	جانوروں کا حکیم
فصّاد	فصد کرنے والا
روز افزوں	دن بہ دن ترقی کرنیوالا

* (۷) کلکتہ *

الفاظ	معانی
قریہ	گاؤں
منہدم	مسمار، گرجانا
تلف	ختم ہو جانا
مہمات	معرکے
بلاد	بہت سے شہر
صدر	سردار، چھاؤنی
تسمیہ	بسم اللہ، نام رکھنا
شاق	ناگوار، دشوار
شائستہ	مہذّب، لائق
فرنگ	یورپ
مستحکم	مضبوط
صنّاع	بڑا کاریگر
لنگر	جہاز یا کشتی ٹھہرانے کی جگہ
صادر	نافذ ہونا
اسلوب	طرز، رَوش
فراخ	کشادہ، کھُلا ہوا
ایوان	محل
عریض	چوڑا
صِلہ	بدلہ

* (۸) حیا *

الفاظ	معانی
دلپذیر	مرغوب، پسندیدہ
پاسبان	حفاظت کرنے والا
حجاب	پردہ
مذمّت	بڑائی، رُسوائی
عِصمت	عِزّت، پاکدامنی
خِسّت	کنجوسی، کمینگی
اغنیاء	بہت سے مالدار
اجتناب	پرہیز
عرق ریزی	محنت
سکوت	خاموشی
بذل	بخشش، خرچ
باک	خوف، اندیشہ
سینہ سپَر	خطرہ کے موقع پر جمنا
عار	شرم
قُوّت	روزی

* (۹) صرفِ دولت *

الفاظ	معانی
کسب	کمانا
ماتحت	غلام، تابع، نوکر
مصارف	اخراجات
اعتدال	درمیانہ
مستحق	حقدار
متعلقین	تعلّق رکھنے والے
معدوم	ختم، ناپید، برباد
اصول	ضابطہ، دستور
عفونت	بدبو
سیر چشمی	نظر کا بھر جانا
رفاہ	فائدہ
حُسنِ اعمال	کاموں کی اچھائی
مَصْرَف	خرچ کرنے کی جگہ
اتحاد	میل جول، اتفاق
مآل	انجام
اِسراف	فضول خرچی
لوازم	ضروریات
دستگیری	حمایت
قلیل	تھوڑا
مذموم	بُرا
مُسْرِف	فضول خرچی کرنیوالا

* (۱۰) بخیلی اور فضولی *

الفاظ	معانی
صَدا	آواز
ہَوا	خواہش
حمیّت	ہمدردی

الفاظ	معانی
فضول	بیکار
مال	دولت
گنوانا	برباد کرنا
مگس	مکھی
صحت	حالت
خود مطلبی	لالچ پن
یاس	نا اُمیدی
قفس	پنجرہ
اسیر	قیدی
حق تلفی	حق دبانا

* (۱۱) ہمت *

الفاظ	معانی
ثروت	مالداری
بدرویّہ	بدچلن
رفاقت	دوستی
استقبال	مضبوطی
انقلاب	بدلنا
تحمل	برداشت
حمّالی	بوجھ ڈھونا
جدوجہد	انتھک کوشش
عیاشی	نفس کی خواہش پوری کرنا
ولی نعمت	مال والا

الفاظ	معانی
درماندگی	مصیبت
عزم	ارادہ
متموّل	مالدار
قدیم الخدمت	پُرانا خادم
نانِ شبینہ	رات کی بچی روٹی
جزم	پختہ، مضبوط
تموّل	بڑائی، مالداری

* (۱۲) سچائی *

الفاظ	معانی
ماضی	گذرا ہوا زمانہ
نظیر	نمونہ، مثال
دروغ گوئی	جھوٹ بولنا
معرکہ	جنگ
سامع	سننے والا
خلوص	اخلاص
خِفّت	ہلکا پن، شرمندگی
صادق	سچا، موزوں
مستقبل	آنے والا زمانہ
تقلید	پیروی
کنایہ، رمز	اشارہ
رِیا	دِکھاوا
کاذب	جھوٹ بولنے والا

الفاظ	معانی
ذو معنیٰ	معنیٰ والا
حتی المقدور	جہاں تک ہو
عملاً	عمل کے اعتبار سے
مُربّی	تربیت کرنے والا
متکلّم	کلام کرنے والا
صریح	علانیہ، صاف
تذبذب	شک وشبہ
رَوِش	طریقہ

* (۱۳) ایک گدھا شیر بنا *

الفاظ	معانی
سہم	خوف
پوستین	کھال، جلد
طیش	غصہ
فریب	دھوکا
شیوہ	طریقہ
آشکار	ظاہر
حِمار	گدھا
زنہار	ہرگز
زار	کمزور، عاجزی
رستگاری	چھٹکارا

* (۱۴) حکایت *

الفاظ	معانی
راوی	حکایت لکھنے والا
آزار	تکالیف
دوادوش	دوڑ دھوپ
کرمِ شب تاب	جگنو
نصیحت	اچھی بات
خار	کانٹا
شرارہ	چنگاری
جویا	ڈھونڈنے والا
خلش	چبھن، دشمنی
اخگر	چنگاری
خس	گھاس
فضیحت	رسوائی

* (۱۵) ثمرۂ اعمال *

الفاظ	معانی
ثمرہ	نتیجہ، پھل
وابستہ	جُڑا ہوا، متعلق
منتشر	پھیلا ہوا
اقوال	باتیں، کہاوتیں
شاہد	گواہ
الفاظ	بہت سے لفظ
کائنات	دُنیا
محدود	حد بندھا ہوا
بشر	انسان
دوش	کندھا

الفاظ	معانی
* (۱۶) حکایت *	
لبِ آب	پانی کا کنارہ
شغل	کام دھندا
تمیز	سلیقہ
نظارہ	ظاہر ہونا
متحیّر	حیران
زلزلہ	بھونچال، ہالن
آشنا	جانا پہچانا
لہو	کھیل کود
لبریز	مُنہ تک بھرا ہوا
محیط	گول دائرہ، گھیرنے والا
شعبدہ	دھوکہ
آشنا	جانا پہچانا
نہاد	طبیعت
طفلانہ	بچپن، بچکانہ
بسیط	کشادہ، جو مرکب نہ ہو
طرفہ	عجیب
شیدا	فریفتہ
* (۱۷) ایک قانع مفلس *	
تار	دھاگہ، اندھیرا
قانع	صبر کرنے والا

الفاظ	معانی
چاق	تندرست
پوشش	لباس
بہر	واسطے
لے	لہر، طرز
خرّم	خوش
مہجور	چھوڑا ہوا
نِعَم	مال و دولت
پلاس	ٹاٹ
نوا	آواز
زمزمہ	گانا، نغمہ
* (۱۸) غلامی کا انسداد *	
اواخر	آخر
انسداد	بند کرنا، ختم کرنا
جور	ظلم
بیع	بیچنا
اقتدار	اختیار، حکومت
ماجرا	حال، حالت
نازل	اُترنے والا
مُعین	مددگار
عہدِ طفلی	بچپن کا زمانہ
رِفاہ	فائدہ
محرر	لکھنے والا مُنشی

الفاظ	معانی
اکناف	سمتیں
پارچہ باف	کپڑا بننے والا، جولاہا
جفا	ظلم
توانا	طاقتور، تندرست
تعدّی	ظلم وستم
جلاوطن	ملک سے باہر جانیکی سزا
دوردست	نہایت دور
فی زمانہ	موجودہ زمانہ میں
غُرباء	بہت سے غریب
محسِن	اِحسان کرنے والا
جلیل القدر	بڑی شان والا
فرار	بھاگنا
مساکین	بہت سے غریب
روپوش	چھپا ہوا
مُمِد	مدد کرنے والا
عمائد	قوم کے سردار
مشتہر	خبر دینے والا، مشہور
اِنسداد	جڑ سے ختم کرنا
سالم	پورا، صحیح، تندرست
معاون	مددگار
مُسلّمہ	تسلیم کی ہوئی

* (۱۹) علم زندگی ہے *

الفاظ	معانی
طرفہ	عجیب
اَبد	ہمیشہ
شجر	درخت
کِشور	ولایت، مُلک
مَرگ	موت
جاوداں	ہمیشہ رہنے والا
اِستفسار	پوچھ تاچھ
ولے	اور لیکن
انقلاب	تبدیلی
شدّومد	زور شور
شیدا	عاشق، فریفتہ
اقصا	آخر
لِقاء	ملاقات
سیاحت	گھومنا
راغ	جنگل
رشید	ہدایت کرنے والا
مُثمِر	فائدہ دینے والا
رازداں	بھید جاننے والا
معتمد	اعتبار والا
تفحص	جستجو، تلاش

الفاظ	معانی
بازگشت	واپس لوٹنا
رسول	قاصد
مستقیم	سیدھا، صحیح
علیم	جاننے والا

* (۲۰) راستی نجات ہے *

الفاظ	معانی
نجات	چھٹکارہ
ناگزیر	لازم
تندخو	بُری عادت والا
سماع	سننا
حرف گیر	اعتراض کرنے والا
تصنع	بناوٹ، دِکھلاوا
اسیری	قید ہونا
جبّار	ظلم کرنے والا
پناہ	حفاظت، بچاؤ
مانع	روکنے والا
بیم	ڈر، خوف
ہاجی	بُرائی بیان کرنیوالا
گزاف	بڑائی، گپ
دُشنام	گالی
سقیم	بیمار، نہایت خراب
ستمگر	ظالم

الفاظ	معانی
مدح	تعریف
زشت خو	بُری عادت والا
اشتباہ	شبہ
تیغ	تلوار
بُرندہ	کاٹنے والا

* (۲۱) سفر *

الفاظ	معانی
تکمیل	پورا کرنا
افزائش	زیادتی، بڑھوتری
متبرک	برکت والا
نافع	نفع دینے والا
صنع	کاریگری
رسم الخط	لکھنے کا ڈھنگ
کسل	سُستی، تھکاوٹ
صواب	ٹھیک، درست
نکتہ	باریکی
برّ و بحر	خشکی و تری
جبل	پہاڑ
متابعت	پیروی کرنا
گوناگوں	قِسم قِسم
تفرقہ	جدائی، جھگڑا
منتفع	فائدہ اٹھانے والا

الفاظ	معانی
بہرہ مند	فائدہ اٹھانے والا
شلّاق	تھپڑ مکّے مارنے والا
اقالیم	بہت سے مُلک
خِلقت	پیدائش
ملول	رنجیدہ
تفریح	سَیر

* (۲۲) آدابِ سفر *

الفاظ	معانی
داد وستد	لین دین
شلاق	تھکانا، پریشان کرنا
خلیق	اچھی عادت والا ملنسار
متردّد	فکر مند
آسائش	آرام
دانی	سخی
آوارہ گرد	آزاد پھرنے والا
متابعت	پیروی، اطاعت
مقتضا	مراد، مصلحت
مداخلت	دخل دینا
احباب	اقرباء، دوست
اعزّہ	رشتہ دار
خانہ بدوش	بے ٹھکانا

* (۲۳) جاڑا اور گرمی *

الفاظ	معانی
رَوا	جائز
خنک	ٹھنڈا
مونیر	ایک قسم کا میوہ
تابستاں	گرمی
مِثل	مانند
تخم ریزی	بیج ڈالنا
حضر	سکونت، مقیم ہونا
اُنس	پیار، محبت
ضیا	روشنی
خودستا	اپنی تعریف خود کرنیوالا
حجاب	پردہ
نزاع	جھگڑا
دلق	گدڑی
فیض	بخشش
برہنہ	ننگا
مساوی	برابر
طولانی	لمبائی
اِشتہاء	بھوک، خواہش
بَدنما	بدشکل، بھدّا
بہم	آپس میں
اغنیاء	مالدار

الفاظ	معانی
غلغلہ	شہرت، ہنگامہ
ترجح	برتری
فقط	صرف، بس
قضیہ	جھگڑا

* (۲۴) ارسطو *

الفاظ	معانی
گرامی	قابل تعظم
خِفّت	شرمندگی، ندامت، ہلکاپن
ظِل	سایہ
کفیل	ذمہ دار
ممتاز	الگ، نرالا
اوائل	ابتداء
اُتالیق	استاد، ادب سکھانے والا
شعراء	بہت سے شاعر
عاطفت	مہربانی، پرورش
کُند	نہ چلنے والا، کھنڈا
دست گاہ	پہونچ
لعب	کھیل کود
فصحاء	خوش بیان لوگ
خُدّام	خدمت گذار
فوق	بلندی، برتری
مسائل	بہت سے مسئلے
فاخرہ	بڑائی والا
سامعین	سُننے والے
مخفی	چھپاہوا
مکرر	دوبارہ
مُشیر	مشورہ دینے والا
عِلم طبعی	نفسیات کا علم
مِنبر	کرسی
التفات	توجہ، رغبت
تحسین	تعریف، آفریں
عِلم الٰہی	دین کا علم
کندۂ ناتراش	احمق، نالائق
فضلاء	بہت سے علماء
ذکاوت	ذہانت، ہوشیاری

* (۲۵) شیر *

الفاظ	معانی
پوستیں	کھال
شوکت	دبدبہ
حریف	مقابل، دشمن
جوشن	زرہ
نیستاں	جنگل
تعاقب	پیچھا کرنا

الفاظ	معانی
بزدلی	نامردی، کم ہمتی
چارآئینہ	ایک قسم کا زرہ بکتر
گیرودار	پکڑ دھکڑ
اَجل	موت
جری	نڈر، بہادر
کچھاڑ	شیر کے رہنے کی جھاڑی

* (۲۶) تیمور *

الفاظ	معانی
فرماں پذیر	تابعدار
وحشیانہ	جنگلی پن
مفتوحہ	فتح کیا ہوا
مقتولین	قتل کیے ہوئے
مراجعت	واپس لوٹنا
مظفّر	کامیاب
کوہستان	بہت سے پہاڑ
تسخیر	تابع کرنا
عبور	پار کرنا
عجلت	جلدی
منصور	مدد کیا ہوا
حریف	مقابل، دشمن
خروج	نکلنا
معرکہ آرائی	لڑائی کیلئے تیار ہونا

الفاظ	معانی
محاربہ، یورش	حملہ
اولوالعزم	پکا ارادہ رکھنے والا
ممالک	بہت سے مُلک
بلاد	بہت سے شہر
فوق	اوپر

* (۲۷) اپنی ترقی کرو *

الفاظ	معانی
تسلّط	قبضہ، حکومت
ایمنی	امن چین
حرفت	صنعت، پیشہ
پنہاں	پوشیدہ
رہزن	ڈاکو
کارواں	قافلہ
ہموار	برابر، پلین
سقر	دوزخ
راہ رَو	راستہ چلنے والا مسافر
پیہم	متواتر، لگاتار
ظفر	فتح، جیت

* (۲۸) مرغ اسیر *

الفاظ	معانی
صیّاد	شکاری
تسلّط	قبضہ، حکومت

الفاظ	معانی
پیہم	لگاتار
چمن زاد	پھلواری
مفارقت	جُدائی
مشت	مٹھی
طائر	پرندہ
دام	جال، پھندا، قیمت
دِلاسا	اطمینان، سکون
نہاں	پوشیدہ
باور	یقین
ارباب	پالنے والے
ذبح	گلا کاٹنا
جعل	بناوٹ، جھوٹ

* (۲۹) جرأت *

الفاظ	معانی
مُتّہم	تہمت باندھا ہوا
جرأت	ہمت، بہادری
طفولیت	بچپن
افسانہ	قصہ، کہانی
حواس باختہ	بے اوسان، گھبرایا ہوا
تعرض	روک تھام
خائف	ڈرنے والا
محفوظ	حفاظت کیا گیا
یاری	دوستی

* (۳۰) عبرت *

الفاظ	معانی
عشرت	عیش، خوشی
کوس	بڑا نقارہ
طبل	ڈھول
جاہ و حشمت	رُعب، دبدبہ
آز	حرص، لالچ
گورِ غریباں	قبرستان
محبوس	قید
حسرت	افسوس
عبرت	نصیحت
مرقد	مزار، قبر

* (۳۱) حرص *

الفاظ	معانی
وائے	افسوس
زنداں	قیدخانہ
رعنائی	ناز سے نکلنا
خویش	اپنے رشتہ دار
خرسند	خوش
فرزند	بیٹا
پیوند	جوڑ
آنند	مزہ
زنداں	قیدخانہ

الفاظ	معانی
* (۳۲) امرِ اتفاقی *	
صحیفہ	رسالہ
امرِ اتفاقی	اچانک
کاہش	کمی، گھٹنا
ہلال	پہلی رات کا چاند
نمودار	ظاہر ہونا
نشیب	گہراؤ
معیّن	متعین، مقرر
بدر	پورا چاند
شانہ	کندھا، کنگھی
انکشاف	واضح ہونا، کھلنا
عقیدہ	یقین، اعتماد
صعوبت	پریشانی
حادثہ	واقعہ
بتدریج	سلسلہ وار
مبنی	انحصار، دارومدار
مستوجب	واجب کرنیوالا، لائق
سیاست	ملکی انتظام
صَرصَر	تیز ہوا
عقوبت	عذاب، سزا
کردار	چال چلن

الفاظ	معانی
* (۳۳) تحقیق *	
حواس	ہوش
شناخت	پہچان
محسوس	معلوم
مغالطہ	شک، وہم
علیٰ ھٰذا	اِسی طرح
ممکن الوقوع	جس کے واقع ہونے کا امکان ہو
مشابہ	ہم شکل
توہم	وہم، شک
مشاہدہ	اچھی طرح دیکھنا
حِس	محسوس کرنا
عوام	عام لوگ
ناقص	نقص والا، ادھورا
اوصاف	خوبیاں
شہادت	تصدیق، گواہی
خواص	خاص لوگ
مساوی	برابر
معرفت	پہچان
تفاوت	فرق
خمسہ	پانچوں

الفاظ	معانی
متشابہ	مشکوک، ہم شکل
محقق	تحقیق کرنے والا
سرگذشت	واقعہ
نتائج	نتیجے

* (۳۴) بکری کا بھوت *

الفاظ	معانی
نقب	دیوار میں بڑا سوراخ
جامہ	کپڑا
عامۂ خلائق	عام مخلوق
آغوش	گود، بغل
لبریز	منہ تک بھرا ہوا
غنیمت	نہایت بہتر
کشاں کشاں	آہستہ آہستہ
شدید	سخت تیز
نقب زنی	دیوار میں بڑا سوراخ کرنا
خواب نوشیں	گہری نیند
غنودگی	اونگھ، نیند
مصنوعی	بناوٹی
سہم	ڈر، گھبراہٹ
وحشت زدہ	گھبرایا ہوا

* (۳۵) باجے کا بھوت *

الفاظ	معانی
قفل	تالا
ترانہ	گانا، راگ
خوف زدہ	گھبرایا ہوا
آراضی	زمین، کھیت
دِل کش	دل کو کھینچنے والا، خوبصورت
سراسیمہ	حیران، پریشان
جشن	خوشی
تجسّس	تلاش
دہشت	ڈر، خوف
نغمہ	گانا

* (۳۶) یاروں کا گلہ *

الفاظ	معانی
ربط	تعلق
صَبا	پُروا ہوا
صحرا نوردی	جنگل میں رہنا
مخلص	خالص، سچا دوست
کاد	سوکھی گھاس
سامی	بلند
لطف آمیز	مزیدار

* (۳۷) دوستی کی ضرورت *

الفاظ	معانی
بنی نوع	انسان کی اولاد

الفاظ	معانی
بعافیت	آرام کے ساتھ
رابطہ	لگاؤ، تعلّق
جستجو	تلاش
ناگزیر	لازم، ضروری
ہیچ	کچھ بھی نہیں، قابلِ نفرت
کمیاب	نہایت کم ملنے والا

* (۳۸) دوست کا انتخاب *

الفاظ	معانی
انتخاب	چھانٹنا
کفران	ناشکری
تلف	ختم کردینا
محسن	احسان کرنے والا
عبث	بیکار
طمّاع	زیادہ لالچی
شاذونادر	بہت کم ہونے والا
عیوب	بُرائیاں
کور	اندھا
مبرّا	پاک، بے عیب
معذور	لاچار، عاجز

* (۳۹) دوستانہ سلوک *

الفاظ	معانی
کدورت	گدلاپن، میل

الفاظ	معانی
اولیٰ	بہتر
نزاع	لڑائی جھگڑا
محترز	پرہیز کرنے والا
اغماض	چشم پوشی
خصومت	دشمنی
خِسّت	کنجوسی، کمینہ پن
ملامت	شرمندگی
حاجات	ضروریات
متنبہ	خبردار
خلوت	تنہائی
خیانت	بددیانتی
علانیہ	کھُلم کھُلّا
سہل نگاری	کاہلی، آرام طلبی
افشاء	ظاہر کرنا

* (۴۰) تعریف روضہ تاج گنج *

الفاظ	معانی
روضہ	گنبد والا مقبرہ، باغ
تجلّی	روشنی
طغریٰ	خوبصورت تحریر
شرمسار	شرمندہ
اَوج	بلندی
اداس	مایوس

الفاظ	معانی
گلنار	گلاب کا پھول
صوت	آواز
قمر	چاند
نگار	تصویر، محبوب، لکھائی
طرفہ کار	عجیب کام
جوئبار	بڑی نہر
نسیم	صبح کی خوشگوار ہوا
ہزار	بلبل کی قسم کا پرندہ

* (۴۱) مخلوقات *

الفاظ	معانی
مشترک	شریک، اکٹھا
تن و توش	قد و قامت
نشو و نما	پھلنا، پھولنا
نقلِ مکان	جگہ کا منتقل ہونا
اشجار	بہت سے درخت
اصطلاح	محاورہ
مربوط	جڑا ہوا، وابستہ
نامیہ	بڑھنے والی
موالیدِ ثلٰثہ	حیوانات، نباتات، جمادات
مماثل	مثال، مانند
جذب	چوس لینا

الفاظ	معانی
برزخ	مرنے کے بعد قیامت تک کا زمانہ

* (۴۲) جمادات *

الفاظ	معانی
حیات	زندگی
بصارت	دیکھنا
سبک	ہلکا
سیال	بہنے والا، رقیق
خفیف	ہلکا
تموّج	لہریں اٹھنا
منجمد	جما ہوا
تلاطم	موجوں کا زور، جوش
ثقیل	بھاری
اجزاء	بہت سے حصے

* (۴۳) نباتات *

الفاظ	معانی
علف	گھاس
تناور	جسم والا، موٹا تازہ
نخل	کھجور
خرما	چھوہارہ
خاصہ	تاثیر

الفاظ	معانی
* (۴۴) حیوانات *	
عظیم الجثہ	موٹے بدن والا
مرکب	مِلا جُلا
محفوظ	حفاظت کیا گیا
نوع	قسم
آثارِ حیات	زندگی کی علامت
صدف	سیپ
افراد	فرد کی جمع، لوگ
افضل	اچھا، بہترین
* (۴۵) انسان *	
تشریح	کھول کر بیان کرنا
دقیق	باریک، مشکل
جسد، جثہ	بدن، جسم
ساخت	بناوٹ
ادراک، فہم	عقل، سمجھ
فائق	اونچا
* (۴۶) نسل انسانی *	
شباہت	شکل وصورت
رُبعِ مسکون	زمین کا وہ حصہ جو خشکی پر ہے
اَسْوَدْ	کالا، سیاہ رنگ کا

الفاظ	معانی
زادِ بوم	جائے پیدائش، وطن
کاسہ	پیالہ
اختلاط	میل جول
مدوّر	گول
مخلوط النسل	کئی طرح کی نسل والے
مسکن	رہنے کی جگہ
جمیل	حسین
خال	سیاہ تِل
حُلیہ	صورت، حالت
دیار	شہر، ملک
نواحی	پڑوس، اِردگرد
* (۴۷) وحشی *	
طرزِ معاش	روزی کمانے کا طریقہ
مقدّم	اوّل، پہلے
توحّش	وحشی پن
اشرف المخلوقات	تمام مخلوق میں بزرگ
تشنگی	پیاس
جوف	کھوکھلا پن، پیٹ
ضیافت	مہمانی، دعوت
مہذّب	تہذب والا

* (۴۸) شکاری *

الفاظ	معانی
برہنہ تن	ننگا بدن
گزندہ	کاٹنے والا، نقصان دینے والا
مغلوب	ہارا ہوا
پوست	کھال
مسلّح	ہتھیار لگائے ہوئے
پس خوردہ	جھوٹا، کھا کر بچا ہوا
صید افگنی	شکار کرنا
پوشاک	لباس

* (۴۹) گلہ بان *

الفاظ	معانی
راعی، گلّہ بان	چرواہا
بہائم	چوپائے
شاق	سخت
مرغزار	سبزہ زار
مَرکبُ	سواری
لذیذ	مزیدار، عمدہ
تیمارداری	بیمار کی دیکھ ریکھ
خونخوار	خوفناک
مہار	نکیل

* (۵۰) دہقان *

الفاظ	معانی
خانہ بدوش	بے ٹھکانہ
اِفراط	زیادتی
سیر حاصل	بافراغت
شاداب	سرسبز، ہرا بھرا
سواد	اردگرد
اقامت گزینی	ٹھہرنا، قیام کرنا

* (۵۱) داستان *

الفاظ	معانی
گیتی	دُنیا
آسودہ	بے فکر
مثال	مال و دولت
تولّد	پیدا ہونا
غنی	مالدار
اژدہام	بھیڑ
نفرا	نفرت کرنے والا
باج	ٹیکس
خلف	جانشین، وارث
اضطراب	پریشانی، بے چینی
بردہ	غلام
مادر و پدر	ماں و باپ
گیتی پناہ	دُنیا کی حفاظت کرنیوالا

الفاظ	معانی
اتالیق	تربیت دینے والا
خامہ	حکم
ہلال	پہلی رات کا چاند
حشمت	شان و شوکت
مزرع	کھیتی
نجات	چھٹکارا
خراج	محصول
تفنگ	بندوق

* (۵۲) بادِ صراد *

الفاظ	معانی
استوار	ہموار
آہنگ	نغمہ، آواز
ساحل	کنارہ
قطبین	سمتیں، شمال و جنوب
محیط	گھرا ہوا
بحرین	ایک شہر کا نام جو مغرب کی طرف ہے
سبک پا	تیز رفتار
تنفّس	سانس لینا
گوش	کان
معاذاللہ	خدا کی پناہ
مساوی	برابر

الفاظ	معانی
آفاق	آسمان کا کنارہ، دُنیا
سُست رَو	آہستہ چلنے والا
مراحل	منزلیں
گلگشت	باغ کی سیر کرنیوالا
پرکاہ	گھاس کا تنکا
طرّہ	وہ پھندنا جو پگڑی کے اوپر لگتا ہے

* (۵۳) راست گوئی *

الفاظ	معانی
اغیار	غیر کی جمع
جلوہ گستر	ظاہر ہونے والا
مفتون	مجنون، عاشق
سلف	گذشتہ
راست گوئی	سچ بولنا
نکبت	مفلسی
شمشیر	تلوار
وحشت آگیں	گھبرایا ہوا
تلخی	کڑواپن
رَم	نفرت، خوف
برّاں	تیز کاٹنے والا
صِلہ	بدلہ
سَم	زہر

الفاظ	معانی
عُسُل	شہد
یزداں	نیکی اور خیر کا خالق، خدا تعالیٰ
دل دوز	دل پر اثر کرنے والا
عریاں	ننگا
پاسباں	حفاظت کرنے والا
جِلو	ہمراہی، ساتھ چلنا
آشتی	دوستی، اتفاق
ہرسو	ہر طرف
شب خون	رات کا حملہ
فزا	زیادہ، بڑھوتری
افسوں	جادو، فریب
طینت	عادت، طبیعت
زہر ہلاہل	مار ڈالنے والا زہر
ناشناسا	انجان
جمہور	عوام، تمام
انصار	مددگار
سِر	بھید، راز
فغاں	فریاد

* (۵۴) حواسِ خمسہ *

الفاظ	معانی
قوتِ شامّہ	سونگھنے کی طاقت
قوتِ باصرہ	دیکھنے کی طاقت
قوتِ سامعہ	سُننے کی طاقت
خمسہ	پانچ
قوتِ لامسہ	چھونے کی طاقت
نوع	قسم، جنس
قوتِ ذائقہ	چکھنے کی طاقت

* (۵۵) قوتِ شامہ *

الفاظ	معانی
بینی	ناک
عنبر	ایک سیاہ رنگ کی خوشبو
آلہ	اوزار، ذریعہ
گُل	پھول
طعام	کھانا
اعصاب	پٹھے
رطوبت	تری
براز	پائخانہ، فضلہ
زائل	ختم ہونا
بول	پیشاب
جوف	کھوکھلا پن، بیچ
قبیح	برائی، عیب
اِدراک	سمجھ

* (۵۶) قوتِ باصرہ *

الفاظ	معانی
منعکس	اُلٹا، اوندھا

الفاظ	معانی
مشتعل	بھڑکتا ہوا
شعاع	کرن
بے بصر	نابینا
ظاہر	سامنے
قندیل	فانوس، لالٹین
شمس	سورج
جہت	سمت
قمر	چاند
عظمت	بڑائی
ہنوز	ابھی
محو	مٹانا
عصب	پٹھا، قوت
بصارت	دیکھنا

* (۵۷) قوتِ سامعہ *

الفاظ	معانی
تلاطم	موجوں کا زور و شور
لطیف	نرم، نازک
سمع، سماعت	سُننا
قیاس	انداز
تشخیص	پہچان
مُغالطہ	دھوکہ، بھول
لہجہ	آواز، انداز
اَصوات	آوازیں

الفاظ	معانی
اختلاف	فرق، جھگڑا
بشرہ	چہرہ
نطق	بولنا
شباہت	شکل وصورت

* (۵۸) قوتِ ذائقہ *

الفاظ	معانی
صانع	کاریگر
تُرش	کھٹا
مُکدّر	گدلا
موضع	مقام، جگہ
ادراک	عقل، سمجھ
محض	صرف، بالکل
خوش آئند	اچھی لگنے والی

* (۵۹) قوتِ لامسہ *

الفاظ	معانی
بہرہ یاب	فائدہ مند۔
معیّن	متعیّن
کفِ دست	ہتھیلی
ابعادِ ثلٰثہ	تین کونہ
پیشتر	پہلے
لَمس	چھونا
متعدّد	چند مرتبہ

الفاظ	معانی
مشترک	مِلا جُلا
فرق	فاصلہ
کفِ پا	پیر کا تلوا
برودت	سردی، ٹھنڈک
مفقود	غائب، کھویا ہوا
معاوضہ	عوض، بدلہ

* (۶۰) اونٹ *

الفاظ	معانی
حلیم	برداشت کرنے والا
رفاہِ عام	عام فائدہ
اِلحان	آواز، لے، سُر
سایہ فگن	سایہ کرنے والا
مرحلہ	منزل
خِصال	عادتیں
راکب	سوار
اِضطراب	بے چین
بہا	قیمت، دام
لق ودق	چٹیل میدان
جری	بہادر

* (۶۱) عقل *

الفاظ	معانی
وحوش	وحشی کی جمع

الفاظ	معانی
تعمیل	حکم ماننا
منکشف	ظاہر
حجر و شجر	پتھر و درخت
ننگ	ذلّت، لحاظ
طُیُور	پرندے

* (۶۲) حقوقِ والدین *

الفاظ	معانی
نشو	پھلنا، پھولنا
جذبہ	جوش
پَرتو	عکس
ناصِر	مدد کرنے والا
نُما	دِکھا، دکھانے والا
تادیب	ادب سکھانا
عظمٰی	سب سے بڑی
عین	بالکل
مبرّیٰ	بَری
تنومند	مضبوط بدن والا
ترجیح	برتری
باری	اللہ، پیدا کرنے والا

* (۶۳) جامع مسجد *

الفاظ	معانی
جامع	جمع کرنے والا، بڑا

الفاظ	معانی
موزوں	مناسب، درست
تذکرہ	ذِکر
پچی کاری	جواہر اور رنگین پتھروں کا کام
ترمیم	اصلاح، درستی
سیاح	سیر کرنے والا
اعتراف	اقرار
رہنما	راستہ دکھانے والا
ارک	بہشت، محل
اجارہ	ٹھیکہ

* (۶۴) خوابِ راحت *

الفاظ	معانی
رہ‌زن، رہزن	ڈاکو، لٹیرا، مُسافر کو لوٹنے والا
کرّوفر	شان وشوکت
خوابِ راحت	آرام کی نیند
محبوس	قیدی
زیست	زندگی
کرب	بے قراری
مسہل	دست لانے والی دوا
قضایا	جھگڑے، مقدمے
تبرید	ٹھنڈا کرنا

الفاظ	معانی
مسلّط	قابض
راہ رَو	راستہ چلنے والا، مسافر
مُطرِب	گانے والا
لخلخہ	چند خوشبودار چیزوں کا مجموعہ
سَاغر	شراب کا پیالہ
قائم الزوایا	زاویوں کا برابر ہونا

* (۶۵) حکومت *

الفاظ	معانی
غارت	لُوٹ مار
مسلّح	ہتھیاروں سے تیار
قوتِ بازو	ہاتھ کی طاقت
داب	دبدبہ
اِستحکام	مضبوطی
مُعاوضہ	بدلہ
کامرانی	کامیابی
جبر	ظلم وزبردستی
آہن	لوہا
عظمیٰ	بڑی
محاصل	ٹیکس، محصول
غارت گری	لُوٹ مار کرنا
سن رسیدہ	بوڑھا

الفاظ	معانی
کم فہم	ناسمجھ
خرمن	ڈھیر
بازار گرم ہونا	خرید و فروخت خوب ہونا
نافذ	لاگو، جاری
پاسبانی	چوکیدارہ

* (۶۶) ایک طلسم *

الفاظ	معانی
حباب	بلبلہ، ساٹپ
مضطر	پریشان
اَفسر	حاکم
گرداب	بھنور
اشجار	بہت سے درخت
طلسم	جادو
ثمر	پھل، نتیجہ
تمثال	صورت، فرمان شاہی
آہن	لوہا
برقِ دَم	پلک جھپکنے کا وقت
اوہام	وہم کی جمع
غُول	جن، بھوت
مُلہم	الہام کرنے والا
جراحت	زخم
عَصَا	لاٹھی
اَلبُرز	ایک جگہ کا نام
طوبیٰ	جنت کا ایک درخت
مُلہم غیب	غیب کی بات بتانیوالا
ماہی	مچھلی
عصافیر	دیو
بشر	انسان
حربہ	حملہ، ہتھیار
عریانی	ننگاپن
کوہ پیکر	پہاڑ جیسے جسم والا
سنگِ گراں	بھاری پتھر

* (۶۷) ستارے اور کہکشاں *

الفاظ	معانی
گردوں	آسمان
زعم	گمان، غرور
شبِ تار	اندھیری رات
سحاب	بادل
اعانت	مدد
کہکشاں	لاتعداد چھوٹے چھوٹے ستارے
زُہرہ	ایک ستارے کا نام
خوشہ	گچھا
شفق	سُرخی جو صبح و شام آسمان پر ہوتی ہے

الفاظ	معانی
بعید	نہایت دور
نجوم	ستارے
ساحت	میدان، صحن
کواکب	بہت سے ستارے
ارغوانی	نہایت سُرخ
طبع	طبیعت
عطارد	ایک سیّارہ کا نام
مِرّیخ	ایک سیّارہ کا نام
کثیف	گاڑھا، گندہ

* (۶۸) اشعارِ آتش *

الفاظ	معانی
سکندر	روم کے ایک بادشاہ کا نام
گور	قبر
اندوہ	غم، ملال
نعمت	مال و دولت
کنایہ	اشارہ
ہُما	ایک قسم کا خیالی پرندہ
دارا	فارس کے بادشاہ کا نام
حرماں	نا امیدی
استخواں	ہڈی گٹھلی

* (۶۹) اشعارِ انشاء *

الفاظ	معانی
چشمہ سار	بہت سے چشمے والا
سقر	دوزخ
سحر	صبح
پیہم	لگاتار
صَبا	پُروا ہوا
مَشرَب	مذہب، طریق
برگ	پتّہ
لخّہ	ٹکڑا
نفر	آدمی
سبزہ زار	ہریالی
رَعد	بجلی کی کڑک
بار	پھل، بوجھ

* (۷۰) ہوا اور آسمان *

الفاظ	معانی
بعینہٖ	ٹھیک اسی طرح
لیل و نہار	رات دن
آبخورہ	پانی پینے کا پیالہ
ارتفاع	بلندی
تغیر	تبدیلی
لابد	لازمی، ضروری
اقلیم	مُلک
عمق	گہرائی
فیضیاب	فائدہ پانے والا

الفاظ	معانی
* (۷۱) مبادلہ *	
خلقُ اللہ	اللہ کی مخلوق
پارچہ بافی	کپڑا بُننا
مزاولت	ہمیشگی
مَلکہ	مہارت
* (۷۲) نوشیرواں عادل *	
نوشیرواں	ایک بادشاہ کا نام
خفیف	ہلکا
ضرب المثل	کہاوت
مستحکم	پکّا، پختہ
رستم	ایک مشہور پہلوان کا نام ہے
ملوک	بہت سے بادشاہ
شہرۂ آفاق	دُنیا میں شہرت پایا ہوا
شوکت	دبدبہ
طائر	پرندہ
جلو	ہمراہی
صید گاہ	شکار کھیلنے کی جگہ
حشمت	دبدبہ، شان
دادگستری	انصاف چاہنا
جمشید	ایک بادشاہ کا نام
حاتم	ایک مشہور سخی کا نام
پیرزال	بوڑھی عورت
* (۷۳) مہابھارت *	
خودکشی	خود کو مارنا
مرقوم	لکھا ہوا
صحرانوردی	جنگل میں گھومنا
رِحلت	کوچ کرنا، چلے جانا
دیرینہ	پُرانا
آفریں	شاباش، تحسین
سریر آرائی	تخت نشینی
نقب	سوراخ
قضارا	مقدر سے
نعرہ	بلند آواز
زاہدانہ	پرہیزگاری
عِناد	بغض، دُشمنی
کارزار	جنگ
نصب	کھڑا کرنا، گاڑنا
ولی عہد	جانشین
نوعروس	نئی دُلہن
جنگ آور	جنگ آزمودہ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
(۴۷) روضۂ تاج محل		ساخت	بناوٹ
عوام الناس	عام لوگ	قُبّہ	گنبد
تُربت	پختہ قبر	سبقت	بازی، برتری
زَبَرجَد	قیمتی پتھر کا نام	اُسلوب	طریقہ
یَشب	ایک قیمتی موتی کا نام	وصل	ملاقات، مِلانا
عقیق	سُرخ رنگ کا قیمتی پتھر	زمرّد	سُرخ رنگ کا قیمتی پتھر
		مثمن	آٹھ کونوں پر مشتمل

تمّت

ہدایت

معلمین حضرات طلبہ کو کتب کے معانی ازبر کرا دیں۔

درجہ دوم وسوم کے طلبہ کو تختی لکھوائیں اور جلی قلم سے اصلاح کر دیں۔ گاہے گاہے درجہ سوم کے طلبہ کو پانچ سطور پر مشتمل املا لکھواتے رہیں۔ درجہ چہارم وپنجم کے طلبہ کو ہر روز کاپی پر نقل کرانے کے ساتھ ساتھ اِملا لکھوائیں تا کہ طلبہ کما حقہ اردو پڑھ سکیں۔ فقط

مؤلف